ہوئی ۔ اُس پریشانی ہی میں ان مسودات کو جمع کیا ۔ درجات الابرار اُس کی تاریخ تالیف نکلی ۔ ان مسودات کو صاف کرنا چاہتا تھا کہ ایک سید صاحب باشندہ مضافات نے جو کہ دس سال تک کروری حاکم سہرند میں رہ چکے تھے فقیر سے فرمائش کی کہ ایک کتاب حالات اولیا میں جمع کی جائے ✦

چنانچہ ۱۰۴۲ھ ہجری میں اس تالیف سے فراغت ہوئی ۔ اور مجمع الاولیا اس کا نام رکھا ۔ ایک ہزار پانسو اولیا کے حالات اُس کتاب میں جمع کئے گئے اُس کی تاریخ تصنیف منابع الشیوخ نکلی ✦

اس کے بعد پھر کتاب مناقب و مقامات کے صاف کرنے کا ارادہ پختہ ہو گیا اور کسی قدر حصہ اس کا صاف بھی ہو چکا تھا ۔ کہ حاکم مذکور نے کتاب مجمع الاولیا کے مقابلہ اور تصحیح کی درخواست کی ۔ الحق یہ کتاب گروہ صوفیہ کے کتب رسائل کا مجموعہ ہے لیکن بعض بے دین طالب علموں نے مشاجرات صحابہ کو اُس حاکم کی خوشامد کی وجہ سے کتاب میں داخل کر کے اس کو پایۂ اعتبار سے گرا دیا ✦

۱۰۴۵ھ ہجری میں اس کے مقابلہ اور تصحیح سے نجات ملتے ہی کتاب مذکورۂ بالا کا کام شروع کر دیا ۔ اور کاموں سے وقت بچا بچا کر شب و روز تحریر مقامات میں کوشش کی ۔ اور یہ خوف رہا کہ مبادا چپ و راست سے کوئی مانع پیدا نہ ہو اور اس کتاب کے کام میں سستی نہ آئے ۔ مصرعہ

تَجْرِی الرِّیَاحُ بِمَا لَا تَشْتَہِی السُّفُنُ

ترجمہ ۔ کشتی کے خلاف بادِ مخالف چلنے لگتی ہے

بموجب ارشاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہ عرفت ربی بفسخ العزائم میں نے اپنے رب کو اپنے ارادوں کے فسخ ہو جانے سے پہچانا ✦

بندگان شہزادۂ عالی قدر والا گہر ولیعہد علامۂ عصر سلطان محمد دارا شکوہ نے کتاب بہجۃ الاسرار (عربی زبان میں مناقب حضرت غوث اعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ میں واقع ہے ۔ ترجمہ کیلئے اس حقیر کے حوالہ کی بہ تعمیل حکم ترجمہ کیا گیا ۔ اور مقامات غوث الثقلین اُس کا نام رکھا ۔ اور نظر کیمیا اثر عالی گہر میں گذرانی گئی ۔ جو کہ مقبول اور پسندہ ہوئی ✦

اِس کے بعد پھر کتاب روضۃ النواظر کہ حضرت غوث الصمدانی میں ہے عنایت فرمائی کہ اُس کا بھی ترجمہ کر کے پیش کیا جائے۔ فقیر نے اُس کا بھی ترجمہ کیا اس کے بعد تفسیر عرائس البیان تصنیف شیخ روزبہان بقلی مرحمت فرمائی کہ اس کا ترجمہ کیا جائے۔ چنانچہ ربع کتاب کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ کتاب حضرات القدس کی تکمیل کے بعد بقیہ ترجمہ مذکور کی کوشش کیجائیگی سُبحان اللہ وبحمدہٖ خدا کا شکر و احسان ہے ۔

بات محل سے بے محل کہاں سے کہاں جا پڑی مقصود یہ نہ تھا کہ مؤلفات کی بنا پر مسوّدات حضرات القدس کے صاف کرنے میں تاخیر واقع ہوئی۔ بلکہ مطلب یہ تھا کہ آنجناب رضؓ کے خوارق کا بیان اور کرامتوں کی تشریح پہلے کی جائے۔ اُس کے بعد آغازِ مقصد کیا جائے۔ اسپ قلم نے شب عنائی کر کے شاہراہ مقصود کو چہ غیر نافذہ سے دیوار کی طرف قدم بڑھادیا نہیں نہیں قلم عنبرین شمامہ اپنے مطلوب پر نظر جمائے ہوئے ہے۔ کوچہ غیر نافذہ سے جدا ہو کر کسی اور طرف کو نہیں چلا۔ اور سر رشتۂ اصل کو ہاتھ سے نہ دے کر اصل مطلوب کی طرف متوجہ ہو کر چل رہا ہے۔ کیونکہ مقصود یہ تھا کہ آنجناب رضؓ نے بعد ملاحظہ فرمانے مسودات میر احمدی کے یہ بات بطور مطائبہ کے فرمائی تھی۔ کہ تمہاری پہلی تصنیف ہمارے حالات میں واقع ہوئی ہے۔ اس میں ایک اشارہ گرامی یہ ہے کہ حقیر سے سوائے اس کتاب کے اور تصنیفات بھی وجود میں آئینگی۔ اُن تصانیف کو خامۂ سحر کار نے اس موقع پر اثبات مطلوب کیلئے بطور استدلال کے بیان کیا ہے اللہ اکبر ۔

اِس طوالتِ کلام سے بچکر آنجناب رضؓ کے بعض خوارق و کرامات کا آغاز کرتا ہوں کہ اُن کا جمع کرنا احاطۂ عالم سے باہر ہے پھر صفحات کاغذ کس طرح سے اُس کے متحمل ہو سکتے ہیں۔ بہرحال حسبِ دستور ارباب تصانیف کہ احوال و مقامات کبراءِ سلف میں سے چند سطریں اُن کی کرامات میں بھی تحریر کر دیتے ہیں۔ ہم بھی اُن کے طریق پر چلتے ہیں۔ اور حضرت کے تصرفات و کرامات بے پایاں ہیں سے کچھ تھوڑے سے زبان قلم سے نکلتے ہیں۔ ہر چند کہ آپ کا ہدایت و ارشاد کا گاؤں در گاؤں اور شہر بشہر پھیلانا اور رشد و صلاح کا تمام عالم میں سرایت کرانا اور تقوےٰ اور فلاح کا سارے جہان کو محیط ہونا اور اُن دقائق اور حقائق کا اظہار فرمانا کہ اولیاءِ سابقین کے فہم اُن کی مماثل تحریرات سے قاصر رہے ہے۔ اور بطونِ اسرار کا ظاہر فرمانا کہ متقدمین کی زبانیں اُس کی تقریر سے عاجز

رہیں۔ اور خواص و عوام کا آپ کو قبولِ نظر کر لینا۔ اور ارباب ارادات میں آپکا تصرف فرمانا آپ کی سب سے بڑی کرامت ہے +

فائدہ - آنجناب قدس سرہٗ نے لکھا ہے کہ خوارق کی دو قسمیں ہیں۔

قسم اوّل ظہورِ علوم و معارفِ الٰہیہ کہ ذات و صفات و افعال واجب تعالیٰ سے متعلق ہیں یہ کرامت طریقۂ نظر اور عقل سے الگ اور خلافِ عادت جاریہ ہے کہ اپنے اپنے خاص خاص بندوں کو اس سے ممتاز کیا ہے اور اہلِ حق و اربابِ معرفت سے اس کو مخصوص کیا ہے +

قسم دوم جو کہ عالمِ کون سے متعلق ہے اور اصحاب حق و باطل میں مشترک ہے کہ اہلِ استدراج کو بھی قسم دوم حاصل ہے قسم اول اللہ تعالیٰ کے پاس معظم و مکرم ہے اپنے اولیا کو اس سے مخصوص کیا ہے۔ اور دشمنوں کو اس میں شریک نہیں فرمایا قسم دوم عوام میں معتبر اور اُن کی نظروں میں معزز و محترم ہے اگر اہل استدراج سے ایسی چیزیں ظاہر ہوں تو اُن کی پرستش کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور قسم اول کو خوارق میں شمار نہیں کرتے ہیں۔ اُن کی بے عقلی دیکھو کہ وہ علم احوال مخلوقات حاضر یا غائب سے تعلق رکھتا ہو اس میں کونسی شرافت ہو سکتی ہے۔ بلکہ یہ علم تو اس لائق ہے کہ جہل سے بدل لیا جائے تا کہ خلق اور اُس کے حالات سے نسیان حاصل ہو۔ حضرت معرفت اللہ تعالیٰ ہی شرافت و کرامت کے لائق اور احترام و اعزاز کی مستحق ہے

شعر

پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز
بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

ترجمہ۔ پری کا چہرہ تو چھپا ہوا ہے اور دیو کرشمہ اور ناز میں ہے۔ عقل میری حیرت سے جل اٹھی کہ یہ کیا تعجب انگیز معاملہ ہے +

اسی لئے متقدمین اولیاء اللہ سے مثل جنید بغدادی قدس سرہٗ کی تابد وشی کراہتیں نقل کی گئی ہیں +

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلیم علیہ السلام کے حال سے خبر دی ہے کہ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ یعنی حضرت کلیم اللہ علٰی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کل نو آیتیں عنایت ہوئی تھیں +

کثرتِ خوارق دلیلِ افضلیت نہیں۔ اور قلتِ کرامات علامتِ نقص نہیں ہے۔ ظہورِ خوارق داخلِ ماہیتِ ولایت نہیں ہے۔ صرف لازمِ ولایت ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کرامات اس سے صادر ہوتی ہیں۔ اور اُس کو خبر تک نہیں ہوتی ہے۔

قدسیہ۔ یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ الہامی علم اور عرفان مقبولیت کی بڑی علامتوں اور بلند کرامتوں میں سے ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ معجزۂ قرآنی سب معجزوں سے قوی اور باقی رہنے والا ہوا۔

قدسیہ۔ اربابِ ارشاد کے لئے یہ کرامت ضروری ہے کہ مریدانِ رشید کو ایک عالم سے دوسرے عالم میں لیجائے اور ایک حال سے دوسرے حال پر اُس کا گذر کرائے سعادتمند مرید ہر دم اپنے پیر سے کرامات و خوارق عادات کا مشاہدہ کرتا رہتا ہے اور اپنے میں اُس کے آثارِ تصرفات کا معائنہ کرتا ہے۔ اولیاء اللہ کے لئے ضروری نہیں ہے کہ عامۂ خلق اللہ پر اظہار خوارق کریں۔ بلکہ معاملۂ ولایت پوشیدہ رکھنے کے لائق ہے حدیثِ قدسی اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قِبَائِیْ لَا یَعْرِفُہُمْ غَیْرِیْ "میرے اولیا میری قبا کے نیچے چھپے ہوئے ہیں۔ کوئی اُن کو میرے سوا نہیں پہچان سکتا"۔ اِس پر شاہد عادل ہے۔

کہا گیا ہے کہ عُقُوْبَۃُ الْاَنْبِیَاءِ حَبْسُ الْوَحْیِ وَعُقُوْبَۃُ الْاَوْلِیَاءِ اِظْہَارُ الْکَرَامَاتِ وَعُقُوْبَۃُ الْمُؤْمِنِیْنَ التَّقْصِیْرُ فِی الطَّاعَاتِ۔ انبیاء پر عقوبت حبسِ وحی ہے اور اولیاء پر عقوبت اظہارِ کرامات ہے اور مومنین پر عقوبت اُن کی عبادت میں کمی آجانا ہے۔

قدسیہ۔ زمانۂ قربِ قیامت جتنا نزدیک ہے اُسی قدر ضعفِ دین بھی زیادہ ہے۔ پس وہ کرامتیں جو رواجِ دین کے لئے مفید تھیں کم ہو گئیں۔ اور اولیاء اللہ ان امور کے صدور کے مامور نہیں رہے ہے۔ اور چونکہ ہزار سال حضرت سید کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رحلت فرما کر گذر گئے ہیں۔ اور اِس مدت کو تغیرِ امورِ دین اور ضعفِ ملتِ متین میں پورا پورا دخل ہے اِس لئے اولیاءِ عشرت بھی نداء ولیاءِ عزلت کے اظہارِ خوارق سے روک دئے گئے ہیں۔ کہ ظہورِ خوارق اسمِ الہادی کا مقتضا ہے۔ کہ ارشاد و ہدایتِ خلق اللہ سے متعلق ہے۔ اور آخر زمانہ مقتضیٔ اسم

اَلْمُضِلُّ کا ہے۔ کہ بدعت اور گمراہی سے وابستہ ہے ✦

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ اِنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ فِتَنًا کَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ یُصْبِحُ الرَّجُلُ فِیْھَا مُؤْمِنًا وَیُمْسِیْ کَافِرًا وَیُمْسِیْ مُؤْمِنًا وَیُصْبِحُ کَافِرًا قیامت کے قریب ایسے فتنے ہونگے جیسے اندھیری رات کا ٹکڑا۔ پس صبح کو جو مرد مومن ہوگا وہ شام تک کافر ہو جائیگا۔ اور جو شخص شام کو مومن تھا وہ صبح تک کافر ہو جائیگا ✦

قدس سرہ۔ نیز آنجناب رضی اللہ عنہ نے بعض مکاتیب میں اسطرح نگارش فرمایا ہے۔ کہ اولیا متقدمین اور متاخرین ہر ایک سے ہر زمانہ میں کرامتوں کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ خواہ مخالف اُس کو جانے یا نہ جانے ۔ع

خورشید نہ مجرم از کسے پنہاں نیست

مشائخ کی اکثر کرامات کو مریدان خاص اور ہمنشینان مجلس اختصاص دیکھتے ہیں اور زمانہ دراز کے بعد زبانوں کی تقریر اور قلموں کی تحریر کے ذرائع سے لوگوں میں شہرت پاتی ہیں ✦

قدس سرہ۔ فرماتے ہیں کہ اِس نعمت عظمےٰ کا حصول یعنی طالبان طریق کا ابتدا تعلیم میں ذکر سے دل کا گویا ہو جانا اور جذبہ کا حاصل ہو جانا۔ ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے ہی برکات میں سے ہے۔ اگرچہ کابر سابقین کا بھی یہی معمول رہا ہے مگر ابتدائے تعلیم میں کسی کو اتنی عمومیت حاصل نہ تھی ✦

ایک روز میں نے حضرت خواجہ قدس سرہٗ سے پوچھا کہ شروع تعلیم میں عام طور سے اس کمال کے حصول کا راز کیا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ بمقابلہ زمانہ سابق کے زمانہ حال میں اہل ارادت کی طلب اور ہمت میں نقصان اور فتور کثیر پھیل گیا ہے۔ اور مقاصد طلبیہ میں کمی آگئی۔ اِس لئے شفقت کا تقاضا یہ ہوا کہ بغیر مجاہدہ اور سعی کے اُن کو مقصود کی رہنمائی کر دیجائے۔ تاکہ اُن کی برودت حرارت سے مبدل ہو۔ اللہ تعالےٰ آپ کو ہم سب کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے ✦

قدس سرہ۔ فرماتے تھے کہ اللہ تعالےٰ کی کمال عنایت مجھ کمترین کے حق میں یہ ہے کہ کوئی کوچہ اس رستہ کا باقی نہ رہا۔ جس پر کہ اس فقیر کا عبور نہ کرایا گیا ہو۔

جس مرید نے اپنی استعداد کے موافق جس سلوک کے طے کرنے کی خواہش کی۔ مجھ پر وہی طریق وا کیا گیا۔ اور اس کو اُسی طریق میں مرتبۂ کمال وتکمیل پر مَیں نے پہنچا دیا +

قدسیہ ۵ ۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی عنایت بے غایت سے اس درویش کو اتنی قوت بخشی ہے۔ کہ اگر اس سوکھی ہوئی لکڑی پر اپنی ہمت صرف کروں تو ایک عالم اس سے منور ہو جائیگا۔ مگر اس آخر زمانہ میں اس کی مرضیِ اقدس اُس ہمت کے اظہار کے لئے نہیں پاتا ہوں +

قدسیہ ۶ ۔ مولانا یوسفؒ ایک عالم علماء وقت سے تھے۔ اور حضرت خواجہؒ نے اُن کی تربیت آنجنابؒ کے حوالہ فرمائی تھی۔ اثناء سلوک میں جذبہ نے اُن کو گھیر لیا۔ اور وقت نزاع کا تھا۔ کہ آنجنابؓ اُن کے پاس آئے۔ اور ان کا سلوک پورا کرنے کے لئے توجہ فرمائی اور اپنی توجہ کی مولانا کو اطلاع فرمائی۔ اور ہر ساعت اُن سے حال دریافت فرماتے تھے۔ اور مولانا اپنی ترقیات وتلقیات کہ توجہ آنجناب سے حاصل ہو رہی تھی۔ عرض کرتے تھے یہاں تک کہ انکا کام اپنے تصرف سے پورا فرما دیا۔ اور اُنہوں نے بھی اپنے حصول کمال اور اتمام سلوک کی خبر دی۔ اور اسی وقت راہی عالم قدس ہو گئے۔ مجھے فخر ہے قوتِ تصرف پر کہ برسوں کا کام آنِ واحد میں پورا کر گئی۔ ع

بر کریماں کارہا دشوار نیست ترجمہ ع کریموں پر نہیں کچھ کام دشوار

ے یک لحظ عنایتِ تو اے بندہ نواز

بہتر ز ہزار سالہ تسبیح و نماز

ترجمہ ے ایک لحظ آپ کی عنایت اے بندہ نواز، ہزار سال کی تسبیح اور نماز سے بہتر ہے +

کرامت ۔ ایک درویش صاحبِ وجد وحال نے بیان کیا ہے کہ آنجنابؓ کے مناقب و مآثر جب عالم اور عالمیان میں مشہور ہوئے اور پھیل گئے۔ تو مَیں نے آنجنابؓ کے دیدار فائض الانوار کے لئے مہرند کا قصد کیا۔ ربع شب گذری تھی کہ مَیں داخل شہر ہوا۔ اور ایک مسجد میں فروکش ہوا۔ ہمسایہ مسجد مجھ کو اپنے گھر لے گیا۔ اور مہربانی کی

اثنائے کلام میں اُس سے آپ کے حالات دریافت کئے اُس نے طعن کی باتیں کیں۔ میں رنجیدہ ہوا۔ اور باطن میں آپ کی طرف متوجہ ہوا دیکھا کہ آپ ایک ہندوانہ ہاتھ میں لئے ہوئے ظاہر ہوئے۔ اور آپ نے اُس طعنہ گو منکر کو پارہ پارہ کر دیا۔ اور پھر واپس چلے گئے۔ مجھ پر اس مشاہدہ سے دہشت عظیم غالب ہوئی اور مضطرب ہو کر آپؒ کے پیچھے پیچھے باہر کو دوڑا مگر آپ کو نہ پایا۔

صبح میں آنجنابؒ کی صحبت سے مشرف ہوا۔ رعشہ اور خوف اُسی طرح مجھ پر چھایا ہوا تھا حضرتؒ نے مجھ کو آغوش میں لے لیا اور مسکرا کر کان میں فرمایا کہ رات کا واقعہ دن میں ذکر نہیں کرتے ہیں۔ اس کے بعد میں اُس محلہ میں گیا دیکھا کہ ایک شور برپا ہے کہ فلاں شخص کو کوئی مار گیا ہے۔

تصرف ایک درویش نے کہ آثار جذبہ و علامات آزادی اور وارستگی کے اُس میں پیدا تھی۔ بیان کیا۔ کہ میں بنگالے سے اکبرآباد آیا تھا اور آنجنابؒ اُس شہر میں تشریف فرما تھے ایک رات میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور تعلیم ذکر کی درخواست کی۔ حضرتؒ نے اجازت دی اور تلقین فرمائی۔ اِس اثنا میں مجھ پر ایسا تصرف فرمایا جس سے ایسی حالت غالب ہوئی۔ کہ اُسی رات کو دیوانہ وار وہاں سے نکلا۔ اور جانب دشت روانہ ہو گیا اور مدتوں کوہ و بیابان میں پھرتا رہا۔ اپنے سونے اور کھانے اور سکون و آرام کی مجھے خبر نہ تھی۔ میں کیا کہوں کہ اس اثنا میں میں نے کیا کیا دیکھا اور کیا کیا حاصل کیا۔

تصرف ایک سید صاحب نے جو بظاہر تاجر اور بمعنی ولی کامل تھے نقل کیا کہ میں اکثر مشائخ وقت کی خدمت میں گیا اور ہر ایک سے ذکر و مراقبہ حاصل کیا۔ شدہ شدہ سرہند پہنچا اور آستانہ عرش نشان آنجناب قدس سرہ پر حاضر ہوا اور مورد عنایت و الطاف بنا۔ میں نے آپؒ سے طلب راہ خدا کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ذکر تم کو دیا جائیگا۔ میں نے تنگ دلی کے ساتھ عرض کیا کہ میں نے صورت اذکار اکثر مشائخین سے حاصل کی ہے۔ مگر اُس کے ثمرات و برکات کی اُمید آپ کی بارگاہ سے ہے۔ پس حضرت تھوڑی دیر تک مراقب ہوئے اور توجہ خاص سے سرفرازی فرمائی۔ استغراق و سکر اور عظیم بدہوشی نے مجھ پر غلبہ کیا جس سے صبح

تک مجھے اپنی خبر نہ رہی۔ علی الصباح جب مجھ کو افاقہ ہوا تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ترک و تجرید کی آپ سے تمنا ظاہر کی۔ آپ نے فرمایا کہ تجارت میں حصول لقمۂ حلال اور نفقۂ عیال ہے اس مت چھوڑو جو کچھ تم کو پہنچا ہے اُسے مضبوط پکڑو۔ اور یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ ایسے بھی مردانِ خدا ہیں جن کو تجارت اور بیع خدا کے ذکر سے غافل نہیں کر سکتی۔ پھر مجھ کو رخصت فرما دیا۔

کرامت۔ ایک سید صحیح النسب سعادتمند نے کہ حضرت کے تصرف کی برکت سے طبقات ارض و سما اُن پر کھل گئے تھے اور احوالِ نادرہ رونما ہوا کرتے تھے بیان کیا کہ ایک روز مجھ کو یہ خیال گذرا کہ آج کل آنجناب سے کوئی کرامت ظاہر نہیں ہوئی ہے۔ بمجرد اس خیال کے میں نے اپنے احوال میں کمی پائی۔ تو میں فوراً سمجھ گیا کہ یہ قبض اُسی خیالِ بد کا نتیجہ ہے۔ پس معافیِ گناہ کے لئے دستار گردن میں ڈال کر حضرت کی قدموں پر گر پڑا۔ اور گریہ وزاری شروع کی۔ مگر اُس خیال کو چھپاتے رہا۔ اور زبان پر نہ لایا۔ حضرتؒ نے ایک لمحہ کے بعد سر اُٹھایا۔ اور فرمایا کہ تم نے مجھ سے کرامت طلب کی تھی۔ اور یہ خطرہ فلاں کی صحبت سے پیدا ہوا تھا۔ آپؒ نے یہ فرما کے اُس شخص کا نام بھی بتا دیا جس کی صحبت میں یہ بُرا خطرہ پیدا ہوا تھا۔

کرامت۔ ایک مرتبہ زمانۂ مرض میں حضرت پر ضعف کا غلبہ ہوا اور تناول فرمانے کے لئے دس پندرہ دانے منقیٰ کے آپ نے طلب فرمائے۔ خادم نے حاضر کئے۔ حضرت نے مراقبہ فرمایا کہ ان دانوں کا کھانا مفید ہوگا یا نہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد فارغ ہوئے اور فرمایا کہ عجیب چیز ظاہر ہوئی۔ اِن تمام دانوں نے مناجات اور دعا کی کہ خداوندا تیرے دوست نے تناول کرنے کیلئے ہم کو منگوایا ہے تاثیر نفع اور صحت ہم میں عطا فرما۔ کہ جو شخص ایک دانہ ہم میں کا کھائے اُس کا ہر مرض صحت سے مبدل ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ نے اُن کی یہ دُعا قبول فرمائی۔ یہ واقعہ بخوبی محسوس و مشہود ہوا ہے۔ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ پھر چند دانے اُس کے آنجنابؒ نے تناول فرمائے۔ فوراً آپ کی بیماری صحت سے مبدل ہو گئی۔ اور جس بیمار نے ایک دانہ بھی اُن میں کا کھایا تو پیشی مرض سے درجۂ صحت

پر چلا گیا۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ کاش اُن دانوں کی مقدار زیادہ ہوتی۔ تاکہ جماعتِ کثیر اُس سے صحت حاصل کر سکتی ✦

کرامت ایک سید صاحب صحیح النسب حضرت کے قدیم مریدوں میں سے نقل کرتے تھے۔ کہ آنجناب قدس سرہ کے برادر حقیقی بلدہ سرونج میں مقیم تھے حضرت نے اُن کو بلانے کے لئے ایک خط تحریر فرمایا۔ اور مجھ کو دیا کہ تم خود جاؤ اور اُن کو بلا کر لے آؤ۔ بتعمیل حکم عالی میں نے سفر کا ارادہ کیا حضرت نے فاتحہ رخصت پڑھکر فرمایا کہ رستہ میں لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ کثرت سے پڑھا کرو۔ تمہاک سے سلامت رہو گے اور کسی ضرورت سے عاجز نہ ہو گے اور جب تم کو کوئی مشکل پیش آئے تو ہم کو یاد کرنا میں آپ کے قدموں پر بوسہ دیکر روانہ ہو گیا ✦

رستہ میں ایک جماعت میرے ساتھ رفیق سفر ہو گئی۔ جب سرونج دو تین منزل باقی رہ گیا۔ تو ایک صحرائے وحشتناک پیش آیا۔ گھانس اُس میں دو قد آدم کے برابر تھی۔ میں اُس میں قضاء حاجت کیلئے گیا۔ اور تمام ساتھی بھی وہاں کھڑے ہو گئے۔ طہارت کے بعد میں نے دو رکعت نماز تحیۃ الوضوء ادا کی۔ اِس اثناء میں گھانس میں ایک جنبش پیدا ہوئی اور ایک شیر غرندہ نکلا۔ اور میرے سامنے کھڑا ہو گیا میں نے فوراً حضرت کو یاد کیا اور کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ جب کوئی مشکل پیش آئے تو ہم کو یاد کرنا۔ اَب وقتِ مدد ہے مجھے اس شیر کے پنجہ سے رہائی دیجئے ✦

ابھی یہ کلمات ختم نہیں ہوئے تھے کہ آنجناب ظاہر ہوئے اور شیر کو ہاتھ سے اشارہ کیا۔ فوراً شیر وہاں سے بھاگ نکلا۔ میں نے دوبارہ دیکھا تو آپ میری نظر سے غائب ہو گئے۔ میرے رفیقوں نے بھی اس معاملہ کو معائنہ کیا۔ اور کہا کہ یہ کون بزرگ تھے جنہوں نے تمہاری امداد کی۔ میں نے حضرت کا نام لیا سب بجان و دل معتقد ہو گئے ✦

کرامت ایک معتبر سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت سے سُنا تھا کہ بتوں اور بت پرستوں کی جس قدر مسلمان سے توہین ہو سکے اُس میں کوتاہی نہ کرنا چاہیئے۔ اس سے غازی فی سبیل اللہ کا اجر ملتا ہے ✦

میں دو تین درویشوں کے ہمراہ اطراف ملکِ دکن کے ایک صحرا میں گیا وہاں

ایک بُت خانہ نظر آیا کہ کوئی شخص اُس کے اطراف میں نہ تھا۔ مجھے خیال آیا کہ آپ کی نصیحت کے بموجب اس بت خانہ کو اُکھاڑ ڈالنا چاہیئے۔ پس میں وہاں گیا اور بت کو توڑ ڈالا۔ اور بُت خانہ کے گرانے کا قصد مصمم کیا۔ اور اُس کی بعض دیواروں کو گرادیا تھا۔ کہ تقریباً ایک ہزار بت پرست چوب و سنگ و تیر و تفنگ لیئے ہوئے ظاہر ہوئے۔ مجھ پر اور میرے دوستوں پر دہشت نے غلبہ کیا۔ اور فرار کی کوئی صورت نہ تھی۔ بجز اس کے کہ قتل ہو جائیں ؛

اتنے میں دل نے حضرت قدس سرہ کی طرف رجوع کیا اور گریہ زاری کے ساتھ حضرت کو حاضر تصور کر کے عرض کیا کہ اے دین کے بزرگ آپکی نصیحت پر عمل کر کے میں نے یہ کام کیا ہے۔ آپ اِن کفار اشرار کے شر سے ہم کو رہائی دیجئے اسی فریاد میں حضرت کی آواز میرے کانوں میں آئی کہ اطمینان رکھو تمہاری اعانت کیلئے ایک لشکرِ اسلام بھیج رہا ہوں۔ میں نے دوستوں کو اس معاملہ کی خبر دی کفار نگونسار قریب پہنچ گئے تھے۔ ایک تیر کا فاصلہ رہ گیا تھا کہ ایک بلند مقام سے چالیس سوار ظاہر ہوئے۔ اور تیزی کے ساتھ گھوڑوں کو تازیانے مارتے ہوئے پہنچے۔ اور کافروں کی جماعت پر حملہ کر دیا۔ اور ہم کو اپنے ہمراہ لے لیا۔ اور جب کفار نظر وں سے غائب ہو گئے تو ہم کو رخصت کر دیا ؛

کرامت ایک مرتبہ آنحضرت قدس سرہ نے بقصد سیر و تفریح دشت و بیابان کی جانب توجہ فرمائی۔ اثناء راہ میں ہوا کی گرمی اور راستہ کا گرد و غبار بے اندازہ تھا۔ پس تشنگی اور گرمی و ماندگی نے آپ کے ہمراہیوں پر کہ رکاب سعادت میں پیادہ پا دوڑ رہے تھے غلبہ کیا۔ حضرت کے جلال و عظمت کی وجہ سے جو تمام قلوب پر متمکن تھا وہ آپ سے عرضِ حال کرنے کی دلیری نہ کر سکے۔ یہ خطرات اُن کے دلوں میں جاری تھے۔ کہ حضرت نے مولانا یوسف سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اُن کی وفات کی کیفیت عنقریب بیان کی جائیگی۔ مخاطب ہو کر فرمایا کہ آفتاب کی گرمی شدید ہے اور غبار الگ دوستوں کو تکلیف دے رہا ہے مولانا نے عرض کیا کہ سارا حال حضرت پر خود منکشف ہے پھر فقرا کے عرض کرنے کی کیا حاجت۔ حضرت نے تبسم فرمایا اور گوشہ چشم حق بین آسمان کی طرف کر کے کچھ منہ کا منہ میں پڑھا۔ چند قدم نہ چلے تھے کہ ایک ابر کا ٹکڑا نمودار ہوا

اور حضرت پر اور آپ کے اصحاب پر سایہ کر لیا۔ اور صرف اسی قدر بارش ہوئی۔ کہ گرد و غبار کے دفع کرنے کیلئے جتنی کی ضرورت تھی۔ بادِ شمال نہایت اعتدال کے ساتھ چلنے لگی کہ سب سے رستہ کی کوفت اور ہوا کی گرمی اور گرد و غبار کی تکلیف دفع ہو گئی۔ حالانکہ ابر و باران کا موسم بھی نہ تھا۔

کرامت ایک سید صاحب نے بیان کیا ہے۔ کہ مجھے ان لوگوں سے جو حضرت علیؓ سے لڑے تھے۔ خصوصاً حضرت معاویہ سے بہت نفرت تھی۔ ایک رات حضرت کے مکتوبات قدسی آیات کا مطالعہ کر رہا تھا۔ اُس میں آپ کی ایک تحریر یہ نظر آئی کہ امام مالک رضی اللہ عنہ حضرت معاویہؓ کو بُرا کہنا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بُرا کہنے کے برابر ہے۔ مَیں اس نقل کے دیکھتے ہی آپ سے آزردہ ہو گیا۔ اور آپؒ کے مکتوبات کو زمین پر ڈال دیا۔ اور سو رہا۔ خواب میں دیکھا کہ آپ غصہ کی حالت میں تشریف لائے ہیں۔ اور میرے دونو کان پکڑ کر فرما رہے ہیں۔ کہ اے طفلِ نادان ہماری تحریر پر اعتراض کرتا ہے۔ اور ہمارے کلام کو زمین پر ڈال دیا۔ اگر میری اس تحریر کا تجھے اعتبار نہیں ہے۔ تو مَیں تجھ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے پاس لے چلتا ہوں۔ آپ اسی طرح کشاں کشاں مجھ کو ایک باغ میں لے گئے۔ وہاں ایک عمارت عالیشان تھی۔ ایک بزرگ اُس میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے اُن بزرگ کے سامنے تواضع فرمائی۔ اور اُنہوں نے بشاشت کے ساتھ آپ کو لیا۔ اِس کے بعد مجھ سے فرمایا کہ اس وقت حضرت امیر تشریف فرما ہیں سُنو کیا فرماتے ہیں مَیں نے سلام کیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ خبردار ہزار بار خبردار اصحاب سید ابرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہرگز کدورت مت رکھو۔ اور اُن کے عیوب بھی مت بیان کرو کہ ہم جانتے ہیں۔ اور ہمارے بھائی کہ کونسی حقانی نیتوں نے ہم میں اور اُن میں جھگڑا ڈالا۔ پھر حضرت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اِن کے کلام کا بھی انکار نہ کرو۔ ہر او دی بیان کرتا ہے کہ باوجود اس نصیحت کے میرا دل کدورت سے پاک نہ ہوا تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے آپ کو حکم دیا کہ بہت زور سے ایک تھپڑ میری گدی پر ماریں۔ اُس وقت مَیں نے اپنے دل کو اُس کدورت سے صاف پایا۔ اور اَب مجھے آپ کے کلام کی نسبت اعتقادِ کامل حاصل ہوا۔

کرامت۔ غفران پناہ حاجی عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ سے جو کہ علامۂ علماءِ ہند اور صاحبِ تصانیف کثیرہ تھے۔ مروی ہے کہ ایک عالم کی مجلس میں میں شریک تھا۔ اثنائے کلام میں حضرت کا تذکرہ شروع ہوا۔ اُس عالم نے اعتراضات شروع کیے۔ میں نے کہا کہ میں اُن کی صحبت میں ایک زمانہ بسر کر چکا ہوں۔ اور اور مشائخ کی صحبتیں بھی حاصل کیں۔ مگر آپ کا سا صفاءِ وقت اور اتباعِ نبوی اور کسی میں نہیں دیکھا گیا۔ اور نہ سُنا گیا۔ اُس عالم نے دُور دراز کی باتیں شروع کیں میں نے کہا کہ آؤ نیا وضو کریں اور قرآن مجید کھولیں جو آیۃ کریمہ نکلے گی اُن کے حسنات کی بابت بطور فال کے جانیں گے۔ اُس عالم نے بھی اس بات کو تسلیم کیا پس ہم نے وضو جدید کیا۔ اور دوگانہ ادا کیا۔ اور عالم مذکور نے قرآن مجید خشوع و خضوع کے ساتھ کھولا تو یہ آیت کریمہ نکلی۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ۔ اُس کو حیرت ہوئی اور اپنی گفتگو پر نادم ہوا۔ اور میں نے شکرِ جہان آفریں ادا کیا۔

کرامت۔ ایک امیر نے جو حضرت کے مریدوں میں سے تھا ایک روز یہ سُنا کہ آپ بادشاہ کے وزیر کے گھر تشریف لیگئے ہیں وہ یہ سُنکر بہت دل تنگ ہوا اور اُس نے کہا کہ آپ کو دنیاداروں کے گھر جانے کی کیا ضرورت تھی۔ اُس وقت وہاں ایک درویش صاحب جو آنجناب کے مخلصوں میں سے تھے۔ موجود تھے۔ اُنھوں نے کہا کہ حضرت کسی مسلمان کی حاجت روائی یا رواجِ دین کیلئے تشریف لے گئے ہونگے۔ اولیاء اللہ پر اعتراض کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ اُس امیر نے اُسی رات خواب میں دیکھا کہ ایک جماعت رجال الغیب کی آئی اور اُس امیر کو مجرموں کی طرح کھینچ لے گئی۔ اور چھُری نکال کر اُس کی زبان کاٹنی چاہی اور کہا کہ کیوں تو نے حضرت پر اعتراض کیا۔ اُس نے بہت کچھ توبہ و استغفار کی تب کہیں اُس کو معاف کیا گیا۔ پھر کبھی اُس نے حضرت پر اعتراض نہ کیا۔ اور اعتقاد و انقیاد اُس کا کامل ہوا۔

کرامت۔ حضرت کے ابتدائی زمانہ میں کہ آپ کی شہرت آغاز نہ ہوئی تھی ایک چور کے مکان میں چوری ہوئی۔ کوتوال نے آدمیوں کو بھیجا کہ اس مکان کے ہمسایے

کے لوگوں کو پکڑ کر لائیں۔ وہ ناخدا ترس آئے۔ اور حضرت سے کہا کہ آپ کو کوتوال بلا رہا ہے۔ حضرت اُسی وقت گھر سے باہر نکلے تھے۔ اور اصحاب حاضر نہ تھے۔ آپ کوتوال کے پیادوں کے ہمراہ پیدل تشریف لے گئے۔ کوتوال نے حضرت کو دیکھا تو تھر تھرانے لگا۔ اور فوراً آپ کو رخصت کر دیا۔ مگر تیر نشانہ سے نکل گیا تھا۔ اُسی روز یا دوسرے روز کوتوال کی شہر کے لوگوں سے جنگ ہوئی۔ غیب سے ایک آگ اُس کے گھر پر گری اور کوتوال بھائیوں اور لڑکوں سمیت جو اُس گھر میں تھے ایسا جل گیا کہ صفحۂ روزگار پر اُن کا نام و نشان باقی نہ رہا! +

کرامت۔ ایک امیرزادے کو سلطانِ وقت نے لاہور سے اس خیال سے طلب کیا کہ آتے کے ساتھ ہی اُس کو بوجہ اُس کے خطا کے ہاتھی کے پاؤں کے نیچے ڈال دیا جائے۔ وہ امیرزادہ جب سرہند پہنچا۔ تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عجز و نیاز سے آستانۂ عرش نشان پر اُس نے سر جھکایا۔ اور اپنی جان بخشی کے لئے التماس کیا۔ حضرت تھوڑی دیر مراقب رہے اور ارشاد فرمایا کہ اطمینان رکھو بادشاہ سے کچھ تکلیف تم کو نہ پہنچے گی بلکہ انواع الطافِ شاہانہ سے سرفرازی پاؤ گے۔ اُس نے حالت اضطرار میں عرض کیا۔ کہ حضرت ایک نوشتہ لکھ دیں تا کہ خاطرِ حزین تسلی پائے۔ حضرت نے اُسکی اطمینان خاطر کے لئے کاغذ پر لکھ دیا کہ فلاں امیرزادہ نے خوف غضب سلطانی سے فقرا کی خدمت میں رجوع کیا ہے اور فقرا نے اس کو اپنی پناہ میں لے لیا اور اس مہلکہ سے اُس کو رہائی دے دی ہے چند روز کے بعد کچھ لوگوں نے خبر دی کہ بادشاہ اُس پر غصہ ہوا۔ اور ایسی ایسی تکلیفیں اُس کو پہنچیں۔ حضرت نے فرمایا کہ ہماری نظر میں صبح روشن کی طرح واضح ہے۔ کہ لطف و مرحمت شاہانہ اُس پر نازل ہو رہے ہیں۔ اور اُس خبر میں شائبہ صدق کا نہیں ہے۔ دو تین روز کے بعد مطابق ارشاد گرامی لگا تار خبریں آئیں کہ بادشاہ امیرزادہ کو دیکھتے ہی مسکرایا اور چند کلمے نصیحت کے اُس سے کہے اور بالطافِ خسروانہ خلعت خاص عطا کیا۔ اور خدمت مقررہ پر روانہ کر دیا۔ +

کرامت۔ ایک درویش آپکے مخلصوں میں سے ملتان سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری اہلیہ حضرت کی مخلصہ ہے اور چند سال سے

مختلف امراض میں مبتلا ہے۔ اطبا اُس کے علاج سے عاجز آ گئے ہیں۔ اب حضرت
حضرت سے توجہ کی اُمید ہے۔ فرمایا کہ فاتحہ اُس کی شفا کے لئے پڑھو۔ اُس نے
نہایت تضرع سے درخواست کی کہ حضرت اُس کو اپنے ضمن میں لے لیں۔ حضرت
نے فرمایا کہ اس تکلیف کی کیا ضرورت ہے۔ درویش نے عرض کیا۔ ع

بر کریماں کارہا دشوار نیست

جب اُس کی التجا و تضرع درجہ کمال کو پہنچ گئی تو فرمایا کہ مطمئن رہو۔ ہم نے اُس کو اپنے ضمن میں لے لیا۔ درویش رخصت ہو کر وطن چلا گیا اور وہاں سے ایک عرضی لکھی کہ "جس دن کہ حضرت نے میری اہلیہ کو اپنے ضمن میں لیا ہے۔ اُسی دن اُس کو صحت کامل حاصل ہو گئی"۔ حضرت نے اُس کو پڑھ کر فرمایا کہ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

کرامت۔ ایک دولتمند کو کہ اس خاندان عالی شان کا بزرگ زادہ تھا اور اُس کی والدہ کسی بادشاہ کی اولاد میں سے تھی۔ مرض قولنج عارض ہوا اور ایک مدت تک رہا۔ اطبا حاذق کے معالجات سے کچھ آرام نہ ہوا۔ زندگی کی امید سے ہاتھ دھو کر حضرت کے ایک مخلص کے توسط سے آنجناب کی خدمت میں عرض کرایا حضرت نے بوقت سحر اُس کے حال پر توجہ کی اور صبح کو اپنے اس مخلص سے فرمایا کہ جاؤ اور اس عزیز کو صحت کی بشارت دو۔ وہ حسب الحکم اُس کے پاس گئے۔ اور دیکھا کہ مریض اپنے بستر پر پڑا ہوا ہے۔ اُس سے کہا کہ تم کو صحت ہو چکی اب کیوں لیٹے ہو۔ مریض نے کہا کہ اصل بات کیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ کل آنجناب رض نے نوید صحت تم کو دی ہے۔ وہ اُسی وقت اُٹھا اور اُس نے بیماری کا اپنے اندر بالکل اثر نہ پایا۔

کرامت۔ مولانا محمد امین کہ ابتدا میں خواجہ سورتی کے مرید تھے۔ مرض شدید میں مبتلا ہوئے۔ کہ دعا اور دوا نے اثر کرنا چھوڑ دیا۔ ایک شخص کو حضرت کی خدمت میں بھیجا اور بصد نیاز و انکسار ایک عرض داشت ارسال کر کے توجہ فرمائی کے لئے التماس کی۔ اور کچھ کپڑا تبرک کا طلب کیا۔ حضرت کو اُن پر رحم آیا عریضہ کے جواب میں تحریر فرمایا کہ ضعف کی شدت سے اندیشہ نہ کرو ہمارا دل تمہاری طرف سے مطمئن ہے انشاء اللہ تعالیٰ ضرور صحت پاؤ گے۔ فقیر کا کپڑا تم نے طلب کیا تھا

اس لئے ایک پیراہن بھیجا جاتا ہے۔ پہنو اور اُس کے نتائج و ثمرات کے امیدوار رہو کہ کثیر البرکت ہے بیت

ہر کس افسانہ بخواند افسانہ ایست وانکہ دیدش نقد خود مردانہ ایست

جو شخص کسی قصہ کو بطور کہانی کے پڑھ کر چھوڑ دیتا ہے وہ اُس کے لئے قصہ اور کہانی ہے اور اگر کوئی شخص اس سے اپنے لئے کچھ نتیجہ نکالتا ہے۔ وہ جوانمرد ہے +

مولانا نے پیراہن پہنا اور برسوں کی بیماری سے فوراً رہائی پائی۔ اور مرید صادق عقیدہ بنے اور تمام عمر جمعیت اور استقامت سے حضرت کی خدمت میں بسر کی اور حضرت کے فیوض و برکات سے بہرہ حاصل کیا۔ اور اصحاب خاص میں داخل ہوئے اور میرا خیال ہے کہ اجازت تعلیم طریقہ بھی حضرت ہی سے لی تھی +

کرامت آنجناب کے مخلص ایک دولتمند نے بیان کیا ہے کہ میں کسی ضروری کام کیلئے لاہور سے بقصد اکبر آباد روانہ ہوا۔ سرہند میں حضرت کی خدمت میں گیا۔ اسی زمانہ میں ایک مرض نے گھیرا خیال ہوا کہ چند روز سفر موقوف کر کے یہیں مقیم رہوں حضرت نے فرمایا کہ جاؤ سب خیریت رہیگی۔ کہ کار ضروری درپیش ہے اُسی وقت ساری بیماری جاتی رہی۔ میں روانہ ہوا اور تین روز تک تندرست رہا۔ چوتھے روز پھر مرض نے عود کیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ حضرت نے کہا تھا کہ جاؤ خیریت ہے۔ اور اب بخار غلبہ کر رہا ہے۔ جو باعث تعجب ہے +

اسی اثنا میں حضرت تشریف فرما ہوئے۔ اور فرمایا کہ خاطر جمع رکھو میں نے تمہارا مرض نکال لیا ہے اُٹھو اور رستہ طے کرو۔ اسی وقت آثار ضعف جاتے رہے۔ اور تمام و کمال صحت حاصل ہو گئی +

کرامت ۔ نواب خان خاناں مرحوم صوبہ دار دکن تھے اور اس پر مامور تھے کہ ممالک دکن تصرف و تملک میں لائیں۔ ایک مدت دراز یونہی گذر گئی معتمدان سلطنت نے عرض سلطانی میں پہنچایا۔ کہ خان خانان نے پوشیدہ غنیم سے صلح کر لیا ہے۔ اور بظاہر جنگ میں مشغول ہے بادشاہ نے فوراً خان خاناں کو معزول کر دیا اور خطرہ اس امر کا ہوا کہ کہیں قتل نہ کرا دے +

خان موصوف خدمت میر محمد نعمان خلیفہ آنجناب میں کہ برہانپور میں مقیم تھے۔

وسیلہ جو ہوا - میر صاحب موصوف نے آنجناب رضؓ کی خدمت میں عاجزی اور التجا کے ساتھ اس بارہ میں عرض کیا۔ حضرت نے بعد ملاحظہ فرمانے میر صاحب موصوف کے خط کے قلمدان طلب کیا - اور جواب میں تحریر کیا - کہ آپ کے مکتوب کے مطالعہ کے وقت خان خانان نظر رفیع القدر میں آئے۔ خاطر شریف اُس کے معاملہ سے جمع ہے - حضرت میر صاحب نے حضرت کے مکتوب کو بجنسہٖ خان خاناں کے پاس بھیجدیا انہوں نے کہا کہ توجہ اولیاء اللہ سے ایسا ہونا تعجب کی بات نہیں ہے۔ مگر بظاہر مشکل معلوم ہوتا ہے - کہ بادشاہ سلامت نہایت بدگمان ہو گئے ہیں اور حاسد لوگ فکر میں ہیں +

حضرت کا مکتوب پہنچکر دس بارہ دن نہ ہوئے تھے کہ پادشاہ کا دل خان جاناں کی طرف سے صاف ہو گیا - اور پھر صوبہ داری ملک دکن سرفراز کی گئی - اور خلعت خاصہ عطا فرمایا +

تصرف - ایک درویش نے کہ ابھی وہ خدمت آنجناب میں حاضر نہ ہوا تھا - ایک عرضی لکھی کہ صحابہ حضرت نبی علیہ السلام صرف ایک صحبت کی وجہ سے اولیاء کاملین سے افضل ہیں - اس کی کیا وجہ ہے - غالباً پہلی صحبت میں اُن کو وہ کمالات دیدیئے جاتے ہونگے - جو تمام مقامات اولیا سے اعلیٰ ہونگے +

حضرت قدس سرہ نے اُس کو یہ جواب دیا کہ حل اس عقدہ کا صحبت پر موقوف ہے - درویش صفاکیش حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا - اور پہلی ہی ملاقات میں حالت غریب اُس پر طاری ہوئی - اور اُسی دن اس کو حضرت نے خلوت میں طلب فرما کر کہا کہ آج تمہارا ادرق ہم نے لوٹ دیا ہے اور تمہارے حال کی صورت بدل گئی - تم بھی متحقق ہوا یا نہیں - اُس نے اپنا سر آپکے قدموں پر رکھا اور اپنے حال کی کل کیفیت عرض کی اور صحبت کی فضیلت کا معترف ہوا +

تصرف - ایک درویش حضرت کی خدمت میں آیا - اُس کا حل ایسا ذاکر تھا کہ اُس کا ہم نشین سنتا تھا - بالخصوص جب کہ وہ سوتا تھا تو دور تک آواز ذکر کی جاتی تھی - اُس کو بعض مشائخ عصر سے خلافت بھی حاصل تھی - اور حضرت سے بھی اُس کو یہی توقع تھی - حضرت نے فرمایا کہ یہ درویش صاحب استعداد ہے - مگر غلبہ ذکر اور

خلافتِ مشائخ نے اُس کو غرور اور خود پسندی میں ڈال دیا ہے۔ اور اُس کی راہِ ترقی مسدود کر دی ہے۔ اُس کا علاج اِن حالات کے سلب کر لینے سے ہوگا۔ دوسرے روز میں حضرتؒ نے اُس کا حال سلب کر لیا۔ درویش نے گریہ زاری شروع کی اور اشک حسرت اُس کی آنکھوں سے جاری تھی۔ چند روز توجہ اُس کے حال پر کی کہ عجب پندار اُس کے دماغ سے نکل گیا۔ اُس کے بعد آپ نے اُس کو خلوت میں طلب کر کے معاملات اور مقامات عطا فرمائے کہ اُس کا پہلا ذوق اِن معاملات کے مقابلہ میں زینہ اول کی نسبت بھی نہیں کہتا تھا۔ وہ درویش نے اپنی پہلی حالت کی بابت نقص کا اقرار و اعتراف کیا۔

کرامت۔ جس زمانہ میں کہ حضرت اجمیر شریف میں تشریف فرما تھے ماہِ مبارک رمضان عین برسات میں آیا۔ بارش بکثرت ہو رہی تھی اور شب و روز اُس سے فرصت نہ ہوتی تھی۔ حضرت مسجد میں نماز تراویح میں قرآن پڑھا کرتے تھے نقص ہوا اور غلبۂ حرارت سے آپ کو اور آپ کے درویشوں کو بہت تکلیف پہنچی۔ ایک رات تراویح کے بعد حضرت مسجد سے نکلے اور سر آسمان کی طرف اُٹھا کر فرمایا کہ اگر تین ختم قرآن تک جو ہماری سنت دائمی ہے بارش شب میں فرصت دے تو کیا اچھا ہو۔ ایسا ہی ہوا۔ کہ ستائیسویں شب تک کہ تین ختم قرآن تمام ہو گئے تھے۔ پانی شب میں نہ برستا تھا۔ ستائیسویں رات کو اتنا پانی یکبارگی برسا کہ گویا دہانۂ مشک بند تھا! اور اب اُسے کھول دیا گیا ہے۔

کرامت۔ کہتے ہیں کہ اجمیر شریف کی مسجد کی جنوبی دیوار کی بنیاد کمزور ہو گئی تھی۔ اور قریب گرنے کے تھی گویا آج کل میں گرنے والی تھی۔ جو شخص اُس کے سامنے سے گذرتا۔ تو بھاگ کر نکل جاتا۔ آپ کے مریدوں کے دلوں میں اس دیوار کا ہمیشہ خوف غالب رہتا تھا۔

ایک روز حضرت نے بطور مذاق کے فرمایا کہ جب تک کہ ہمارے فقرا یہاں ہیں اُن کی خاطر سے نہ گرے گی۔ چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا کہ جب تک کہ حضرت وہاں رہے دیوار قائم رہی۔ جس دن کہ آنجنابؒ نے وہاں سے کوچ کیا تو حضرت کا آخری مرید جو نکلا اُس کا دیوار سے آگے بڑھنا اور دیوار کا گرنا ایک ساتھ ہوا۔ حالانکہ بارش کا موسم بھی نہ تھا گویا کسی نے ایک تھم دیوار کے نیچے رکھ دیا تھا کہ اُس کے ہٹانے سے دیوار فوراً گر گئی۔

کرامت۔ خواجہ جمال الدین حسین قدس سرہٗ خلائق پناہ خواجہ حسام الدین احمدؒ

کہ والد بزرگوار کی ہدایت و حکم سے سرہند میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے فرماتے تھے۔ کہ جب میں خدمت عالی میں آیا۔ اور حضرت نے مجھ کو ذکر بتایا۔ اور توجہ فرمائی تو تھوڑی دیر کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے دل میں کسی عورت کی محبت کا نقش ایسا جما ہوا پاتا ہوں۔ جس طرح کہ پتھر مٹی میں۔ سچ کہو کہ کیا بات ہے جب تک کہ اُس کی محبت کا نقش تمہارے دل سے نہ نکل جائیگا۔ خدا کی محبت سے تم مستفید نہیں ہو سکتے۔ میں نے کہا کہ میری پھوپھی کی ایک کنیز سے میرا تعلق ہے اور میں اُس کا شیفتہ ہوں اُس کے بعد آپ نے توجہ فرمائی اور اُس کے تعلق سے میرا دل پاک کر دیا۔ اُس کی محبت اس طرح میرے دل سے جاتی رہی کہ گویا کبھی اُس سے اُلفت ہی نہ تھی ✦

کرامت ۔ حضرت کے ایک مخلص قدیم نے زمانۂ شدت وبا میں حضرت سے عرض کیا کہ ہمارے محلہ میں بلکہ مکان کے گرد وبا شدت سے پھیلی ہے میں حضرت کی توجہ اور تصرف سے التماس رکھتا ہوں۔ کہ مریدین مخلصین کی اس وبا سے جان بخشی ہو جائے اور اُس زمانہ میں وبا کی یہ حالت تھی کہ اگر کسی گھر میں ایک شخص مبتلائے مرض ہو جاتا۔ تو پھر شاید ہی کوئی مکان والوں میں سے بچتا تھا۔ ورنہ سب کو خوف ہلاکت رہتا تھا حضرت مراقب ہوئے اور کچھ دیر کے بعد سر اُٹھا کر فرمایا کہ اطمینان رکھو تمہارے گھر والے ایک کنیز کے سوا باقی سب محفوظ رہینگے۔ پس ایسا ہی ہوا کہ ہماری ایک ماما وبا میں مر گئی۔ اور باقی سب لوگ اس بلا سے محفوظ اور سلامت رہے ✦

کرامت حضرت کے ایک مخلص معتقدین میں سے ایک صاحب نے حاضر ہو کر یہ عرض کیا کہ میرا لڑکا بیمار ہے اور وہ کچھ نذر بھی حضرت کے روبرو پیش کرنے کیلئے لائے۔ اور دعا صحت کے لیئے درخواست کی حضرت نے اس کی نذر قبول نہ فرمائی بہت کچھ اُس نے التجا کی۔ مگر قبولیت نہ ہوئی۔ حالانکہ آپ کا طریقہ ردِ فتوح کا نہ تھا اِس سے سب کو یقین ہو گیا کہ اس لڑکا کا بچنے والا نہیں ہے پس ایسا ہی وقوع میں آیا۔ کہ اُسی روز شام کو لڑکے نے انتقال کیا ✦

کرامت ایک عالم نے جو حضرت کے مخلصوں میں سے تھے بیان کیا۔ کہ میرا ایک عزیز تھا جس سے مجھ کو بے حد محبت تھی۔ وہ بیمار ہو گیا حکیموں کے علاج اور عزیزوں کی دعاؤں سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ میں آپؒ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا

اور توجہ کے لئے درخواست کی حضرت نے قبول فرمایا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد مجھ کو یاد فرمایا۔ میں حاضر ہوا ارشاد فرمایا کہ ہم نے اس کی مغفرت کیلئے فاتحہ پڑھ دی ہے میں بہت متعجب ہوا۔ اور اس کے مسکن کو جو شہر سے کئی میل تھا۔ روانہ ہوا کہ اس کی خبرگیری کروں۔ جب میں اُس کے مکان پر پہنچا تو دیکھا کہ لوگ اُس کے دفن سے فارغ ہو چکے ہیں +

کرامت۔ ایک درویش صفاکیش نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ مرض سنپات نے مجھ پر سخت حملہ کیا۔ کہ حرکت کرنے کی طاقت بھی نہ رہی تھی۔ زندگی کی اُمید نہ رہی تھی اس حال میں میں حضرت کی رُوح پرفتوح کی طرف متوجہ ہوا۔ اس توجہ میں میں اپنے سے غائب ہو گیا۔ اور میں نے دیکھا کہ حضرت تشریف فرما ہیں۔ اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرماتے ہیں۔ کہ اٹھ اُس عیسیٰ دم کے اتنا فرماتے ہی وہ میری مدہوشی سب جاتی رہی۔ اور میں ہوش میں آگیا۔ اور اپنی آنکھوں سے اس قدوۃ اولیاء کے جمال جہاں آرا کا مشاہدہ کیا۔ اور میں نے اپنے اندر طاقت اور قدرت پائی۔ اور تیزی کے ساتھ اُٹھا آپ نے فرمایا کہ کیا تحفہ لائے ہو۔ میں نے کہا کہ اخلاص۔ فرمایا کہ پھر سب چیزیں لے آئے ہو اور یہ فرما کر غائب ہو گئے۔ میں نے غور کیا تو مرض کا مطلقاً اثر باقی نہ تھا +

کرامت۔ ایک صوفی نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حج کرنے کا ارادہ مجھ پر غالب ہو گیا۔ میں نے حضرت کی خدمت میں اپنا حال عرض کیا۔ اور رخصت کیلئے اجازت چاہی۔ آپ نے ایک لحظہ سکوت فرمایا اور مراقب ہو گئے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ تم کو حج کے میدان میں نہیں پاتا ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ اس ارشاد کو آج تیس برس گذر گئے ہیں جب کبھی ارادہ سفر کا کیا عزیمت فسخ ہو گئی اور جانے کا سامان نہ ہو سکا +

کرامت۔ حضرت کے بھائی شیخ مسعود قندھار جانے کیلئے روانہ ہوئے۔ ایک روز صبح کے وقت حضرت نے محرمان اسرار سے فرمایا کہ شیخ مسعود کو قافلہ قندھار میں تلاش کیا۔ پتہ نہ چلا پھر قندھار میں ڈھونڈا وہاں بھی نہ ملا۔ بلکہ سرہند سے قندھار تک منزل بمنزل تلاش کی مگر کچھ معلوم نہ ہوا۔ بلکہ تمام زمین کو چھان ڈالا۔ کچھ پتہ نہ چلا غالباً ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ پھر توجہ کر کے فرمایا کہ اُس کی قبر بلدہ قندھار کے اطراف میں نظر آئی ہے۔ غالباً آج ہی وفات ہوئی ہے۔ سامعین نے تاریخ اور روز لکھ لیا۔

ایک مدت کے بعد جب قافلہ واپس آیا اور شیخ مسعود کا حال اُن سے دریافت کیا گیا تو اُن لوگوں نے کہا کہ فلاں روز فلاں ماہ فلاں وقت اُن کی وفات ہوئی اور اطراف بلدہ قندھار میں مدفون ہوئے گویا وہی دن وہی تاریخ وہی مہینہ تھا۔ جو کہ آپ نے فرمایا تھا +

کرامت۔ حقیر کے چچا شیخ محمد بیان کرتے ہیں کہ صفر اصفہان سے واپسی میں گھوڑے پر سے میری خرجین گر گئی۔ اور میں اُس کی تلاش کے لیے سواری سے اُتر پڑا۔ اور اتنا وقت گذر گیا کہ قافلہ نظروں سے غائب ہو گیا اور میں قافلہ سے جُدا ہو گیا۔ سوائے پہاڑ اور جنگل کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ میں حیران و پریشان گریان و بریان ہر طرف دوڑا۔ مگر قافلہ کا کہیں پتہ اور نشان نہ ملا۔ زندگی سے میں نے ہاتھ دھو لیے۔ اور ایک چشمہ کے کنارہ بیٹھ کر وضو کیا اور گریہ وزاری کے ساتھ بارگاہِ حضرت قطب انام میں یعنی آپ کی طرف میں متوجہ ہوا۔ اور آپؒ سے مدد طلب کی کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت قبلۂ صفا کیشان اسپ عراقی پر سوار پیدا ہوئے اور میرے پاس آکر کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا کہ اپنا ہاتھ مجھ کو دو۔ پس میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھوڑے پر مجھ کو بھی سوار کیا اور گھوڑے کے کوڑا مار کر تیز دوڑایا۔ کہ ایک گھڑی کے بعد قافلہ نظر آنے لگا۔ تب مجھ کو گھوڑے سے اُتار دیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ اب تم قافلہ میں چلے جاؤ۔ میں جانب قافلہ روانہ ہوا۔ اور پیچھے پھر کر دیکھا تو آپ میری نظروں سے غائب ہو گئے +

کرامت۔ سرہند کے ایک قاضی زادہ صاحب حضرت کی خدمت میں ارادت قوی رکھتے تھے ایک مرتبہ ایسے بیمار ہوئے۔ کہ حکمانے اُس کی بیماری کو لاعلاج کہہ دیا۔ اور ناامیدی چھا گئی۔ انہوں نے حضرت کی خدمت میں ایک نیاز نامہ بھیجا۔ اور بصد عجز و انکسار التماس کیا۔ کہ ایسی توجہ و امداد فرمائیے کہ مخلص صحت پائے حضرت نے اُس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ ہم نے تم کو اپنی حفاظت میں لے لیا ہے اس بیماری سے انشاء اللہ تم ضرور صحت پاؤ گے اطمینان رکھو۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت کی توجہ و بشارت کے طفیل میں اُن کو فوری صحت عطا فرمائی۔ جب کسی مجلس میں حضرت کا ذکر خیر ہوتا ہے تو وہ اس نسخہ کو بہت ہی آب و تاب اور ذوق و شوق سے بیان کیا کرتے ہیں۔

حضرت کا وہ نوشتہ بھی اب تک اُن کے پاس تبرکاً موجود ہے ۔

کرامت نواب سید مرتضیٰ خاں مرحوم کو اعتماد سلطنت سلطانی اور خاتم وقت تھے قلعہ کانگڑہ کے فتح کرنے کیلئے کہ ہندوستان کے مستحکم قلعوں میں مشہور ہے متعین ہوئے نواب موصوف حضرت کے مخلص خاص تھے ۔ اس لیے انہوں نے ایک نیاز نامہ لکھا کہ وقت امداد ہے ۔ توجہ فرمائیے تاکہ حصنِ حصین میرے ہاتھ پر فتح ہو ۔ حضرت نے خط پہنچنے کے دوسرے روز اپنے مریدوں سے فرمایا کہ آج سحر کے وقت ہم نے توجہ کی تھی تو معلوم ہوا کہ قلعہ مرتضیٰ خاں کے ہاتھ پر فتح نہ ہوگا ۔ اور یہی جواب تحریر کر دیا گیا ۔ چند روز نہ گذرے تھے کہ سید مرحوم کی خبر وفات پہنچی اور قلعہ فتح نہ ہو سکا ۔

کرامت ۔ سلطان وقت نے راجہ بکرماجیت کو کہ معتمدین مملکت سے تھا نواب مرتضیٰ خاں مرحوم کے خبر وفات ملنے کے بعد مہم قلعہ کانگڑہ پر تعینات فرمایا ۔ راجہ مذکور حضرت کی خدمت میں بصد عجز و نیاز حاضر ہوا ۔ اور کمال تواضع و ادب کے بیٹھا اور اپنے اسلامِ باطنی کے حالات بیان کیے ۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص باطناً مسلمان ہو اور بظاہر علامات کفر و انکار میں رہے ۔ تو وہ کافر نہیں ہے ۔ اُس نے عرض کیا کہ بندگان سلطان نے مجھ کو مہم قلعہ کانگڑہ پر متعین فرمایا ہے اور یہ مہم ایسی سخت ہے کہ نواب مرتضیٰ خاں جیسا اُس میں کامیاب نہ ہو سکا ۔ میں حیران ہوں کہ کفار نگوسارہ کے دار الحرب پر کیونکر حملہ کروں ۔ مگر یہ کہ حضرت دستگیری فرمائیں ۔ اور بشارت دیں کہ قلعہ میرے ہاتھ پر فتح ہو جائیگا ۔ حضرت نے فرمایا کہ کفار دار الحرب کے ساتھ جنگ کرنا تمام مسلمانوں پر واجب ہے مگر تم جب ایک واجب کو ادا کر کے اوروں کے اوپر سے اُس کو ساقط کرتے ہو تو ہم کیونکر تمہارے لئے دعا نہ کرینگے ۔ اُس نے جو آپ کو اپنے ساتھ مہربان پایا اس لئے زیادہ الحاح و زاری شروع کی ۔ اور عرض کیا کہ جب تک کہ حضرت فتح کی بشارت نہ دینگے میں یہاں سے نہ اُٹھونگا ۔ حضرت نے پہلی ہی بات کا اعادہ فرما دیا ۔ اُس نے پھر التجا و زاری کی ۔ حضرت نے دیکھا کہ اس کو کسی طرح تسلی نہیں ہوتی ہے ۔ تو تھوڑی دیر کے لئے مراقب ہو گئے ۔ اُس کے بعد فرمایا کہ فتح تمہاری ہے ۔ اطمینان کے ساتھ جاؤ ۔ پس راجہ مذکور بہزار انکسار اجازت لیکر رخصت ہو گیا اور مدتِ قلیل میں قلعہ مذکور کو سلاطین متقدمین میں سے بھی باوجود عظیم محاربات کے

کم فتح کر سکے تھے۔ آنجناب کی توجہ سے اُس کے ہاتھ پر فتح ہو گیا ۔

کرامت حضرت کے ایک مخلص سید صحیح النسب نے بیان کیا کہ میں ملک دکن کے شہر اُجین میں لشکر کے ساتھ تھا۔ ایک روز حال کے قبض نے مجھ پر غلبہ کیا۔ میں تفریح خاطر کے لئے خیمہ سے نکلا اور بازار میں ایک دکان پر بیٹھ گیا۔ اس اثنا میں ایک درویش نے کہ آثار ریاضت و علامات جذبہ اُس سے ظاہر تھے۔ مجھ سے ملاقات کی اور سلام کیا۔ میں نے جواب دیا۔ اُس نے کہا کہ میں یہاں کے پہاڑوں میں گوشہ نشین رہا کرتا ہوں اور اپنا وقت خلق سے علیحدگی اور دوری اور خلوت و عزلت میں گزارتا ہوں اور وہاں سے باہر نہیں نکلتا ہوں۔ میں حضرت کا مرید ہوں۔ اور اُس وقت حضرت کی خوشبو میری مشامِ جان میں آئی۔ میں اُس کی جستجو میں روانہ ہوا۔ اور اب وہ خوشبو تم میں پا رہا ہوں میں نے کہا کہ میں بھی حضرت کا مرید ہوں۔ اور نسبت کی کشش آپ کو کھینچ لائی۔ ہماری باہمی ملاقات دیر تک رہی اور ہر طرح کے تذکرے ہوتے رہے۔ اور اثنا تذکرہ میں اُس نے یہ بھی کہا کہ میں مدتوں تک حضرت کی خدمت میں رہا کرتا ہوں ۔

کرامت ایک رات نماز عشا کے بعد حضرت متوجہ خلوت خاص ہوئے آپ کا ایک عزیز اس وقت حاضر نہ تھا۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ ماحضر تیار ہے اگر قبول ہو تو ہم دو نوں مل کر کھالیں۔ میں نے قبول کیا۔ اُس خدا ناترس نے رستہ میں حضرت کا شکوہ و شکایت شروع کی۔ میں اُس کی رفاقت سے بیزار ہو گیا۔ مگر صبر کر کے اُس کے گھر تک گیا۔ اُس نے کھانا میرے سامنے رکھا۔ اور خود بھی میرے برابر بیٹھا اتنے میں اُس کے تمام اعضا حضرت کی تلوار سے کٹ کر گر گئے۔ اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ میں کانپنے لگا اور مارے خوف کے وہاں سے بھاگا۔ اور حضرت کے دروازہ پر جا کر دم لیا۔ دیکھا کہ حضرت خلاف عادت دروازہ پر کھڑے ہیں اور میرا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے روانہ ہوئے۔ اور اُسی شخص کے گھر پہنچے۔ حضرت گھر میں گئے اور میں دروازہ پر کھڑا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد برآمد ہوئے۔ اور وہ شخص بھی تندرست و سلامت آپ کے ہمراہ تھا۔ حضرت اُس کو رخصت کر کے واپس ہوئے۔ اور اپنے مکان پر تشریف لے آئے۔ میں متحیر تھا کہ ابھی اُس کو مقتول پایا تھا۔ اور اب اُس کو زندہ بے زخم دیکھ رہا ہوں حضرت نے فرمایا کہ جو کچھ تو نے دیکھا ہے کسی نامحرم سے عمر کا اظہار نہ کرنا ۔

تصرف - ایک صوفی نے بیان کیا کہ میں شروع زمانہ طلب خدا میں ایک دن کمال طلب سے اپنے اوپر غصہ ہوا اور اپنی ناکامی کی وجہ سے اپنے اوپر بگڑا مجھ کو میرے دل جوش و خروش نے بیقرار اور بے آرام اور بے خور و خواب کر دیا تھا میں دیوانہ وار پھرتا اور اپنی بے نصیبی پر افسوس کر رہا تھا۔ میرے اس اضطراب میں کسی طرح کی کمی نہ ہوتی تھی یا اگر صحرا میں جاتا۔ تو جنون زیادہ ہوتا۔ اور خلوت میں رہتا تو اضطراب عقا تھا۔ ایک دن خانقاہ ملائک پناہ آنجناب علیہ الرضوان میں آیا حضرت اُس وقت دروازہ پر تشریف فرما تھے اور اصحاب حلقہ کئے ہوئے دست بستہ باادب تمام سر جھکائے ہوئے کہ گویا ان کے بدن میں جان ہی نہیں ہے کھڑے ہوئے تھے میں ابھی دروازہ پر نہیں پہنچا تھا کہ حضرت میرے آنے سے مطلع ہو گئے۔ اور سر مبارک کو دروازہ سے نکال کر فرمایا کہ اے فلاں جلدی آؤ۔ جلدی آؤ۔ میں دوڑ کر آپ کے قریب گیا۔ کمال بندہ نوازی و سرفرازی سے میرے گریبان میں دست مبارک ڈال کر فرمایا کہ فلاں نعمت جو تم کو پہنچی ہے تمہارے ہمعصروں میں کسی کو نہیں ملی حضرت کا یہ ارشاد آب زلال تھا جس نے میری آتش طلب کو بجھا دیا۔ اور بے قراری و بیدلی و بے آرامی و جوش خروش سب سکون اور آرام سے بدل گیا +

کرامت - ایک حافظ صاحب کہ ہمیشہ تراویح میں قرآن مجید پڑھا کرتے تھے اور حضرت کے قدیم خادم تھے۔ بیان کرتے تھے کہ حضرت ایک بار اپنے شروع زمانہ مشیخت میں تفریح کے لئے نکلے۔ پہلے آپ قصبہ منتکان میں گئے اور وہاں سے قصبہ کیتھل زیارت حضرت شاہ کمال علیہ الرحمۃ کے لئے روانہ ہوئے۔ اور وہاں سے مراجعت کر کے اجراور تشریف لائے۔ اور درگاہ حضرت شیخ احمد اجراوری میں بغرض زیارت تشریف فرما ہوئے میں پوری منزل آپ کے رکاب میں چلا تھا۔ اس سے میرے اعضا گرم ہوئے اور میں پسینہ پسینہ ہو گیا۔ ہوا بھی نہایت گرم تھی تشنگی نے غلبہ کیا۔ میں ٹھنڈا پانی لے کر پی گیا۔ بمجرد پانی کے پینے کے میرا حال متغیر ہوا اور چہرہ کا رنگ زرد ہو گیا۔ اور ضعف دل پیدا ہو گیا۔ مجھ کو یہ محسوس ہوا کہ گویا روح پاؤں کی طرف سے نکل کر میرے سینہ تک آگئی ہے لوگ میرے پاس جمع ہو گئے اس اثنا میں آپ گنبد سے نکلے اور فرمایا کہ یہ کیا حال ہے میں نے عرض کیا کہ چونکہ میں

گرمی میں آیا تھا اور پیاس غالب تھی پانی پی گیا ہوں اُس سے ضعف دل پیدا ہوگیا
اور میری جان نکل رہی ہے۔ فرمایا کہ اس کو میری پالکی میں بٹھا کر لاؤ۔ اور خود آپ
گھوڑے پر سوار ہوئے اور صحاب سے فرمایا کہ اِس کی جان نکل جانے کے قریب ہو گئی
تھی۔ میں نے اس کو اپنے ضمن میں لے لیا ہے۔ اور اب وہ فوراً صحت پائیگا
تھوڑا راستہ طے ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ میں صحت اور قوت پائی اور پالکی
سے اُتر آیا اور حضرت کی رکاب سعادت میں منزل تک پہنچا۔

کرامت حافظ صاحب مذکور نے یہ بھی بیان کیا کہ میں کم سنی میں حفظ
قرآن مجید کرتا تھا۔ سفر الہ آباد پیش آیا۔ اور تلاوت قرآن ترک ہوگئی اور حفظ قرآن
رُک گیا۔ چند سال اسی حال پر گذر گئے۔ ایک مدت کے بعد وہاں سے روانہ ہو کر
وطن آیا۔ اسی زمانہ میں آپ بھی حضرت خواجہ سے رخصت ہو کر آئے تھے اور اپنے
مکان کے روبرو ایک مسجد نئی تیار کرائی تھی۔ اور زمانہ رمضان کا تھا۔ میں حضرت
کی ملازمت میں آیا۔ فرمایا حافظ صاحب تراویح میں ہم کو قرآن پڑھ کر سُناؤ۔ میں نے
عرض کیا کہ سلسلہ حفظ چھوٹ گیا ہے۔ فرمایا کہ تم پڑھ لوگے۔ میں نے دو تین مرتبہ
مکرر عرض کیا۔ حضرت نے وہی جواب دیا۔ پس بہ تعمیل ارشاد حضرت میں نے شروع کیا
اور آپ کی برکت سے دو رکعت میں اکیس ۲۱ پارہ پڑھے اور حضرت نے کھڑے ہو کر
سُنا۔ اور صحاب میں سے کوئی کھڑا نہ رہ سکا۔ شب دوم میں قرآن شریف ختم کر دیا۔ اور
بہت ہی کم غلطیاں ہوئیں۔ یہ آپ کا صرف تصرف تھا۔ ورنہ قرآن مجید مجھے یاد
نہیں رہا تھا۔

کرامت حافظ صاحب موصوف یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ تراویح میں
حضرت کے حضور میں قرآن پڑھ رہا تھا۔ چھ پارہ ختم ہو جانے کے روز مجھ پر تپ محرق
نے غلبہ کیا۔ اور اتنا بے ہوش کر دیا کہ نماز عصر قضا ہو گئی۔ شام کے وقت ہوش آیا
میں افطار کے بعد اُسی نقاہت وضعف میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے
فرمایا کیا حال ہے۔ میں نے عرض کیا کہ بخار غالب ہو گیا ہے۔ حضرت نے میرا
ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ بخار سخت ہے مگر تم تراویح پڑھ سکتے ہو۔ میں نے کہا کہ حالت
ایسی ہے۔ لیکن اگر حضرت کی توجہ اور مدد رفیق ہو تو پڑھ سکونگا۔ فرمایا کہ جلدی کر

پڑھو کہ خیریت ہے۔ میں نے جب تراویح میں قرآن پڑھنا شروع کیا۔ ٹھنڈا پسینہ آیا اور بخار بالکل جاتا رہا۔ اور حضرت کے نفس عیسوی کی برکت سے عافیت و صحت سے کلام حضرت علام انجام کو پہنچا۔

کرامت۔ خواجہ قاسم قلیچ خانی نے جن کا لقب عقیدت خاں تھا اور وہ حضرت خواجہ کے مقبول نظر تھے۔ آپ کے ساتھ بھی اعتقاد و اخلاص کامل رکھتے تھے آپ سے عرض کیا کہ آپ ایسی کوئی توجہ فرمائیں۔ کہ میں دولتمند ہو جاؤں آپ نے ایک لحظہ توجہ کی اور فرمایا کہ منصب ہزاری تک تم ترقی کرو گے۔ خان موصوف آداب بجا لائے۔ حالانکہ اُس زمانہ میں کچھ بھی اُن کو عہدہ نہ تھا۔ مگر چند ہی روز میں منصب ہزاری پر پہنچے اور مدت العمر اسی عہدہ پر قائم رہے۔

کرامت۔ شیخ یار محمد طالقانی جو کہ حضرت کے مریدوں میں سے ہیں۔ اپنے کسی دوست سے نقل کرتے ہیں کہ ایک بار اُن کا بھائی بیمار ہوا اور اُس کی زندگی کی اُمید جاتی رہی اور اُس کا کفن بھی آ گیا تھا۔ اس اثنا میں اُس نے حضرت کیلئے ایک اس گلے اور دس۱۰ روپیہ بطور نذر بھیجے۔ صبح کے وقت حضرت کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا کیا۔ اور فرمایا کہ تو تندرست ہے غم مت کھا۔ وہ خواب سے اُٹھا اور اپنے میں قوت دیکھ کر یکبارگی اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ میں بھوکا ہوں۔ حاضرین نے خیال کیا کہ ہذیان میں کہہ رہا ہے۔ اُس نے کہا کہ یہ ہذیان نہیں ہے۔ اور قصہ حضرت کی زیارت کا اور صحت کی بشارت کا سنایا۔ پس اُس کو شوربا پینے کے لئے دیا گیا۔ حضرت کی عنایت و کرامت سے اُسی روز صحت کامل حاصل ہو گئی۔ اور مرض کا نام و نشان نہ رہا۔

کرامت۔ آپ کے ایک قدیمی مخلص ساکن انبالہ نے نقل کیا ہے کہ حاکم انبالہ نے میری زمین مدد معاش ضبط کر لی۔ اور کسی قدر زمین جو پہلے ایک مرتبہ اپنی حکومت کے زعم میں اُس نے زیادہ لے لی تھی۔ پھر واپس کر دی تھی پھر وہ ظلم و سختی سے چھین لی۔ ایک روز میں نے موقع پا کر آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اُس حاکم نے مجھ پر ایسا ایسا ظلم کیا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ یہ زمین سالانہ بند و بست میں ضبط نہ ہو جائے۔ حضرت مراقب ہو گئے اور فرمایا کہ ضبط نہیں ہو سکتی بلکہ حاکم ذلیل ہو گا

مَیں دوسری تحصیل میں زمین کے محاصل کے وصول کرنے میں گیا ہوُا تھا کہ اس حاکم کی معطلی کا حکم پہنچا۔ بالآخر وہ محبوس ہو گیا۔ اور اٹھارہ سال تک محبوس رہا۔ پھر اُس زمین کی آمدنی کو دوسرے کسی حاکم نے مجھ سے طلب کیا +

کرامت۔ ایک روز حضرت کی زبان الہام ترجمان سے نکلا۔ کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیخ مزمل ایک ہولناک گڑھے میں گر گئے ہیں! اور وہاں سے نکلنے کیلئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ چند روز کے بعد خبر آئی کہ شیخ مزمل اطراف سرہند کے پہاڑوں میں تفریحاً گئے تھے! اور ایک غار کے کنارہ سے گذر رہے تھے کہ اُن کا پاؤں پھسلا اور غار میں گر پڑے کہ باہر نکلنا دشوار ہو گیا۔ وہاں سے نکلنے کیلئے ہاتھ پاؤں مار رہے تھے کہ ایک دہقان نے دور سے دیکھا اور لوگوں کو خبر دی۔ لوگ جمع ہو کر اُس غار کے کنارہ آئے اور شیخ کو اس سے نکالا۔ شیخ موصوف حضرتؒ کے صحابی قدیم اور صاحب اجازت تھے +

کرامت۔ علامہ فہامی شیخ مبارکؒ اُستاد شاہزادہ ولیعہد نے بیان کیا کہ مَیں نے بعض لوگوں سے سُنا تھا کہ آپ نے لکھا ہے کہ میرا مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے زیادہ ہے۔ اِس لئے مجھ کو آپ سے کدورت خاطر تھی۔ جب زمانہ آیا کہ مَیں ہندوستان میں آیا۔ اور سرہند میں منزل ہوئی میری ملاقات ایک قدیم دوست سے کہ اُس سے پہلے چنداں پابند وضع نہ تھا ہوئی مَیں نے دیکھا کہ حلیہ صلاح و تقویٰ سے آراستہ ہے۔ اور سیمائے خدا طلبی و حق پرستی سے پیراستہ ہے مَیں نے اُس سے اُس کا سبب پوچھا۔ تو اُس نے کہا کہ حضرت کی خدمت میں ارادت لایا ہوں اور سعادت حضوری سے مشرف ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کی برکت صحبت سے مجھ کو اس مرتبہ پر پہنچایا ہے۔ مَیں نے کہا کہ اُنہوں نے تو ایسا ایسا کتاب میں لکھا ہے۔ اُن کی صحبت میں کیا اثر ہوگا۔ اُس نے کہا کہ خبردار ہزار بار خبردار بے سمجھے انکار نہ کرو کہ آپ قطب وقت روئے زمین ہیں۔ اگر تم اُن کو دیکھو اور اُن کی صحبت میں بیٹھو تو حقیقت کار و بار پہچانو گے۔ مَیں نے انکار تشدد کیا کہ آپ کو نہیں دیکھ سکتا ہوں اُس نے بہت اصرار کیا کہ ملاقات ضرور کرو۔ اور اس اعتقادِ فاسد سے رہائی پاؤ۔ مَیں نے دل میں کہا کہ اگر تین باتوں کے جواب سے مجھ کو مشرف فرمائیں تو میں معتقد ہوں گا

اوّلاً یہ کہ حضرت صدیق اکبر رضؓ کی بات کا تذکرہ کریں۔ اور میرے دل سے انکار نکال دیں +

ثانیاً یہ کہ میرے آباؤ اجداد کا ذکر کریں۔ اور اُن کے کسی قدر حالات بیان کریں +

ثالثاً یہ کہ خواجہ خاوند محمودؒ کے حالات کا بھی تذکرہ کریں۔

میں اُس کے ہمراہ آپ کی خدمت میں گیا۔ ابھی مَیں نے آپ کو صرف دُور سے دیکھا ہی تھا کہ رعشہ میرے بدن کے اعضا میں پڑ گیا۔ اور میرے دل پر دہشت غالب ہو گئی اور ترساں ولرزاں حضرت کی پابوسی سے مشرف ہوا۔ اجازت بیٹھنے کی دی۔ پھر آپ نے ایک جزو تکیہ کے نیچے سے نکالا۔ اور میرے ہاتھ میں دیا۔ وہ وہی خط تھا کہ جس سے لوگ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر آپ کی فوقیت کا توہم کرتے تھے۔ آپ نے اُس کو اس طرح سے بیان کیا کہ کسی طرح کا شک و شبہ میرے دل میں باقی نہ رہا پھر فرمایا کہ اے مولانا میرکی کہ تمہارے والد کا نام فلاں ایسا ایسا تھا۔ اور تمہارے دادا ایسے ایسے اور تمہارے پردادا ایسے تھے۔ ہر ایک کا نام اور ہر ایک کے فضائل بیان کئے۔ حالانکہ مَیں آپ کی خدمت سے بالکل ناآشنا تھا۔ اِس کے بعد حضرت نے مجلس برخاست فرمائی۔ اور چاہا کہ مجھ کو وداع کریں مجھے یہ خیال آیا کہ آپؒ نے خواجہ محمودؒ کا ذکر نہ فرمایا۔ آپ نے اُسی وقت فرمایا کہ خواجہ خاوند محمودؒ ہمارے پیرزادے ہیں۔ اور جذبہ موروثی رکھتے ہیں +

راوی کہتا ہے کہ یہ تین کرامتیں حضرت علیہ الرحمۃ سے ایک ہی مجلس میں ہم نے مشاہدہ کیں +

تصرف جس زمانہ میں کہ حضرت لاہور میں تشریف فرما تھے عالم معنوی مولانا جمال تلوی حضرت کی خدمت میں آئے۔ اور خلوت میں آپ سے پوچھا کہ آج آپکا ثانی جامع علوم ظاہر و باطن صفحۂ روزگار پر پیدا نہیں ہے۔ مسئلۂ وحدت وجود کہ بظاہر شریعت کے مخالف ہے۔ مگر اولیاء اللہ کثرت سے اُس کے قائل ہیں اُس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ حضرت نے توجہ و تصرف فرما کر وہ حال مولانا کو عطا فرمایا۔ اور کان میں چند کلمات فرمائے۔ مولانا کو طاقت نہ رہی کہ ابر نیسان کی طرح

آنسو آپ کی آنکھوں سے بہنے لگے۔ اور آپ کے بشرہ میں ایک تغیر مثل ارباب کرد وجد کے پیدا ہوا۔ مولانا بے طاقت ہو گئے۔ اور بتواضع و انکسار تمام قدمبوسی کر کے رخصت ہوئے۔ مجھے اس تصرف پر ناز ہے۔ عالم زبردست مثل مولانا جمال جن کو دلائل سے معقول کرنا دشوار تھا۔ ایک لحہ میں اُن کو آپ نے حال عطا فرمایا۔ اور اُن کو اُس مقام پر کہ جس سے وہ خوف کرتے تھے، پہنچا دیا اور اُن کے شکوک و شبہات کو حال وارد کر کے دور کر دیا۔

کرامت۔ ایک درویش خادم حضرت نے بیان کیا کہ میں قلعہ گوالیار میں بحد آنجناب مقیم تھا۔ ایک بزرگ اُس راستہ سے گذرے اور انہوں نے بصد افسوس و حیرت کہلا بھیجا کہ آپکی رہائی یہاں سے ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ باعث اس تکلیف کے روافض ہیں۔ اور یہ قلعہ بالفعل اُنہی سے متعلق ہے۔ اگر وہ کہلا بھیجیں کہ قلعہ کے اوپر سے گرادیں تو کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ حضرتؒ نے اُس کے جواب میں کہلا بھیجا کہ قید سے میری رہائی یقیناً ہوگی۔ کیونکہ بعض لوگوں کو جن کے نصیب مجھ سے متعلق ہیں۔ اُن کا حصہ پہنچنا باقی ہے۔ اور یہ بات بغیر میری رہائی کے ناممکن ہے۔ تھوڑی مدت کے بعد اُس قلعہ سے آپ کی رہائی ہوئی۔ اور آپ کا وہ ارشاد جلد سے جلد ظاہر ہو گیا۔

کرامت۔ حضرت کے ایک مخلص بیان کرتے تھے کہ حضرت کا طریقہ یہ تھا کہ ہر خورد و کلاں و یگانہ اور بیگانہ کو پہلے سلام کیا کرتے تھے۔ ایک روز مجھے خیال ہوا کہ آج حضرت کی خدمت میں اچانک پہنچکر سلام میں ابتدا کرونگا۔ پس اس نیت سے آپ کی خدمت میں روانہ ہوا۔ اور حضرت سے اتنے فاصلہ پر پہنچگیا کہ اگر دو تین قدم آگے بڑھتا تو آپ کے روبرو پہنچ جاتا اور ابھی تک آپ نے نہ مجھ کو دیکھا تھا۔ اور نہ میں نے آپ کو مگر آپ نے اندر ہی سے آواز دی کہ السلام علیکم یا فلان! مجبوراً میں سامنے گیا اور وعلیکم السلام کہا۔ اور سلام میں سبقت کرنے کے ارادہ کو بیان کیا حضرت سُنکر مسکرائے۔

کرامت۔ ایک روز ایک طالب نے حضرت سے نسبت قادریہ کیلئے التماس کیا حضرتؒ نے طریقہ عالیہ قادریہ میں اُس کو مرید کر کے فرمایا کہ صحبت میں اکثر حاضر ہوا کرو

حضرت بوجہ اُس کی تمنا کے دو تین روز نسبت قادریہ میں مشغول رہے اور اُس کے برکات طالب مذکور کو عطا فرمائے۔ جو لوگ کہ حضرت سے حصول نسبت نقشبندیہ کرتے تھے اُس زمانہ میں اُنہوں نے اپنے کو بیکار اور اپنے کام میں انقباض دیکھا۔ حقیقت کار سے مطلع نہ تھے۔ اِس لئے حضرت سے عرض کی۔ حضرت نے تبسم فرمایا اور کہا کہ دو تین روز سے ہم فلاں شخص کو نسبت قادریہ کے افاضہ کرنے میں مشغول تھے۔ اس لئے تمہارے کام میں بستگی واقع ہوئی۔ پھر اُن لوگوں کے احوال کی طرف متوجہ ہوئے اور تلافی ایام سابقہ کی فرمائی۔ جو ابواب فتوح کہ چالوں میں نہ کھلتے وہ چند روز میں اُن کو عطا فرمادئے۔ عجیب تصرف تھا کہ ایک توجہ میں کارخانہ طلاب خلل پذیر ہوا۔ اور نیم نگاہ میں شروع سے آخر تک کام پورا کر دیا +

کرامت ایک سید نجیب کا بیان ہے کہ میں ایک زمانہ میں اجّین میں تھا اور ایک جماعت تجار کے میرے پڑوس میں تھی۔ اُن میں سے ایک تاجر جان محمد نامی سے مجھ سے خلوص ہو گیا تھا۔ ایک روز ایک شخص سے میں نے حضرت کو بادشاہ کی ایذا دہی اور گوالیار میں محبوس کرنے کی خبر سُنی۔ نہایت غمزدہ اور متفکر ہوا۔ اتنے میں جان محمد مذکور آیا اور مجھ کو مغموم دیکھ کر اُس کا سبب پوچھا میں نے حقیقت حال بیان کی۔ اُس نے کہا کہ میں حضرت ہی کا مرید ہوں۔ اور آج حضرت ہی سے اُس کی تحقیق کرتا ہوں۔ پس حضرت کی طرف متوجہ ہو کر قیلولہ کیا۔ جلد حضرت تشریف فرما ہوئے۔ اور کہا کہ نفس واقعہ صحیح ہے۔ مگر بعض مدارج کی تکمیل تربیت اس پر موقوف ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو یہ مراتب حاصل نہ ہو سکیں گے۔ دوستوں سے کہو کہ مطمئن رہیں۔ تاجر موصوف نے یہ بھی بیان کیا۔ کہ میں اکثر خدمت شریف میں حاضر رہا ہوں۔ اور جب آپ کو دیکھتا تو آپ کی پیشانی اور ہر دو رخسار پر لفظ اللہ لکھا ہوا دیکھتا تھا +

کرامت سید صاحب موصوف نے ایک واقعہ بھی بحوالہ جان محمد مذکور بیان کیا کہ ایک روز آپ نے قریب شام کے مجھ سے فرمایا کہ ایک کام کے لئے کہتا ہوں اس کو کر سکو گے۔ میں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیوں نہ کر سکونگا۔ آپ نے ایک جوز بدیں ارشاد عطا فرمایا کہ باغ حافظ رخنہ میں چند درویش فروکش ہیں اُن کے

حضرت پیران پیر جو قطب ربانی ہیں ان کا ظاہر ہونا

پاس جاؤ۔ اُن میں ایک فقیر چیچک رو سب سے الگ بیٹھا ہوا ہے۔ اُس کو ہماری دعا کہو اور یہ جوز اُس کو دے دو۔ اور اصرار کر کے اس کو ہمارے پاس لے آؤ۔ میں حسب الحکم گیا اور دیکھا کہ ایک جماعت قلندروں کی بیٹھی ہوئی ہے اور ایک فقیر چیچک رو تھوڑے فاصلہ سے بیٹھا ہوا ہے اُس نے مجھ کو دیکھتے ہی پوچھا کہ کیا حضرت نے تم کو میرے پاس بھیجا ہے۔ میں نے اُس کو وہ جوز دے دیا اور دعا پہنچائی اُس نے کہا کہ حضرت نے ہم کو بلایا اور خود نہ آئے پس وہ میرے ہمراہ روانہ ہو گیا۔ حضرت محراب میں تشریف فرما تھے۔ وہ درویش دوسری طرف بیٹھ گیا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ قہوہ لاؤ۔ میں دوڑا ہوا گیا قہوہ خانہ سے پیالی قہوہ کی لیکر حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ درویش کی خدمت میں لے جاؤ۔ میں درویش کی طرف متوجہ ہوا دیکھا تو وہ درویش بھی آنجناب ہی ہیں۔ فرما رہے ہیں کہ آنجناب کی خدمت میں پیش کرو۔ میں اس طرف مڑا تو دیکھا کہ ادھر بھی ہمارے حضرت ہی تشریف فرما ہیں۔ درویش نے حضرت سے میرے حالات دریافت کئے حضرت نے فرمایا کہ یہ شخص جالندھر کا رہنے والا ہے۔ اور جان محمد اس کا نام ہے اور فلاں شخص کا لڑکا ہے۔ اُس نے کہا کہ اِس کے والد میرے دوست تھے اِس کو کس سلسلہ میں آپ نے مرید کیا ہے۔ فرمایا کہ سلسلہ قادریہ میں۔ اُس نے کہا کہ میں سفارش کرتا ہوں کہ اس کو حضرت غوث الثقلین سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچا دیجئے ؛

اِس اثنا میں حضرت اُٹھے آفتابہ اور چند ڈھیلے استنجا کے واسطے آپ نے مجھ سے منگائے۔ میں لے آیا۔ حضرت بیت الخلا تشریف لے گئے جب وہاں سے نکلے تو فرمایا کہ جان محمد ستارہ قطب کو جانتے ہو یہی ہے یا اور ہے۔ قطب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ خوب دیکھو میں نے دیکھا کہ ایک زندہ صاحب سیاہ لباس والے اُس میں سے نکلے۔ اور تیر کی طرح ایک لحہ میں اُس مقام پر اُتر کے آ گئے۔ حضرت نے فرمایا کہ ان کی قدمبوسی کرو کہ حضرت غوث الثقلین یہی ہیں۔ حسب الحکم میں نے قدمبوسی کی۔ پھر حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ رخصت ہوئے۔ اور ستارہ قطب کی طرف متوجہ ہوئے اور اُس میں غائب ہو گئے جب کہ

حضرت وضو سے فراغت پاکر مسجد میں تشریف لائے۔ اُس درویش نے مجھ سے پوچھا کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی تو نے زیارت کی۔ مَیں نے کہا کہ ہاں۔ سید صاحب کہتے ہیں کہ مَیں نے جان محمد مذکور سے کہا کہ تم باوجود ان کرامتوں کے مشاہدہ کرنے کے سوداگری میں کیوں پھنسے ہوئے ہو۔ اُس نے کہا کہ یہ ایک قصہ عجیب ہے۔ میرے اقرباء حضرت کی خدمت میں آئے اور التماس کیا کہ جان محمد کو ہمیں دے دیجئے۔ ہم اُس کی شادی کر دینگے۔ حضرت نے مجھ سے کہا کہ جاؤ شادی کر لو۔ مَیں نہ گیا وہ لوگ پھر آئے الغرض میرے اقربا حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر اصرار کیا کرتے تھے اور حضرت مجھ کو اجازت دیدیتے تھے۔ اور مَیں نہ جاتا تھا۔ آخرکار آپ اقربا کی تکلیف دہی سے آپ تنگ آگئے اور ایک روز آپ پان کھا رہے تھے اُس کا اُلش منہ سے نکال کر مجھے دیا۔ وہ پان کھاتے ہی میرا سارا حال سلب ہو گیا۔ گویا کہ میں مست تھا اور اب ہوشیار ہو گیا۔ اور کاروبار دنیا نظر آنے لگے۔ عزیزوں کی رفاقت اختیار کی شادی کر لی اور تجارت میں مشغول ہوا۔ مگر حضرت کے ساتھ محبت کا تعلق بدستور قائم ہے جب متوجہ ہوتا ہوں تو حضرت کی ملاقات کر لیتا ہوں +

تصرف۔ علامۂ فہامی مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی نے کہا ہے کہ میری آپ کے ساتھ عقیدت کا سبب اِس کرامت کا مشاہدہ تھا کہ ایک رات حضرت کو مَیں نے خواب میں دیکھا کہ یہ آیت پڑھ رہے ہیں۔ قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ اور اثناء تلاوت میں یہ تصرف فرمایا کہ میرے دل میں جذبہ پیدا کر دیا کہ مَیں نے اپنے دل کو ذاکر پایا۔ علامۂ موصوف ایک مدت تک اسی نسبت کے ساتھ حضرت کے باطن سے استفادہ فرماتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ مَیں اویسی حضرت شیخ احمد کا ہوں پھر حضوری میں حاضر ہوئے اور ظاہر میں بھی تعلیم ذکر کی حاصل کی +

کرامت۔ حضرت کے ایک درویش مخلص نے بیان کیا کہ ایک روز مجھ سے فرمایا کہ تم اور فلاں شخص ولایت ابراہیمی رکھتے ہو۔ مجھ کو خیال ہوا کہ اگرچہ حضرت کا ارشاد اس بارہ میں کافی ہے۔ لیکن اگر مجھ کو بھی علم اُس کا ہو جاتا تو بہتر ہوتا۔ اُسی رات مَیں نے حضرت خلیل الرحمٰن علیہ السلام کو بڑی شان و شوکت کے ساتھ دیکھا۔ آپ بھی وہاں موجود ہیں۔ اور مَیں اور وہ شخص بھی کھڑے ہیں۔ آپ نے

ہم دونوں کے ہاتھ پکڑ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بزرگ قدموں پر گرا دیا۔ ہم اُن کی قدمبوسی کر کے اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے ؛

راوی کا بیان ہے کہ اِس واقعہ کے بعد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ابھی کیفیت عرض کرنے نہ پایا تھا۔ کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے سب کچھ کہا تھا۔ اِس میں تردد کی گنجائش نہیں ہے۔ کیا نہیں جانتے ہو کہ ہر ایک سالک راہ کو وقائق احوال اور مشرب و استعداد کا علم نہیں دیتے ہیں۔ بلکہ قرونِ کثیرہ میں اس بڑی دولت اور اعلےٰ نعمت سے کسی کسی خاص اکمل بزرگ کو نوازا جاتا ہے۔ شیخ نجم الدین کبرےٰ کہ قطب وقت تھے یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کس نبی کے زیر قدم ہیں۔ اس کی تحقیق کے لئے اُنہوں نے اپنا ایک مرید کو دوسرے کسی بزرگ کی خدمت میں جن کو علم احوال دیا گیا تھا بھیجا۔ اُن بزرگ نے اِس کو دیکھتے ہی کہا کہ وہ یہودی توجہ کر رہا ہے۔ مرید آزردہ خاطر ہو کر شیخ کی خدمت میں آیا اور کل ماجرا بیان کیا۔ شیخ بہت کچھ خوش ہوئے۔ اور رقص کیا۔ اور فرمایا کہ مجھ کو اُنہوں نے خبر دی کہ تو حضرت موسےٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم پر ہے ؛

ایک دن ایک مخلص کو یہ خیال آیا کہ حضرت خود ہمیشہ امام بنتے ہیں۔ اِس کی کیا وجہ ہو گی۔ اسی خیال میں وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ابھی بیان کرنے نہ پایا تھا۔ کہ آپؒ نے خود فرمایا کہ شافعیہ والکیہ کے پاس بغیر سورہ فاتحہ پڑھنے کے نماز نہیں ہوتی۔ اِس لئے سورۂ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھتے ہیں۔ احادیث صحیحہ بھی اس مسئلہ کی تائید کرتی ہیں۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قرأتِ امام کو قرأت مقتدی کہا ہے۔ اور مقتدی کے لئے سورہ فاتحہ کا پڑھنا جائز نہیں رکھا ہے اور جمہور فقہائے حنفیہ کا مسلک بھی یہی ہے۔ مگر بعض ضعیف روایتوں میں اس قرأت کو جائز رکھا گیا ہے ہم حتی الامکان یہ کوشش کرتے ہیں۔ تمام آئمہ کے مذاہب جمع ہو جائیں اور اِس زمانہ میں جمع بین المذاہب بغیر اپنے امام بننے کے نہیں ہو سکتی ؛

کرامت ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ جب وبا اور طاعون کا غلبہ ہوا تو ایک صاحب کی بابت لوگوں نے بُرے واقعات دیکھے۔ وہ حضرت کی خدمت میں عرض کئے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ ختم حصن حصین کیا جائے۔ چنانچہ اُس نے ختم کر کے

آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ اثنائے ختم میں تمہارے اطراف ایک قلعہ تیار دیکھا گیا ہے۔ مگر اُس کی بعض دیواریں خراب تھیں معلوم ہوتا ہے ختم کے پڑھنے میں کچھ قصور ہوا ہے۔ اُن صاحب نے عرض کیا کہ کتاب مذکور نہایت ریک الخط تھی۔ بعض جگہ پڑھی بھی نہ گئی۔ اور غلط بھی تھی۔ چنانچہ وہ صاحب گئے اور دوبارہ ختم کر کے پھر عرض خدمت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ختم درست معلوم ہوا۔ اور ختم اول فلاں کے نام منتقل ہو گیا ہے۔ اور وہ ایک مرض شدید میں مبتلا تھا کہ حکما اُس کے علاج سے مایوس ہو گئے تھے۔ اُس کو فوراً صحت ہو گئی۔ اور وہ صاحب بھی خیر و عافیت سے رہے +

کرامت ایک سفر میں حضرت ایک سرائے میں فروکش ہوئے۔ اور فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آج اس سرائے میں آگ لگیگی کہ گھر مع سامان و سامان کے جل جائینگے۔ پس تم لوگ ایک دوسرے کو خبر دے دو کہ جو شخص اس دعا کو مکرر سہ کرر پڑھیگا۔ وہ اور اُس کا اسباب آگ کے اثر سے محفوظ رہیگا۔ وہ دعا یہ ہے :-

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ +

ایک ساعت نہ گذری تھی کہ سرا میں اس شدت سے آگ لگی کہ اُس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ ہر چند اُس کے بجھانے کی کوشش کیگئی۔ مگر کچھ فائدہ مند نہ ہوئی۔ تمام مکان اور سامان جل گئے۔ اصحاب میں سے جس نے وہ دعا پڑھی تھی۔ وہ اور اُس کا سامان محفوظ رہے فاضل زمان مولانا عبدالمومن لاہوری کو کسی نے خبر نہ دی تھی کہ حضرت نے فلاں دعا پڑھنے کیلئے ارشاد فرمایا ہے۔ اس لئے اُن کا سامان جل گیا۔ اور وہ بمنزل محنت و دقت آپ کی خدمتِ بابرکت میں پہنچ سکے +

کرامت ایک بار حضرت لاہور میں قیام کے زمانہ میں عشا کی نماز کے بعد اُس گھر کی دیوار کے متصل جس میں کہ سکونت تھی کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ خبردار آج اس دیوار کے پاس کوئی شخص نہ آئے۔ اُس وقت ابر اور بارش کا موسم بھی نہ تھا۔ بعض لوگوں کو آپ کے اس ارشاد سے بہت تعجب ہوا کہ اور دیواریں پرانی ہیں۔ اور یہ دیوار اچھی خاصی ہے۔ آخر کار خدا کے حکم سے اخیر تہائی رات میں دیوار گر پڑی اور ایک چھوکری جو اُس دیوار کے قریب تھی اُس پر کچھ ڈھیلے گرے۔ حضرت نے

اُس پر عتاب فرمایا۔ کہ ہم نے رات ہی کہدیا تھا کہ کوئی شخص اُس دیوار کے قریب نہ رہے ٭

کرامت۔ مرزا مظفر فوجدار سرہند قصبہ جبیت میں مقیم تھے پہاڑی باشندوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ ایک درویش کے پاس حصولِ بشارت کے لئے رجوع کی۔ اُس درویش نے فتح کی بشارت دے دی۔ اُس کے بعد درویش کو اپنی اس بشارت میں تردد ہوا۔ اور حضرت کی خدمت میں خط لکھا۔ اور اپنی بشارت کی اصلیت کی بابت دریافت کیا حضرتؒ نے لکھا کہ اس حملہ میں فوجدار شکست فاش پائیگا۔ بشارت دینے میں تم نے کیوں جلدی کی۔ جب تک کہ سپیدی صبح صادق کی طرح کسی معاملہ کے حالات ظاہر نہ ہو جائیں کچھ نہیں کہنا چاہیئے۔ تین چار روز نہ گذرے تھے کہ فوجدار اور پہاڑیوں میں جنگ ہوئی اور فوجدار کو شکست فاش ہوئی۔ کہ علم و نقارہ بھی چھن گیا۔ اور وہ پریشانی و حیرانی کے ساتھ واپس ہوُا ٭

کرامت حضرت کے ایک مرید نے نقل کیا ہے کہ مَیں تپ محرقہ میں ایک مدت سے مبتلا تھا۔ ایسا ضعف و ناتوانی پیدا ہوئی کہ زندگی کی امید منقطع ہو گئی۔ سب اقربا شب بیداری میں مصروف تھے۔ کہ وقتِ نزع موجود رہیں۔ مَیں نے حضرت کی خدمت میں توجہ کی۔ اور دیکھا کہ ایک شخص از سرتا پا چادر سفید اوڑھے ہوئے آیا۔ اور مجھ سے کہا کہ اس چادر کو حضرت سرور کائنات علیہ و علےٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے قطب وقت شیخ احمد فاروقی نقشبندیؒ کو عطا فرمایا ہے۔ اور اُنھوں نے تمھارے پاس بھیجی ہے تم اسے اوڑھو۔ اِس کی برکت سے شفا پاؤ گے۔ پس مجھے اُس نے سر سے پاؤں تک وہ چادر اُڑھادی۔ مَیں نے ہاتھ سے اُس چادر کو چھونا چاہا۔ تو چادر ہاتھ میں آئی بجائے اُس کے برودت نے پاؤں کی طرف سے سرایت کی اور سر تک آ گئی۔ میری ہمشیرہ نے دیکھا کہ میرے ہاتھ پاؤں سرد ہو گئے۔ وہ یہ سمجھی کہ اس کا وقت آخر ہو گیا ہے۔ اُس نے مجھے کپڑا اور بغل میں لیکر رونا اور چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ میں اُس کے شور و غل سے بیدار ہوُا۔ اور مَیں نے کہا کہ غم نہ کرو۔ مَیں تندرست ہوں پس مَیں نے شوربا مانگ کر پیا۔ اور ایسا تندرست ہو گیا کہ صبح کی نماز کھڑے ہو کر ادا کی ٭

کرامت۔ صاحب مذکور نے یہ بھی بیان کیا کہ مَیں نے اور ایک میرے دوست

نے کہ وہ بھی آپؒ کے مریدوں میں سے تھے۔ امساک کیلئے ایک دوا اپنے مکان میں تیار کی تھی۔ جس میں افیون شریک تھی اور سوا ہمارے اور کسی کو اس کی خبر نہ تھی۔

ہم نمازِ ظہر میں حلقہ کی شرکت کیلئے آپ کی خدمت میں گئے اور یہ خیال تھا کہ واپس ہو کر دوا کھائینگے۔ آنجنابؒ حلقہ سے فارغ ہونے کے بعد محل میں تشریف فرما ہونے کے لئے اُٹھے۔ اور دروازہ پر کھڑے ہو گئے۔ اور ہم دونو کو طلب کر کے بہشت اور حور و قصور کا تذکرہ آغاز فرمایا۔ اور دنیوی لذتوں کی بے وقعتی بیان فرمائی اور آخرت کی نعمتوں کی رغبت دلا کر فرمایا کہ دوائے افیون جو تم نے تیار کی ہے اس کو مت کھاؤ۔ ہم حیران ہوئے اور آپ کا حکم قبول کیا۔ اور اُس دوا کو حوض میں ڈال دیا۔ یہ کرامت آپ سے ازدیاد عقیدت کا باعث ہوئی +

کرامت ۔ راوی مذکور نے یہ بھی بیان کیا کہ میری والدہ بیمار تھیں میں آپ کی خدمت میں کچھ روپیہ بطور نذر حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ لے گیا اور دعا کے لئے التماس کیا۔ آپ نے فاتحہ شفا فرمائی۔ اور فرمایا کہ اس نذر کو اپنے پاس رکھو۔ میں نے اُسی رات خواب میں دیکھا کہ آپ تشریف فرما ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ اے فلاں بیدار ہو۔ اور اپنی والدہ کے نزع کے وقت حاضر رہ۔ میں خواب سے بیدار ہوا۔ اور بیتاب ہو کر اُسی وقت آپ کی خدمت میں روانہ ہوا۔ دیکھا کہ حضرت نمازِ تہجد سے فارغ ہو رہے ہیں۔ میں نے سلام کیا۔ اور خواب کی کیفیت عرض کی۔ آپ مراقب ہوئے۔ اور کچھ دیر کے بعد فرمایا کہ اے فلاں جلد جا تیری والدہ پر وقت نزع ہے۔ میں گریاں گریاں اپنی والدہ کے پاس آیا۔ دیکھا کہ نبض ساقط ہو چکی ہے۔ اور ایک ساعت کے بعد واصل رحمت حق ہو گئیں +

کرامت ۔ حضرت کے ایک مرید نے بیان کیا کہ جس زمانہ میں کہ آپ کو بادشاہ نے بعض اعداءِ دین کی چغلخوریوں کی بنا پر نگرانی میں رکھا تھا۔ ایک شخص واقف افسون و منتر نے مجھ سے کہا کہ چند اسم زبانِ ہندی کے میرے پاس ایسے ہیں کہ اُن کے پڑھنے سے ایک نماز کے وقت سے لیکر دوسری نماز کے وقت تک تمام دشمن اُسی روز ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور یہ مجرب ہے۔ پس وہ اسم ایک کاغذ پر لکھ کر مجھے دیا کہ گھر کی چھت میں رکھ دیا جائے۔ میں نے اُسے لے لیا۔ اور اُسے گھر کی چھت میں رکھ کر خیال کیا کہ

کل منگل ہے کل ہی سے اسے پڑھونگا۔ اُسی رات حضرت کو میں نے خواب میں دیکھا کہ انگشت بدندان فرمارہے ہیں کہ ہمارے حیا سے یہ عمل نہایت تعجب خیز ہے۔ ہرگز اس پر عمل نہ کرو۔ کہ سحر ہے۔ پس مجبوراً میں نے ترک کردیا۔ اس کے بعد پادشاہ اس ایذادہی سے نادم و پشیمان ہوا۔ اور آپ کو گوالیار سے بلاکر آپکے وطن مالوف کو روانہ کردیا۔ نظم از جواہر مجددیہ ے

جب ہوا دیدبۂ شانِ مجدد کا ظہور — زلزلہ پڑگیا ایوانِ جہانگیری میں
ہو کے شرمندہ شہِ ہند خطا سے اپنی — مدتوں غرق رہا اور طۂ دلگیری میں

میں حضرتؒ کی ملازمت سے شرف ہوا۔ اور کثرت سے خلق اللہ جوق جوق آپکی ملاقات کیلئے آنی شروع ہوگئی۔ میں نے خیال کیا کہ اگر حضرت بالمشافہ بلا میرے اظہار کے اس عمل سے منع فرمائینگے۔ تو خیر ورنہ ایک دفعہ دشمن کے جگر پر تیر ضرور مارونگا تین روز حضرت سرہند میں رہے اور تین دن تک اسی نیت سے خدمت مبارک میں گیا۔ تیسرے دن حاضرین کو رخصت کرکے مکان تشریف لیجارہے تھے۔ کہ دروازہ میں ٹھیر گئے اور فرمایا کہ فلاں شخص کو بلاؤ۔ حسب ارشاد میں حاضر ہوا۔ فرمایا کہ اے شخص اسماء ہند کو مت پڑھو۔ کہ وہ سحر ہیں۔ میں نے ندامت سے انکار کیا۔ فرمایا کہ کیوں غلط کہتے ہو۔ حالانکہ تم نے اُسے فلاں ساحر سے سیکھا ہے (اور آپ نے اُس ساحر کا نام لیا) اور وہ کاغذ جس پر اسماء مذکور لکھے ہوئے ہیں تم نے اُسے چھت کی فلاں لکڑی میں رکھا ہے۔ اگرچہ عمل کی تاثیر وہی ہے جو اُس نے کہا۔ مگر سحر حرام ہے۔ جاؤ اور اُس کاغذ کو چاک کرو۔ میں نے سر جھکا لیا فرمایا کہ مجھ سے عہد کرو کہ اُس کو چاک کرڈالوگے۔ اور اُس عمل کا ارادہ نہ کروگے پھر اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا۔ مجھ کو اس کرامت کے معائنہ سے دہشت طاری ہوگئی اور متحیر ہوا کہ کسی کو اس راز سے میں نے مطلع نہ کیا تھا۔ پس فوراً مکان واپس آکر اُس کاغذ کو چاک کردیا۔

کرامت ۔ ایک مرید نے بیان کیا کہ ایک مُلا ایک خواجہ زادہ کے لڑکوں کو تعلیم دیتا تھا۔ وہ خواجہ زادہ سفر میں گیا ہوا تھا۔ اور مُلا صاحب کو مکان کے دروازہ میں مکتب کیلئے جگہ دی گئی تھی۔ کبھی کبھی اُن میں سے ایک لڑکے کی ماں لڑکے کو دیکھنے

کے لئے اگر کھڑی ہو جاتی تھی۔ اور ناگاہ ملّائی نظر اُس پر پڑ گئی۔ اور دل ہاتھ سے
دے بیٹھا۔ اور خانہ و ماں سے آوارہ ہو کر حیران و پریشان پھرنے لگا۔ کہ معائنہ
جمالِ مطلوب ہمیشہ میسر نہیں ہو سکتا۔ اور اسی درد جانکاہ کو بے دیدار کے تسکین نہ
ہوتی تھی۔ پس مجنوں وار دشت و صحرا میں پھرتا اور صبر و شکیبائی کی کوشش کرتا +
راقم حروف کی اُس سے ملاقات تھی۔ ایک روز میں نے اُس سے
پوچھا کہ اِس دشت نوردی کی ماہیت اور سرگشتگی کی حقیقت کیا ہے۔ کہا کہ ملک
جب کسی موضع میں اُترتے ہیں تو اس کو برباد اور ساکنین موضع کو ذلیل کر دیتے
ہیں اسی کے مطابق سلطانِ عشق نے اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْھَا وَجَعَلُوْا
اَعِزَّۃَ اَھْلِھَا اَذِلَّۃً اس بیچارے کے دل میں نزول اجلال کیا ہے اور اُس کو زیر و زبر کر دیا اور
عقل کو کہ امراء ملکِ دل سے تھی حقیر کر کے معزول کر دیا۔ اور بجائے اُس کے جنون کا تقرر کیا ہے
اگر تم سے ہو سکے تو میرا احوال حضرت کی خدمت میں عرض کرو۔ میں نے کہا کہ تم ایک عرضی لکھو میں اُسے
خدمتِ اقدس میں پیش کر دونگا۔ اُس نے حقیقتِ حال بے کم و کاست لکھ دیا اور
میں نے اُسے موقع پا کر ملاحظہ میں گذرانا۔ اور عرض کیا کہ وہ عورت ادلاد سے
حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ کے ہے اس بارہ میں حضرت کی توجہ فرمائی کی ضرورت
ہے۔ فرمایا کہ اُس سے کہدو کہ کل بعد نمازِ صبح کے وہ حلقۂ ذکر میں ہمارے سامنے بیٹھے
کہ توجہ کی جائے گی۔ اور ابتلاء مذکور انشاء اللہ تعالےٰ دفع ہو جائیگا۔ میں نے
اُس سے کہدیا۔ مُلّا صاحب علی الصباح خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گئے۔ اور نمازِ فجر
حضرت کے ساتھ ادا کی۔ اور حلقۂ ذکر میں حضرت کے روبرو بیٹھے۔ حضرت نے اُن کی
توجہ فرمائی۔ اور خارِ محبتِ مجازی اُس کے دل سے نکال دیا۔ اور بعد برخاستِ حلقہ کے
مُلّا صاحب سے اُن کا حال دریافت فرمایا۔ تو اُنھوں نے کہا کہ بخدا میرا دل اب اُس کے
عشق سے بالکل سرد ہو گیا۔ پھر اُسی وقت حضرت سے اجازت لیکر وہ اپنے وطن
کو چلے گئے۔ اور اُس بلا و ابتلا سے بتوجہ حضرت رہائی پائی +

کرامت ایک امیر نے حضرت سے عرض کیا کہ میں جوانی سے گذر کر
بڑھاپے کو پہنچ گیا۔ مگر کوئی فرزند پیدا نہ ہوا۔ جو میرے بعد صفحۂ روزگار پر میری یادگار
رہتا۔ اس بارہ میں آپ توجہ فرمائیں۔ حضرت کچھ دیر تک سر افگندہ رہے اور فرمایا کہ

لوحِ محفوظ میں اس موجودہ بی بی سے تمہاری قسمت میں کوئی اولاد نہیں ہے۔ اگر دوسری شادی کرو تو اولاد ہوگی۔ اور بعد تمہارے تمہاری یادگار رہیگی۔ اتفاقاً اُسکی بی بی نے وفات پائی۔ اور دوسری بی بی سے اُس کی شادی ہوئی۔ اور اُس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئے۔ جو بعد اُس کے یادگار رہے ہیں +

کرامت۔ حضرتؒ کے ایک عزیز کا بیان ہے کہ مجھے ہمیشہ حضرت سے بیعت کرنیکی خواہش رہتی تھی۔ مگر بعض موانعات کے سبب سے اس سعادت سے محروم رہتا تھا۔ ایک رات میں عزم بالجزم کر کے نکلا۔ کہ کل حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر التماس کرونگا کہ مجھ کو اپنے مریدوں کے حلقہ میں داخل کریں۔ اور تعلیم ذکر فرمائیں۔ اُسی رات خواب میں دیکھا کہ ایک دریائے عمیق ہے اور میں اُس کے کنارہ پر کھڑا ہوں کہ آپکی نگاہ مجھ پر پڑی۔ آپ نے فرمایا کہ اے شخص جلد آ۔ جلد آ۔ حضرت کے یہ فرماتے ہی میرا قلب ذاکر ہو گیا۔ میں بیدار ہوا تو میرا دل مطابق طریقہ نقشبندیہ کے ذاکر ہو گیا۔ حالانکہ میں نے نہ کسی سے سُنا تھا کہ طریقہ شغل حضرت کا کیا ہے۔ صبح کو خدمتِ والا میں حاضر ہوا۔ اور شب کی کرامت عرض کی۔ اور طریقہ شغل جو شب میں تعلیم پایا تھا عرض کیا۔ فرمایا کہ طریقہ ذکر یہی ہے اِس پر مداومت کرو +

کرامت۔ مولانا مرتضیٰ نائب کہ مخلصین حضرت سے تھے بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں لشکر میں گیا۔ اُس وقت میری مددِ معاش زیر اجرائے تھی۔ اور اس زمانہ میں اجرائے مشکل سے ہوتی تھی۔ اور اکثر اہل خدمات کو لشکر میں زمانہ دراز گذر چکا تھا۔ کہ اُن کی معاشوں کی اجرائے نہ ہوئی تھی۔ مجھ کو بھی اپنے بارہ میں نا اُمیدی ہو گئی +

ایک رات میں نے حضرت کی طرف توجہ کی۔ اور باطنی مدد کی درخواست کی۔ اُسی رات دیکھا کہ آپ تشریف فرما ہیں۔ اور میرے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے اُسے آپ نے لے لیا۔ اور اُس پر کچھ لکھ کر میرے حوالہ فرما دیا۔ میں صبح کو دفتر میں گیا۔ اُس دن میں نے دفتر میں رجوع کیا۔ اور میری کارروائی ختم کی گئی۔ سب کو حیرت ہوئی کہ تمہارا کام دو تین روز میں کس طرح سے انجام پا گیا۔ ہم برسوں سے لشکر میں پڑے ہیں مگر ہماری کار اجرائے نہیں ہوتی۔ میں نے کل واقعہ بیان کیا۔ سب لوگ اِس کرامت کو سُنکر آپکے معتقد ہو گئے +

تصرف۔ راوی مذکور کا بیان ہے کہ انتقال کے وقت میرے والد نے وصیت کی تھی کہ میرا جنازہ حضرت کی خدمت میں لیجا کر عرض کرنا کہ مجھ کو اپنے طریق میں داخل کرلیں۔ حضرت کا طریق یہ تھا کہ اموات کو بھی اعطاء نسبت فرماتے تھے۔ میں نے والد کی وفات کے بعد حسب وصیت عمل کیا۔ اور جنازہ نماز کے لئے حضرت کی خدمت میں لے گیا۔ اور مرحوم کا التماس مذکور بھی عرض خدمت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ کل حلقۂ ذکر میں تم کو معلوم ہو جائیگا۔ میں جب دوسرے دن آپ کے حلقۂ ذکر میں بیٹھا ایک بیہوشی پیدا ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت تشریف فرما ہیں۔ اور والد مرحوم حلقۂ ذکر میں آپ کی خدمت میں تھوڑے فاصلہ سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور شغل میں سرگرم ہیں۔ میں شکر خدا بجالایا۔

کرامت۔ اُنہی صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ جس زمانہ میں کہ حضرت قلعہ گوالیار میں بوسف زنگانی میں رہتے تھے۔ سرہند میں آپ کی وفات کی خبر شائع ہوئی۔ میں مغموم و مہموم ہوا۔ اور فاتحہ پڑھی۔ اسی رات میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ چند درویشوں کے ساتھ حجرہ میں تشریف فرما ہیں۔ کیا فرماتے ہیں کہ ہماری خبر وفات بالکل غلط ہے۔ میں بیدار ہوا اور ہر طرف تحقیق کی پے در پے خبر عافیت آنحضرت ہر طرف سے موصول ہوئی۔ پھر اس کے بعد آپ برسوں زندہ رہے۔

کرامت۔ ایک روز مولانا محمد امین نے حضرت قدس سرہٗ سے عرض کیا کہ نواب خیر خواجہ باپ کی طرف سے سید ہیں اور ماں کی جانب سے خواجہ زادہ اُن کے آباؤ اجداد ولایت سے بزرگ مرتبہ کے ساتھ آئے تھے۔ حضرت اُن کے بارہ میں توجہ کریں۔ کہ شراب نوشی اور بدکاری کی بیماری اُن کے دامن گیر ہو گئی ہے اور اُن کو اس ورطہ ہلاکت سے نکال دیں۔ اور توفیق صلاح عطا فرمائیں کہ وہ امرائے عظیم الشان سے ہیں اگر وہ راہِ راست پر آ جائینگے تو ایک گروہ کثیر اور ایک جم غفیر اُن کے متعلقین کا بھی مائل بہ صلاح و تقوے ہو جائیگا۔ چونکہ اُن کے حقوق میرے ذمہ بہت کچھ ہیں۔ اس لئے عرض کیا گیا ہے۔ حضرت نے یہ سنکر سکوت فرمایا مولانا نے دوبارہ التماس کیا اور بہت کچھ عجز و الحاح کی حضرت نے ایک دم توجہ کرکے فرمایا کہ مولانا اس وقت ہم احوال خیر خواجہ کی طرف متوجہ ہوئے تھے وہ فسق و فجور کے دلدل

ہیں وہ ترکستان میں پھنس گیا ہے۔ میں نے بہت کوشش کی کہ اس کو نکالوں مگر میرا ہاتھ وہاں تک نہ پہنچ سکا۔ لیکن آخر کار ہم اُس کو اپنی طرف کھینچ لینگے،،

اس ارشاد کو ایک مدت دراز گذر گیا۔ جب دورہ سلطنت بادشاہ دین پناہ صاحب قران شاہ جہان سلمہ الرحمن پہنچا تو اللہ تعالے نے شیر خواجہ کو توفیق رفیق عطا فرمائی کہ تمام مناہی سے تائب ہو گئے۔ اور طاعت و عبادت میں مشغول ہو گئے اتفاقاً اُن کو خدمت صوبداری صوبہ ٹھٹھہ سرفراز ہوئی وہ نزدیک سرہند کے پہنچے تو بیمار ہو گئے۔ اور حدود سرہند میں ہی رحمت حق سے واصل ہو گئے۔ اُن کو لڑکے جنازہ روضہ منورہ حضرت میں لائے اور وہیں اُن کو دفن کیا گیا۔ اور حضرت کا یہ ارشاد کہ آخر ہم اُس کو اپنی طرف کھینچ لینگے ظاہر ہوا۔

کرامت ۔ مرزا فتح پوری پسر مرزا شاہ رُخ نے بوقت وفات قدوۃ السلاطین اکبر بادشاہ اور تخت نشینی بندگان جمشید منزلت جہانگیر بادشاہ انار اللہ برہانہ کچھ بے اعتدالی کی تھی۔ اور اتفاقاً خواجہ کلاںؒ نے خان عبداللہ خان کو انکی بے اعتدالی سے مطلع کر دیا۔ خان موصوف نے اُن پر حملہ کیا اور انہیں گرفتار کر لیا۔ اور سلطان وقت کے پاس پیش کیا۔ بادشاہ نے اُن کو قید فرمایا اور ایک مدت اسی قید میں گذر گئی۔ جب کوئی شخص اُن کا ذکر کرتا تو بادشاہ ضمانت طلب کرتا۔ چونکہ شاہزادہ بے اعتدال تھا۔ اس لئے کسی کو ضمانت کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ حضرت بہ سبیل سیر و سیاحت اکبر آباد تشریف لائے اور محلہ کٹرہ مظفر خاں میں فروکش ہوئے۔ مرزا فتحپوری نے کسی درویش سے آپ کی تشریف آوری کی اطلاع پائی۔ اپنا ایک وکیل بہ نیاز مندی خدمت اقدس میں روانہ کیا۔ اور قید سے رہائی کیلئے عرض کرایا۔ آپ نے فرمایا کہ جاؤ! مرزا رہائی پائیگا۔ اُس نے عرض کیا کہ کب رہا ہونگے۔ فرمایا کل۔ دوسرے دن بادشاہ نے اُن کو یاد کیا۔ اور بے کسی کی یاد دہانی کے حضور میں طلب کیا اور فرمایا کہ میں تیرا ضامن ہوں اور رہا کر دیا۔

کرامت ۔ حضرت خواجہ حسام الدین احمد دہلوی علیہ الرحمۃ نے حضرتؒ کو رقعہ لکھا کہ زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ تعظیماً و تکریماً کا ارادہ مصمم ہو گیا ہے چاہتا ہوں کہ ہمراہ متعلقین سفر کروں۔ اور حرمین شریفین میں سے کسی ایک مقام پر

متوطن رہوں اور مدفون ہوؤں۔ اِس بارہ میں آپ توجہ کریں کہ سفر ہو گیا نہیں اور پسندیدہ ہے یا نہیں۔ حضرتؒ نے جواب میں لکھا کہ متعلقین کا سفر نظر نہیں آتا ہے۔ بلکہ تقریباً ممانعت ظاہر ہوتی ہے۔ اگر آپ تنہا جانا چاہیں تو اچھا ہے۔ اور امید ہے کہ سلامت پہنچ جائینگے +

چونکہ خواجہ صاحب کا شوق بیحد تھا۔ اس بارہ میں بہت کچھ کوشش فرمائی۔ کہ اہل وعیال کے ساتھ سفر کریں۔ اور ظل الٰہی دین پناہی صاحب قرانی یعنی بادشاہ سے بھی اظہار کیا۔ مگر اجازت نہ مل سکی۔ اُس وقت آپکے کلام کی صداقت ظاہر ہوئی اور متعلقین کے ساتھ حج کرنا جو اُن کا منشا تھا میسر نہ ہوا۔ یہاں تک کہ ۱۰۴۰ھ میں ہندوستان ہی میں رحمت حق سے واصل ہو گئے +

کرامت۔ مولانا محمد حنیف کابلیؒ نے کہ مخدوم زادہ عالی قدر خواجہ محمد معصوم سلمہ اللہ سبحانہٗ کے ایک جلیل القدر خلیفہ ہیں اور مُلک کابل میں ہدایت و ارشادِ طلاب میں مشغول ہیں۔ بیان کیا کہ ارشاد مآب شیخ محمد صدیق فرزند ارجمند شیخ بادشاہ کولابی جو فی الحال متوطن کابل ہیں فرماتے تھے کہ میں بروضع تجرید و تفرید متوجہ برہان پور ہوا۔ جب سرہند پہنچا تو حضرت کی تعریف و توصیف پہلے سے بھی زیادہ سننے میں آئی۔ لوگوں نے کہا کہ اگر دنیا بھر میں پھر و گے تو حضرت کی صحبت شریف کا ایک شمہ نہ پا سکو گے۔ میں اس خبر کو سُنکر خوش ہوا اور بلا توقف متوجہ آستانہ فلک نشان ہوا۔ اور خانقاہ ملائک پناہ میں پہنچا دیکھا کہ نماز ظہر ادا فرما کر اصحاب خاص کے ساتھ مراقبہ میں مشغول ہیں۔ میں بھی ایک طرف کو بیٹھ گیا اور آپ کے حلقہ سے فراغت پانے کے بعد سلام کیا۔ اور قدمبوس ہوا۔ آپؒ نے میرے حالات دریافت کئے اور فرمایا کہ اے درویش اپنا خیال ظاہر کرو۔ اور انکار کا راستہ مت چلو۔ میں نے اپنے حال کی بابت انکار کیا۔ اور کہا کہ سرکار میں کچھ بھی حال نہیں رکھتا ہوں حضرتؒ نے میرے ابتداء حال سے اُس مقام تک کہ جس پر میرا عبور ہوا تھا کماحقہٗ بیان فرما دیا اس بات کے سننے اور اس کرامت کے ظاہر ہونے سے مجھ کو بڑی حیرت ہوئی۔ پھر حضرت خلوت میں تشریف لے گئے اور مجھ سے فرمایا کہ کل بعد اشراق کے آنا۔ دوسرے دن میں وقت مقررہ پر حاضر ہوا حضرت نماز اشراق

اور ذکر کے خلوت میں داخل ہو چکے تھے۔ میں تھوڑی دیر کھڑا رہا اور دیکھا کہ ایک صوفی مسجد میں بیٹھا ہے۔ میں نے اُس سے کہا کہ جب حضرت برآمد ہوں تو کہہ دینا کہ ایک درویش خدمت میں آیا تھا۔ چونکہ آپ باہر تشریف فرما نہ تھے اِس لئے دعا کہکر عازم برہان پور ہو گیا۔ اُس نے کہا کہ حضرت نے مجھ کو تمہارے لئے بٹھا دیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ ایک درویش محمد صدیق نام آئے تو ہم کو اطلاع کر دینا۔ حالانکہ میں نے آپ سے اپنا نام بیان نہیں کیا تھا۔ پس صوفی آپ کی خدمت میں گیا اور میری دعا پہنچائی حضرت نے مجھ کو بلایا۔ اور خود اُٹھے اور وضو کیا اور نماز تحیۃ الوضو پڑھی۔ تھوڑی دیر مراقب رہے۔ اور پھر مجھ کو حکم دیا کہ سامنے آؤ۔ میں سامنے گیا اور آپ کے قریب بیٹھا۔ حضرت پھر مراقب ہوئے اور ذکر قلبی فرمایا۔ اور متوجہ رہے اور میرے احوال کو ہر ساعت بدل رہے تھے۔ ایک ہی ساعت میں اس قدر احوال مجھ کو عطا فرمائے کہ برسوں کی عبادت میں اُس کا ایک شمہ حاصل نہ ہو سکتا تھا۔ اور جو حال مجھ پر وارد ہوتا تھا۔ آپ اُسکی خبر دیتے تھے۔ اِسی طرح تمام احوال واردہ کی خبر دی اور پھر برہان پور کی اجازت مرحمت فرمائی +

کرامت۔ مولانا مذکور نے بیان کیا کہ ایک درویش صفا کیش کہتا تھا کہ میں حرمین شریفین زادہما اللہ سبحانہ شرفاً و تعظیماً کی طرف متوجہ ہوا۔ جب سرہند شریف پہنچا تو شرفِ آستانہ بوسی خادمانِ حضرت سے بھی مشرف ہوا۔ اُس وقت حضرت نماز سے فارغ ہو چکے تھے۔ اور خلوت گاہ میں تشریف لیجانا چاہتے تھے۔ اتنے میں میں نے آپ کو سلام کیا اور سامنے کھڑا ہو گیا۔ حضرت نے خادم سے فرمایا کہ ہمارے گھر سے روٹی لے آؤ۔ خادم ایک روٹی لے آیا۔ حضرت نے خادم سے وہ لے لی اور اپنے ہاتھ سے میری بغل میں ڈال دی۔ اور فرمایا کہ اے درویش وقت اچھا ہے۔ یہی پارچہ نان تمہارا رہبر ہے اور تربیت کے لئے کافی ہے۔ پھر میں حضرت سے رخصت ہوا۔ اور گھڑی بہ گھڑی میرا حال ترقی پاتا تھا۔ اور ایک حال کے بجائے دوسرا حال پیدا ہوتا تھا۔ جو کچھ کہ اُس ایک ساعت میں پایا اپنی بیس سال کی ریاضت میں اُسکی بو بھی نہ پائی تھی +

کرامت۔ حضرتؒ کے ایک مرید نے بیان کیا کہ میں حضرت کا مرید تو ہو گیا تھا۔ مگر ترکِ سپاہ گری نہ کی تھی۔ ایک رات میرا ایک جوڑی دار شراب لایا اور مجھ سے اُس کے

پینے کے لئے اصرار کیا۔ میں نے انکار کیا۔ وہ چاہتا تھا کہ مجھے زور اور زبردستی سے پلائے۔ اتنے میں آپ انگشت بدندان تشریف لائے۔ اور مجھ کو اس سے منع فرمایا۔ مجھ کو جذبہ نے گھیر لیا۔ اور جنون غالب ہوا۔ چار مہینہ تک یہ جذبہ قائم رہا اور اس میں اپنے رُوبرُو حضرت کو بچشم سر دیکھتا تھا۔

تصرف۔ ایک مخلص عقیدت کیش نے نقل کیا کہ مجھے ایک فاحشہ سے محبت و شیفتگی تھی اور میں اس تعلق میں بے اختیار تھا۔ ایک دن اس کو اپنے خلوت خانہ میں طلب کیا اور مجلس بزم آراستہ کی اور چاہا کہ اس سے قربت کروں۔ اتنے میں آنحضرت علیہ الرحمۃ ظاہر ہوئے۔ اور آپ نے ایک طمانچہ میرے منہ پر مارا اور نظروں سے غائب ہو گئے۔ اور لرزہ و رعشہ میرے بدن میں پڑ گیا جس سے اُس عمل بد کی قدرت سلب ہو گئی۔ اور میں اپنے ارادہ سے تائب اور نادم ہوا۔

کرامت۔ شیخ نور محمد اناری رحمۃ اللہ علیہ کہ حضرت کے قدیم صحابی اور صاحب اجازت تھے۔ اور آٹھ بار حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت سے مشرف ہوئے تھے بیان کرتے تھے۔ کہ ایک گھر میں جن رہتا تھا۔ اور ہمیشہ میرے بھائی سے دشمنی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کی اذیت سے میرے بھائی نے انتقال کیا۔ میں بھی اُسی گھر میں رہتا تھا۔ بھائی کے انتقال کے بعد ہیبتناک صورتیں میرے سامنے آنے لگیں اور پھولوں کی خوشبو مہکتی تھی۔ میرے بھائی کی بھی حالت ابتدائی یہی ہوئی تھی میرے اقربا اس حال سے مطلع ہو کر میری زندگی سے ناامید ہو گئے۔ ایک رات میں اپنی بیوی سے ہم بستر تھا۔ اور ابھی فارغ نہ ہوا تھا کہ وہ جن آ گیا اور ہم دونوں کے اوپر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ اور ایسی طاقت کی کہ ہم ہاتھ اٹھانے سے عاجز ہو گئے لحاف کو بھی اپنے اوپر سے نہ اٹھا سکے۔

ہم اسی بے قراری میں تھے کہ آپ نمودار ہوئے اور آواز دی کہ نور محمد کچھ خوف نہ کرنا۔ یہ جن ابھی بھاگ جائیگا۔ کیونکہ شیطان کا مکر کمزور ہے۔ جن نے حضرت کی آواز سنتے ہی ہم کو چھوڑ دیا۔ میں اُٹھا اور حضرت غائب ہو گئے اس کے بعد سے میرے گھر میں کسی کو جن کا آسیب نہ ہوا۔ اور جنات وہاں سے جلا وطن ہو گئے میں دیکھتا تھا کہ وہ اپنے ساز و سامان کو لیکر میرے گھر سے جا رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں

کہ حضرت نے ہم کو جلاوطن کر دیا۔ اب ہم موضع شادیوال میں جا کر ٹھیرینگے ؛

کرامت ۔ حضرتؒ کے مرید میر شرف الدین حسین حسنی ملقب بہ ہمت خاں بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک روز مجھے یہ خیال ہوا کہ چند کپڑے نفیس سپید و دکنی اور کچھ قدر پکانے کے مصالحہ حضرت کی خدمت میں بھیجوں۔ پس کپڑے اور مصالحہ علیحدہ علیحدہ اپنے موہو بھائی الہ یار نامی کے ذریعہ روانہ کیئے۔ ایک عورت نے جو میری سسرالی رشتہ دار آئی تھی کہا کہ ایسے بیش قیمت کپڑے کیوں فقرا کی نذر کرتے ہو۔ وہ اِن کو استعمال نہ کرینگے۔ میں نے کہا کہ اگر وہ استعمال نہ کریں تو اُن کے کسی ور گھر والے کے کام آئینگے۔ اللہ یار نے کپڑے اور مصالحہ آپ کے ملاحظہ میں پیش کیا آپ نے فرمایا کہ مصالحہ تو لے لیا جائے۔ اور کپڑوں کو دیکھ کر یہ فرمایا کہ میر شرف الدین حسین سے کہو کہ یہ نفیس کپڑے درویشوں کے کام نہیں آتے ہیں۔ تمہارے گھر میں جو ایک عورت آئی ہے اُس کو دے دیں اُس کے لائق ہیں۔ اور کپڑوں کو واپس فرما دیا۔ اِس کرامت سے وہ عورت جس نے وہ بات کہی تھی بہت نادم ہوئی اور توبہ کی کہ حضرت کی نسبت پھر کبھی ایسی باتیں نہ کہونگی ؛

کرامت ۔ میر صاحب مذکور بیان کرتے تھے۔ کہ جب کہ فرزند شمس الدین احمد دو سال کا تھا وبائے عظیم دہلی میں پھیلی۔ اور وہ بھی سخت بیمار تھا۔ تین دن تک دودھ نہ پیا اور بے ہوش رہا۔ اور آثارِ جان کندنی ظاہر ہونے لگے۔ اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ روح اُس کے پاؤں سے کمر تک نکل گئی ہے۔ اور کمر سے سینہ تک۔ حاضرین گریہ زاری میں مشغول ہو گئے۔ اور میں بارگاہ حق سبحانہٗ کی طرف متوجہ ہوا اور میں نے یہ نذر مانی کہ یہ لڑکا جب پانچ چھ برس کا ہو جائیگا۔ تو اُس کو مع اُس کی دایہ کے حضرت کی خدمت میں بھیجدونگا۔ کہ وہیں پڑا ہوا ور اس بارگاہ کی غلامی کیا کرے۔ اور عبادت حق میں مشغول رہے۔ اِس نذر کے ماننے ہی یہ معلوم ہوا کہ روح اس کے بدن میں واپس آگئی۔ آنکھ کھولی۔ اور دودھ مانگا اور صحت پائی ؛

سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ چونکہ حضرت کا منہ دور تھا اِس لئے جس نے اُس کی دنیا داری میں کوشش کی اور لباس امرا اُس کو پہنایا وہ آزار جسمانی و مالی کھینچتا تھا۔ چنانچہ آپ کے دادا اور نانا اِسی کوشش میں تھے کہ کہیں فقیر نہ ہو جائے۔

مجھ کو اُس سے حضرت کی غلامی میں بھیجنے نہ دیتے تھے۔ جلدی مر گئے اور اُس کی ماں کی بھی یہی تمنا تھی۔ اس لئے وہ بھی غلام کے ہاتھ سے قتل ہو گئی ❖

کرامت ایک روز حضرت خلوت میں بیٹھے تھے۔ اور عبدالمومن نو مسلم بھی وہیں موجود تھا۔ آپ نے اُس سے فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے جو تو مانگے گا ملے گا۔ اُس نے کہا کہ سرکار میرے بھائی اور ماں کافر متعصب ہیں۔ میں نے ہر چند کوشش کی مسلمان ہو جائیں۔ مگر وہ نہیں ہوئے۔ آپ توجہ فرمائیں کہ مسلمان ہو جائیں۔ حضرت نے فرمایا کچھ اور بھی چاہتے ہو اُس نے کہا کہ حضرت کی توجہ سے مجھے سب کچھ حاصل ہو جائے گا۔ مگر بالفعل اُن کے اسلام کی تمنا ہے۔ فرمایا کہ بہت خوب وہ جلد مسلمان ہو جائینگے۔ حضرت کے اس ارشاد کے تیسرے دن اُس کے بھائی اور ماں سامانہ سے سرہند گئے۔ اور شرف اسلام سے مشرف ہوئے ❖

کرامت شیخ حسین جامی نقشبندی نے واقعہ میں دیکھا کہ فتنہ عظیم برپا اور سلطان عالیشان جہانگیر بادشاہ کی سلطنت میں ضرور واقع ہو گا۔ انہوں نے اپنا کشف خان اعظم سے ظاہر کیا۔ شدہ شدہ اُس کی خبر حضرت تک بھی پہنچ گئی آپ نے فرمایا کہ بیشک ایسا ہی تھا جیسا کہ شیخ حسینؒ نے بیان فرمایا ہے مگر ہم نے اس فتنہ کو تسکین دے دی ہے۔ چند روز نہ گذرے تھے کہ سلطان شاہزادہ خسرو نے خروج کیا اور امرا و اغنیا کی ایک بڑی جماعت نے اُس کا ساتھ دیا اور ملک میں فتنہ پھیلا اور بادشاہ نے اُس کا تعاقب کیا۔ شاہزادہ نے موضع گوبند وال کے نزدیک شکست کھا کر دریائے چناب پر جا کر پناہ لی اور حضرت علیہ الرحمۃ کے ارشاد کے مطابق فتنہ نے تسکین پائی ❖

کرامت۔ کہتے ہیں کہ جس زمانہ میں کہ سلطان خسرو نے خروج کیا تھا۔ بعض امرا نے بادشاہ سے عرض کیا کہ دشمن نے بمشورہ مرتضیٰ خاں (کہ معتمد علیہ سلطانی تھا) خروج کیا ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ مرتضیٰ خاں کو دشمن کے تعاقب کیلئے بھیجنا چاہئیے۔ تا کہ اس کو گرفتار کر کے لائے۔ یا خود قتل ہو جائے۔ حضرت نے یہ کلام سُنا تو فرمایا کہ مرتضیٰ خاں میرے خاندان کا دوست اور مروّج ملت ہے پس اُس کی امداد و اعانت کے لیئے متوجہ ہونا چاہئیے۔ پھر فرمایا کہ اس جنگ میں شیخ مرتضیٰ خاں

کی ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا +

کرامت۔ حضرت کے ایک عزیز کو اولاد ہوتی تھی مگر زندہ نہ رہتی اور لڑکپن میں انتقال کر جاتی تھی۔ اس لئے وہ حیران و پریشان رہتے تھے۔ ایک مرتبہ اُس کے مکان میں لڑکا پیدا ہوا۔ اُس نے اس کو حضرت کی خدمت میں پیش کیا اور کہا کہ مَیں نے نذر مانی ہے کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہے اور بڑا ہو تو حضرت کی غلامی میں رہیگا حضرت نے توجہ کے بعد فرمایا کہ اُس کا نام عبدالحق رکھو زندہ رہیگا۔ اور عمر پائیگا لیکن ہر ماہ پانچ بہلول نذر حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند نکالتے رہا کرو۔ آپکے ارشاد کی برکت سے وہ لڑکا معمر ہوا +

کرامت۔ آپ کے ایک مرید نے بیان کیا کہ میں سب سے پوشیدہ افیون کھایا کرتا تھا کہ کسی کو اُس کی خبر نہ تھی۔ ایک روز مَیں ہمراہ رکاب سعادت آنحضرت جارہا تھا۔ حضرت نے ایک توجہ مجھ پر ڈالی اور فرمایا کہ مَیں تیرے دل میں ایک ظلمت پاتا ہوں اُس کی وجہ کیا ہے بمجبوراً مَیں نے اقرار کیا کہ میں پوشیدہ طور پر افیون کھایا کرتا تھا مگر آج سے توبہ کرتا ہوں +

کرامت۔ حضرت کی عمر گرامی جب پچاس سال کی ہوگئی۔ تو آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ میری عمر کے پچاس اور ساٹھ سال کے درمیانی زمانہ میں ایک حادثہ عظیم اپنے اوپر پاتا ہوں اور اُس وقت میں قضاء معلق میرے اِس جہان سے ارتحال کی نسبت مشہود ہوتی ہے۔ مگر ساٹھ سال کے بعد جس کو اب بارہ برس باقی ہیں میرے انتقال کی بابت قضاء مُبرم وقطعی محسوس ہوتی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی واقعہ ہوا۔ کہ پچاس و ساٹھ سال کے درمیانی زمانہ عمر میں جیسا کہ فرمایا تھا حادثہ عظیم سلطان وقت سے بسبب شماتت بعض اندارویں کے اور بادشاہ وقت کو سجدہ تحیت دستور وقت نہ کرنے کے ظاہر ہوا اور جب آپکی عمر شریف تریسٹھ سال کو پہنچی تو چونکہ قضاء مُبرم بعد ساٹھ سال کے آپ مشاہدہ فرما چکے تھے۔ ارتحال فرمایا +

کرامت۔ ۱۰۳۲ھ میں حضرت قدس سرہ درگاہ خواجہ اجمیر میں حاضر تھے فرمایا کہ ہمارے انتقال کا زمانہ قریب ہے اور جناب خاتم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بشارتیں اور کرامتیں عطا ہوئی ہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے صاحبزادوں کو ایک خط تحریر فرمایا

کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم کو دنیا کے اجازت نامہ کی بجائے آخرت کا اجازت نامہ دیا گیا۔ اور مقام شفاعت سے حصہ عطا کیا گیا ہے یہ بھی تحریر فرمایا کہ سب سے بڑی اُمہات المؤمنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں بعض خدمات کے اہتمام کے لئے مجھ کو حکم فرما رہی ہیں۔ اور کہتی ہیں کہ ہم تمہارے منتظر تھے۔ اِس اِس طرح سے کام کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد آپ بالکل سرانجام آخرت میں مشغول ہو گئے۔ ہر چند کہ آپ کی عشرت ارشاد و تکمیل طالبان تھی۔ مگر چونکہ وصلِ محبوب حقیقی نے پرتو ڈالا تھا۔ اِس لئے عزلت اختیار فرمائی۔ اِس خط کے پہنچتے ہی صاحبزادے آپ کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ اور اجمیر شریف پہنچے۔ حضرت اُن کو خلوت میں لے گئے اور فرمایا کہ اب مجھ کو اس جہان سے کچھ وابستگی نہیں رہی ہے کہ اُس عالم میں جانا ہے پس وصیتیں فرمائیں اور وطن مالوف تو تشریف لائے اور ایک خلوت خانہ الگ مقرر فرمایا۔ اور اُس میں خلوت گزین ہو گئے مدت قلیل میں رحلت آخرت فرمائی۔

کرامت حضرت نے ماہ شعبان ۱۰۲۳ھ میں شب برات کو خلوت خفیہ فرمائی۔ شب بیدار تھے۔ آدھی رات گذرنے کے بعد آپ گھر میں آئے۔ اور زہرا زمانہ والدۂ عفیفہ حضرت مخدوم زادگان یعنی آپکی اہلیہ صاحبہ مصلے پر تسبیح پڑھ رہی تھیں اُن کی زبان عصمت پناہ سے یہ بات نکلی۔ کہ آج کی رات لوگوں کی موت اور حیات اور اُن کے تقدیریں مقرر کی جاتی ہیں۔ خدا جانے کہ کس کا نام ورق ہستی سے محو کیا گیا اور کس کا ثابت رکھا گیا۔ حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا کہ آپ تو بطور شک وتردد کے کہہ رہی ہیں۔ اُس شخص کا کیا حال ہوگا جو اچھی طرح سے دیکھ رہا ہے کہ اُس کا نام نامۂ وجود سے محو کیا گیا ہے۔ اور اشارہ اپنی طرف فرمایا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ اُس بات سے چھ ماہ بعد آپؒ نے وفات فرمائی۔

کرامت ایک روز حضرت اپنے مکان میں آرام فرما رہے تھے۔ فرمایا کہ اس موسمِ سرما میں ہم اس مکان میں نہ سوئیں گے حاضرین نے کہا کہ شاید خلوت خانہ میں آرام فرمائینگے فرمایا کہ وہاں بھی نہیں پوچھا گیا کہ پھر آرام فرمائینگے فرمایا کہ ان میں سے کسی جگہ نہیں خود بخود ظاہر ہو جائیگا اِس لحاظ سے کہ مخفی رہے اور دوستوں کو رنج نہ ہو آپنے اُسکی تصریح نہ فرمائی

اور موسم سرما میں ہمارے سروں سے آپ کا سایہ اٹھ گیا +

کرامت - ایک روز فرمایا کہ اپنی عمر کا حساب تریسٹھ سال سے زیادہ نہیں دیکھتا ہوں۔ اور ایسا ہی واقع ہوا۔ کہ تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی +

کرامت - آپ نے ایک صادق العقیدہ امیر کو ایک حاجتمند کی سفارش میں ایک خط تحریر فرمایا اُس میں لکھا کہ اِس شہر میں ہر سال وبا ہوتی ہے معلوم نہیں کہ اس سال زندگی وفا کرے یا نہیں۔ اُمید کہ آپ اچھی طرح سے ہونگے۔ آپ نے اپنی کیفیت وصال بغرض ستر اس عبارت میں ادا فرمائی۔ اور اُسی سال وصال ہوا +

کرامت - ایک دوست نے بیان کیا کہ بزمانہ مرض امام ہمام قدس سرہ مجھے خیال ہوا کہ چند روز کی اجازت لیکر وطن مالوف جاؤں۔ اور پھر خدمت شریف میں حاضر ہوں۔ پس عرض کیا کہ میرا ارادہ مصمم ہو گیا ہے کہ وطن جا کر پھر خدمت شریف میں حاضر ہوں۔ فرمایا کہ چند روز ٹھہرو۔ میں نے عرض کیا کہ ارادہ غالب ہے اور میں بہت جلد حاضر خدمت ہو جاؤنگا۔ آخر ناچار رخصت عطا فرمائی۔ اور یہ مصراع پڑھا کہ

کجا تو کجا ما کجا تو بہار

اس سے چند روز کے بعد حضرت نے وفات فرمائی +

کرامت - بتاریخ ۱۲ محرم الحرام ۱۰۳۴ھ ہجری کو آپ نے فرمایا کہ مجھ سے کہا گیا ہے کہ آپ چالیس اور پچاس روز کے اندر وفات پائینگے۔ ایسا ہی ہوا کہ ۲۸ ماہ صفر میں رحلت فرمائی +

کرامت - آپ نے اپنے مرض سے ایک روز پہلے فرمایا کہ دو روپیہ کے کوئلے انگیٹھی کے لئے لاؤ۔ پھر فرمایا کہ ایک روپیہ کے کافی ہو جائینگے۔ ابھی وعظ الٰہی نے میرے دل میں کہا ہے کہ دو روپیہ کے کوئلے جلانے کی فرصت نہیں رہی ہے عرض کیا گیا کہ موسم سرما ہے زمانے کے کام آجائینگے۔ فرمایا کہ ایسا ہی کرلو۔ مگر احباب طویل امیدیں رکھتے ہیں۔ وقت نہیں ہا۔ پس دو روپیہ کے کوئلے لائے گئے۔ آدھے کوئلے آپ نے اپنے لئے الگ کر لئے اور فرمایا کہ ہمارے لئے اتنے ہی کافی ہیں۔ باقی گھر میں بھیجدئے۔ جتنی مقدار کہ حضرت نے اپنے لئے رکھ لی تھی وہی وقت وصال تک پوری ہوئی +

کرامت ۔ وفات سے بہت دنوں پہلے آپ نے اپنی اہلیہ صاحبہ سے فرمایا تھا کہ مجھے ایسا معلوم ہوا ہے کہ میری وفات تمہارے سامنے ہوگی۔ اس لئے تم اپنے مہر کے روپیہ میں سے جو کہ یقینی وجہ حلال سے ہے۔ ہماری تکفین کرنا۔ ایسا ہی واقعہ ہوا کہ آنجناب قدس سرہ نے حضرتِ عصمت پناہ کے سامنے وفات پائی ۔

کرامت ۔ آنحضرت قدس سرہ نے بروز سہ شنبہ وقت چاشت ایک پہر دن چڑھے ۲۸ ۔ ماہ صفر ۱۰۳۴ھ ہجری میں اس دارِ ناپائدار سے سفر اختیار فرمایا۔

خیر جامع حضرات القدس غسل کے وقت حاضر تھا اور غسل کے لئے پانی آپ کے بھتیجے شیخ بہاء الدین کو کہ غسل دیتے تھے دے رہا تھا۔ میں نے آپ کے پائے مبارک کو چوما اور اپنی آنکھوں سے ملا ہے۔ جب بدن سے کپڑے غسل کے لئے اُتارے گئے اور بالاپوش ہٹایا گیا تو ہم نے دیکھا کہ آپ کے دستِ مبارک ناف پر بندھے ہوئے ہیں اور سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے اور کن انگی سے حلقہ کئے ہوئے کہ یہی وضع نماز میں مستحب ہے حالانکہ بوقت وفات آپ کے ہاتھ پاؤں حسب دستور دراز کر دیئے گئے تھے اور حاضرین نے تحقیق کے لئے کہ یہ امر اختیاری ہے یا اتفاقی مکرر ہاتھوں کو کھولدیا مگر پھر اسی طرح منعقد کر لئے گئے۔ پس معلوم ہوگیا کہ یہی وضع آپ نے اختیار فرمائی ہے اس لئے اسی وضع کو قائم رکھا گیا۔ اور لوگ تجہیز میں مشغول ہو گئے۔ غسل کے لئے بدن سے کپڑے اور سر مبارک سے دستار اُتاری گئی۔ اور تختِ غسل پر لٹایا گیا تو دیکھا کہ آپ تبسم فرما رہے ہیں۔ جیسا کہ زندگی میں مسکرایا کرتے تھے۔ حاضرین بہت متعجب ہوئے ۔

اس کے بعد غسل دیا گیا۔ اور پھر آپ کے ہاتھ کھول دیئے گئے اور بائیں پہلو پر آپ کو لٹایا گیا اور داہنی طرف کو غسل دیا گیا۔ پھر داہنے پہلو پر آپ کو لٹا دیا گیا اور بائیں طرف کی تکمیل کی گئی۔ پھر سیدھا ہاتھ بائیں پر باندھ لیا۔ پھر آپ کے ہاتھوں کو کھول دیا گیا۔ تمام حاضرین نے معائنہ کیا۔ کہ سیدھا ہاتھ سیدھی طرف سے اور بایاں ہاتھ بائیں طرف سے متحرک ہوا۔ اور دونوں مل گئے۔ اور سیدھے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو قبض فرما لیا اسی طرح کہ سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے اور کن انگی نے دستِ چپ کے پہونچے کو حلقہ کر لیا۔ اس خارق عظیم سے غوغائے عظیم پیدا ہوا اور سب کی زبانوں پر کلمہ سُبحان اللہ بے اختیار آگیا۔ آخر جب حضرت کی مرضی اسی میں دیکھی گئی تو دستِ مبارک اسی طرح سے بندھے چھوڑ دیئے

اور نہ الگ کئے گئے۔ اور نہ دراز کئے گئے۔ یہ قبض و بسط بہت بڑی کرامت ہے جو بعد وفات کے آنجناب قدس سرہ سے ظاہر ہوئی۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ٭

پھر آپ کو اُس قبۂ منورہ میں کہ خود آنجناب قدس سرہ نے اپنے فرزند بزرگوار خواجہ محمد صادق کے مزار پر تعمیر فرمایا تھا۔ رکھا گیا ٭

کرامت۔ حضرت علیہ الرحمۃ کی وفات کے دن آسمان کے کنارے نہایت سرخ ہو گئے تھے۔ اور یہ منقول ہے کہ سرخی آسمان کی آسمان کا گریہ کرنا ہے۔ دوستانِ حق پر۔ چنانچہ شرح صدور میں ہے کہ زمین و آسمان مومنین پر گریہ کرتے ہیں۔ اسی میں مذکور ہے کہ آسمان کے رونے میں اُس کے کنارہ سُرخ ہو جاتے ہیں ٭

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ آسمان کی یہ سُرخی جو ہوتی ہے۔ وہ آسمان کے مومنین پر گریہ کرنے میں ہوتی ہے ٭

کرامت۔ آنحضرت قدس سرہ کی وفات کے بعد ایک مخلص نے بیان کیا کہ آج ظہر کے وقت میں مسجد میں نماز کیلئے آیا۔ موذن نے تکبیر کہی اور لوگ نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ میں امام کے پیچھے کھڑا تھا۔ اور ان آنکھوں سے میں نے دیکھا کہ حضرت میرے پہلو میں کھڑے ہیں۔ اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے متصل کر لیا تاکہ فصل نہ رہے کہ حالت حیات میں بھی آپ کا یہی دستور تھا۔ نماز کے ختم ہونے تک میں آپ کو اسی طرح دیکھتا رہا۔ ایک شال سبز اوڑھے ہوئے اور موزے پاؤں میں پہنے ہوئے تھے۔ جب ہم نے سلام پھیرا۔ تو آپ ہماری نظروں سے غائب ہو گئے ٭

کرامت۔ حضرت مخدوم زادہ عارف وحید خواجہ محمد سعید سلمہ اللہ المجید نے فرمایا کہ زمانۂ رنج و غم وفاتِ آنجناب میں ایک شب اُس حجرہ میں جو صحن روضۂ مبارک میں ہے بستر پر لیٹا تھا۔ اور ماتم فراق و درد اشتیاق میں سو گیا تھا۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ حضرت صحن روضہ میں پھر رہے ہیں۔ میں بیدار ہو گیا تو دیکھا کہ حضرت حجرہ کے دروازہ کی طرف گئے اور حجرہ کے اندر تشریف لائے اور میرے بستر پر بیٹھ کر مجھ کو گود میں دبا لیا جس طرح کہ مشائخین بوقتِ عطاءِ نعمتِ باطنی معانقہ کیا کرتے ہیں۔ مجھ پر ہیبت غالب ہوئی۔ اور لرزہ میرے اعضا میں پھیلا۔ پھر آپ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ میں نے مختلف راتوں میں حضرت

کو دیکھا کہ صحن روضہ میں سیر کر رہے ہیں۔ اور چونکہ میرا وجود طبعی معانقہ ساکنان عالم قدس کے ساتھ معانقہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا۔ بلکہ ہیبت زدہ ہوگیا تھا اس لئے شب اول کی مانند زیارت نہ ہوئی۔ اور روحانی حضوری پر اکتفا ہوتا رہا۔

کرامت۔ حضرت قدس سرہٗ کے ایک مخلص بیان کرتے ہیں کہ ان کا لڑکا بیمار تھا۔ اور ڈراؤنی صورتیں اور شکلیں اس کو دکھلائی دیتی تھیں۔ انہوں نے اس سے کہا کہ اے فرزند تو نے لڑکپن میں حضرت کو دیکھا ہے حضرت کا کچھ حلیہ تجھ کو یاد ہے یا نہیں۔ کہا کہ حضرت کی داڑھی اور مونچھیں مبارک میری نظروں میں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انہیں کا تصور کر تاکہ وساوس شیطانی نہ ستائیں۔ اور ان کے طفیل میں اللہ تعالیٰ تجھ کو صحت عطا فرمائے۔ اس نے حضرتؒ کا تصور شروع کیا۔ اتفاقاً اس کو غنودگی ہوگئی۔ بعد افاقہ پانے کے اس نے کہا کہ میں نے حضرتؒ کو دیکھا کہ فرما رہے ہیں۔ بابا ہم خدا سے مل گئے ہیں اور بہشت میں داخل ہو چکے ہیں۔ پہلے ہم نے داہنا پاؤں رکھا پھر سر پھر بایاں پاؤں اسی طرح جنت میں چلے گئے۔ میں نے کہا کہ یا حضرت مجھے بھی خدا سے ملائیے تاکہ میں بھی اس کے قدم چوموں۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی تمہارا اور میرے فرزندوں کا خدا سے ملنے کا وقت نہیں آیا ہے،

وہ لڑکا بیدار ہوگیا۔ اس کو پوری پوری صحت ہو چکی تھی اور کسی طرح کا ضعف نہ رہا تھا۔ اور وساوس بخوبی دفع ہوگئے تھے۔ اس واقعہ صادقہ کے دس دن کے بعد ہمارے ممالک میں خبر آئی کہ حضرت عالم سے رحلت فرما ہوگئے۔

آنحضرت قدس سرہٗ کے کرامات و خوارق عادات احاطۂ شمار سے باہر ہیں اور اس مختصر میں اس کی گنجائش نہ تھی اس لئے اسی قدر پر اکتفا کیا گیا۔ اور آپ کی بعض بڑی بڑی کرامتیں آپؒ کے خلفا اور اصحاب کے حالات کے ساتھ کہ وہ کرامات کے راوی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ مذکور ہوں گے۔

اور آپؒ کے بعض احوال و اقوال اور کرامات جو بوقت وفات و بعد وفات واقع ہوئے ہیں وہ رسالہ "وصال احمدی" میں مکتوب ہیں۔ اس میں ملاحظہ فرمائے جائیں۔

حضرت دہم

آپ کی تواریخ وصال میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بعض احباب نے تواریخ و مرثیہ ہائے وصال کہے ہیں کچھ حصہ اُن کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے :-

خواجہ ہاشم کشمی برہانپوری علیہ الرحمۃ نے جو کہ آپ کے خلفا میں سے ہیں اور بلدہ برہان پور میں مسند ارشاد و مشیخت پر مسند نشین ہیں۔ بیان کیا ہے کہ یہ ترسٹھ فقرے آنحضرت قدس سرہٗ کی عمر شریف کے مطابق ہیں۔ ہر ایک سے آپ کی تاریخ وصال نکلتی ہے۔ قدّس اللہ تعالیٰ روحہٗ و افاض علینا فتوحہٗ :-

[1] ہاشم فیاض دلہا۔ [2] قطب الاقطاب و الا روزگار باشد۔ [3] سراج وجود طرف بست۔ [4] ماہ محققین رفت۔ [5] خیر الاولیا نماند۔ [6] منور رحلت نمود۔ [7] معرفت بر احمد زبدہ مشائخ بود۔ [8] روح علمائے راسخ بود۔ [9] ظل محمد بود۔ [10] اوامر خلفائے راحمہ بود۔ [11] ہمہ آئین صحابہ سید الثقلین بود۔ [12] دالہ حب شیخین بود۔ [13] مہر عثمان و علی بود۔ [14] ہمہ محبت اہل بیت نبوی بود۔ [15] اقتباس نبوت بود۔ [16] ابر نیسان رحمت بود۔ [17] شہسوار محبت بود۔ [18] خدیو عارفاں بود۔ [19] فرخاں بود۔ [20] تکیہ گہ ہمہ اتقیا بود۔ [21] سرور اہل تمکین بود۔ [22] منور آداب خواجہ بہاؤ الدین بود۔ [23] رائے خواجہ علاؤ الدین بود۔ [24] آں خواجہ محمد پارسا بود۔ [25] زر گہہائے خواجہ عبید اللہ بود۔ [26] ادراک خواجہ باقی باللہ بود۔ [27] رواج محبت رسول اللہ بود۔ [28] راوی ذی الجلال بود۔ [29] ہمہ امتثال بود۔ [30] مے شمس حقیقت۔ [31] شہباز طریقت۔ [32] جان شریعت۔ [33] امجد تربیت بود۔ [34] رتبہ المراتب۔ [35] خیر المناقب۔ [36] برات جمال اللہ الاکبر۔ [37] آیۃ من آیات عز و جل۔ [38] شگرف روزگار۔ [39] کاشف رموز درگاہ۔ [40] باعث نجات آمد۔ [41] سرچشمہ حیات آمد۔ [42] بہار اسرار قرآنی۔ [43] منور دین الف ثانی۔ [44] رونق چمن زار عشرت۔ [45] بل گلگونہ عروس سعادت۔ [46] دو لچہ صباحت و ملاحت۔ [47] ہمہ محبت و ہمہ محبوبیت۔ [48] ہو فخر النسب۔ [49] غازہ وجہ ادب۔ [50] اکمل الافاضل۔ [51] خیر الاکابر۔ [52]

شرف جنات ـ شہ عالی درجات ـ عمر احمدی ہمان عمر ـ پیام رسول محبت اللہ روز کوچ سہ شنبہ صفر ـ عطر اللہ عزوجل مثواہ ـ وجعل بدار الخلد ماواہ ـ رزقنی اللہ توفیقہ ـ وبسط اللہ تعالیٰ داشما طریقہ ـ اکثر اللہ محبیتہ الیٰ یوم الدین ـ بحق نبی اللہ و محبوبہ و آلہ و اصحابہ والتابعین ✦

رباعی ذیل کے ہر مصرعہ کے بے نقط حروف جمع کرنے سے آپؒ کے سال انتقال کی تاریخ اور ہر مصرعہ کے سر حرف سے آپ کے اسم مکرم کی صراحت ہوتی ہے ـ رباعی

آں مرشدِ رہ کہ بود او فخر کبار | حیرت زدہ از شہودِ او چشم ہزار
مہرِ فلک قربت بستانِ کمال | دریائے کرم چراغ بزمِ ابرار

رباعی ذیل برعکس رباعی اولیٰ ہے اور اس کے حروف ابتدائی آنحضرتؒ کی ولادت کو بیان کرتے ہیں ؎

او سرورِ ملکِ مہر و دریائے شہود | خاک رہ آں سرمۂ ابصارِ جنود
شاہِ اورنگِ معرفت گوہر | علامۂ عصر و لوحِ اسرارِ وجود

رباعی ذیل کا ہر مصرعہ آنجناب قدس سرہٗ کے سالِ وصال کی تاریخ ہے ؎

آں قطبِ سراجِ عالمِ ہمت بود | شاہ گل و غنچۂ وحدت بود
دیں تازہ روئے چوں نوگلِ ابرِ بہار | واں در عالم مائدۂ نعمت بود

واضح ہو کہ جو حروف کہ ان تینوں رباعیوں کے شروع میں مرقوم ہیں وہ حسب قاعدہ رباعی خود تاریخ بن جاتے ہیں ـ کہ بقاعدہ توشیح رتب تخلد بر آمد ہوتا ہے کہ سالِ وصال آنحضرت رضی اللہ عنہ ؎

تا رفت گل از باغ چمن زار بماند | بخت من و گلشن چو شب تار بماند
بالش ز چمنہا چو شکیب از دل رفت | لخت دل بلبل سر ہر خار بماند

اس رباعی کا ہر ایک مصرع کہ مرکب ہے حروف غیر معجمہ سے ـ تاریخ وصال آنحضرت ہے اور ہر مصرع کا حرف ثالث آپ کا نام نامی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ ؎

او اعلم اہل عصر در علم علم | لوح الاسرار لامع ملک کرم
او مہر کمال سرورِ عالم حلم | گرد رہ او سرمۂ اہل حرم

بقاعدہ تعمیہ سال وصال حاصل ہوتا ہے۔ اور ہر مصرع کے حرف دوم سے آنحضرت کی عمر شریف ظاہر ہوتی ہے ے

آں کو بخوشی سخن آموخت مرا — تا رفت بامان عز او دوخت مرا
می جست بگریہ دل زسال سفرش — ابر آمد و گفتا غم دل سوخت مرا

تاریخ وصال اس رباعی میں واضح ہے۔ مع ذالک۔ ہر مصرع کا حرف دوم متفقہ سنین عمر آنحضرت کا ایما کرتا ہے ے

بود مہر و ماہ علم حال و قال — ہم چو عثماں مرحیا را زیں بود
از خرد چوں سال عرسش جست دل — زیں دو معنی گفت نور ایں بود

اس قطعہ میں بھی تاریخ وصال ظاہر ہے اور ہر مصرعہ کے حرف اول کا مجموعہ لفظ حاضر ہے جو آپ کی خلافت کے آغاز کا سال ہے ے

حبیبے کہ از حسن ذاتی خویش — الہش ہمہ ساخت دریائے آں
ضمیرم ز دل سال وصلش بجست — رقم زد بہشت برین جائے آں

ے

بہار باغ عرفاں ابر رحمت — کزیں گلشن بہ تعجیل صبا رفت
مگر صبح قیامت سر برآورد — کہ از مشکوۃ دیں شمع ہدیٰ رفت

ے

دریں ملک فنا غرق بقا بود — ہم از عین بقا اندر بقا رفت
زیادش خانۂ دل آفتاب است — اگر از دیدہ چوں نور و ضیا رفت

ے

چو شاہ اولیاء عہد خود بود
خرد گفتا کہ شاہ اولیا رفت

ے

آنکہ بود از کلید خامۂ او — قفل اشکال عارفاں حل رفت
بود چوں شمع جمع اہل کمال
عقل گفتا سراج محفل رفت

ط

بنمود یکے موج ز دریائے حقیقت — ہم باز بداں بحر ازل بے سر و پا رفت
چوں جلوۂ او آب بقائے عرفا بود — تاریخ سفر گوئے کہ آب عرفا رفت

ط

رفت آں کہ بود دیدۂ ادراک این داں — خفاش آفتاب ظہور کمال او
او نائب رسول بد از نیست عجب آنکہ — نائب شمار عمر نبی بین و سال او
سایہ ز سر و احمد مرسل نہفتہ بود — ایں احمد ست سایۂ او ز امتثال او
از بس کہ امتثال نبی بود جملگی — مے جوئے ز امتثال نبی انتقال او

ط

محمل ببست سوئے بیاباں کہ کوہسار — اسپند وش مجمر صحرا بسوختہ
فارس کہ بود از شرر نعل توسنش — از رہ رواں بادیہ پیما بسوختہ
خار خلیدہ در جگر اشتران مست — کز اشک گرم شان دل خارا بسوختہ
شبہائے غم چو بخت من آخر سیہ چراست — ایں شعلہ گر نہ خانۂ شبہا بسوختہ
نبضے کہ بر گرفت کہ چوں شعلہ کار زد — از دودش باز دست مسیحا بسوختہ

روز وداع دل بہ پا پرسد از کسے
کو داغ دل تمام سر و پا بسوختہ

تاریخ ذیل کی تخریج میر احمد نے کی۔ اور خواجہ ہاشم نے اُسے نظم کیا۔ نظم

شہ ملک دین مہر اوج یقین — کز و دین و دل بود آباد او
بعہد فراقش سر جان کو — بنوز و د عیش دل شاد کو
اگر سال فوتش بپرسد دلے — بگو سرور اہل ارشاد کو

ط

یا ایہا الانام لقد سافر الانام — من کان باخذ منہ عروۃ القبول
العارف الذی وہب ربہ لہ — حال التی تحیرنی شانہا العقول
بالموت کان بدر یقین قد الطلع — من مشرق الظہور الی مغرب الافول
لما اصاب ارث رسول بحقہ — فاکتب مقام رحلتہ وارث الرسول

یہ ترپیسٹھ فقرے کہ مطابق سال عمر آنحضرت قدس سرہٗ ہیں۔ اور ہر فقرہ آپ کی تاریخ وصال ہے۔ حضرت میر محمد نعمان اکمل خلفاء آنحضرت نے تحریر فرمائے ہیں یہ ہیں:۔

مرجع معارفت۔ راہبر اہل حلاوت نماند۔ عنقائے قاف عزت نماند۔ در دریائے محبت نماند۔ آئینۂ جمال نمائے محبت نماند۔ نور مصباح عبودیت نماند۔ فارس میدان صفوت بود۔ آفتاب جہاں ملاحت بود۔ شد ارباب قربت بود۔ مرکز دائرۂ سعادت بود۔ قافلہ سالار کعبۂ ہیبت بود۔ سروش محبوبیت بود۔ مرجع اصحاب تجرد بود۔ بدر منیر تقوےٰ بود۔ جان ارباب خانقاہ بود۔ بہ اہل صلابت تکیہ گاہ بود۔ واقف اطوار حقیقت بود۔ شمس سمائے الفت بود۔ پیکر معرفت بود۔ اشرف العارفین بود۔ کنز مخفی دارین بود۔ مآل مشائخ بود۔ نور حدقۂ کرامت عرش مجید اجابت۔ شجرۂ طیبہ۔ تکمیل گنج فضل الٰہیہ۔ ہادی حضور۔ مفتح ابواب فتوح۔ ترجمان کلام لاریب۔ منبع اخبار نبوی۔ راشت رو ملک ابدی۔ اکمل آثار مصطفویہ۔ صراط مستقیم و صدایہ۔ خدیو اجتہاد۔ مہر سپہر حدیث۔ سرمۂ دیدۂ اقتدار۔ محرم رموز الاسرار۔ آیت برکات۔ آرامش کمال ولایات۔ اعتصام النا صرین۔ شمس مستفیدین۔ نور ابصار تفرد۔ زاد خاشعان۔ مسند ذکر اساس افضال۔ خلاصۂ نور احمد۔ مآل رضا۔ باب گنجینۂ فیاض۔ نور سنائش ابد۔ نور جہان طریقت۔ ریاض احدی۔ فیض صمدی۔ نقطۂ دائرہ احترام۔ جمال تجلیات علوی۔ گل گلشن تعزز۔ معلم دبیرستان وصال۔ مرشد شفیق۔ بحر عمیق تصدیق۔ گوشوارۂ صباحت۔ اِنَّمَا دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ۔ خاطر حق پسند۔ معدلت دستگاہ محفوظ۔ محفل قدسی بگرفت۔ بفردوس رفت۔ بجانب خلیل شد۔

رباعیات ذیل کے ہر مصراع سے آنحضرت قدس سرہٗ کی تاریخ وصال نکلتی ہے۔

رباعی

او نور جہان مکرمت بود	او نور سپہر محمدت بود
سرمایۂ ہر فتوح بود او	در باہمہ قوت روح بود
او محرم راہ کعبۂ وحدت بود	او منبع نور سید عزت بود
ممدوح جواد و معدن نصرت بود	برہان کمال و ہادی رحمت بود

رباعی
قبلۂ عسکر سعادت بود — گوہر افسر محبت بود
آں گل گلستان انسانی — کاشفِ رازِ رمز البقائی

تواریخ ذیل فضائل پناہ محمد صادق کشمیری کے مؤلفہ ہیں:۔

قطعہ

فریاد ز گردشِ زمانہ — بیداد ز دستِ جورِ ایام
قطبِ ارشاد شیخ احمد — کہ بود بخلق فیض او عام
در ماہِ صفر بہ بست و ہفتم — بگذشت ز دہر پے سرانجام
از رفتنِ او ز بے دلاں رفت — یکبارہ قرار و صبر و آرام
شد روزِ وصالِ عاشقاں شب — شد صبحِ امید طالبانِ شام
چوں قلعۂ دین و برجِ ایماں — او بود بدہر پُر دوام
تاریخ وفات او برآمد — افسوس فتاد برجِ اسلام

یہ تاریخ بھی آپ نے فرمائی ہے الولی لا یموت بل ینقل امنازل الابدی +

نیز آپ نے یہ بھی تاریخ فرمائی۔ اَلْمَوْتُ هُوَ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ ❊

مخدوم زادہ خواجہ محمد عبید اللہ فرزند خورد قطب زمان حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہٗ نے آپ کی تاریخ وصال یہ پائی ہے۔ مَاتَ وَ لَمْ یَمُتْ بَلْ حَیٌّ اَبَدًا +

اور فرزند کلاں خواجہ محمد عبد اللہ نے یہ تاریخ پائی (ماتم صفاکیشان)+
ملا حیدرؒ نے تاریخ وصال فرمائی۔ (کشاف حقائق و معارف بودہ) ❊
مولانا عبدالقادر انبالیؒ نے کہا (کجا شد خلیل اللہ) اور یہ بھی کہا (فنی الحکمۃ)+
مولانا کریمی سنتانی علیہ الرحمۃ نے جو کہ آنحضرت قدس سرہٗ کے مخلص خاص تھے۔ تاریخ وصال تحریر فرمائی ہے

شہ ملکِ ولایت شیخ احمد — کہ مثلش مادرِ ایام کم زاد

از یں راہِ خطرناک پُر آشوب | قدم در شاہ راہ خلد بنہاد
بپرسیدم ز ہاتف سال تاریخ | بگفتا ساکن جلد بریں باد

حضرتِ یازدہم

آپ کے فرزندان گرامی اور خلفا کے مقامات کے بیان میں رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حضرت خواجہ محمد صادق قدس سرہٗ

آپ حضرت رح کے بڑے صاحبزادے اور اشرف اولیا زمانہ تھے آپؒ کی ولادت ۱۰۰۰ھ میں ہوئی۔ زمانہ کم سنی ہی سے آپ کی جبین مبین سے آثار علوِ استعداد اور انوار ہدایت وارشاد پیدا و ہویدا تھے۔ آپ کے جدامجد علیہ الرحمۃ زمانۂ طفولیت میں آپ کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ آنحضرت قدس سرہٗ سے فرمایا کرتے تھے کہ تمہارا یہ فرزند ہم سے عجیب و غریب باتیں اور حقائق اشیا اور انکی خلقت کی کیفیت دریافت کیا کرتا ہے۔ ہم بہت وقت سے اُس کا جواب دیتے ہیں جب کہ آنحضرت قدس سرہٗ اپنے والد ماجد کی وفات کے ایک سال بعد ۱۰۰۸ھ میں حضرت خواجہ کی دولت صحبت سے مشرف ہوئے۔ یہ مخدوم زادہ بھی جنکی عمر اُس وقت آٹھ سال کی تھی آپؒ کے ہمراہ رکاب تھے۔ اور نظر فیض اثر حضرت خواجہ سے مشرف ہوئے اور اُن سے بیعت کی۔ حضرت خواجہ کی برکات توجہات عالیات سے اُس آٹھ سال کی عمر میں احوال و واردات غریبہ آپ پر وارد ہوتے تھے اور رنگ برنگ کے اذواق اور استغراق آپ پر منکشف ہوتے۔ باوجود جذبات کے غلبوں کے تحصیل علوم میں مشغول رہے۔ مختلف کتب آپکے زیر سبق رہتی۔ کبھی غلبۂ جذب و احوال میں ننگے سر اور ننگے پاؤں نکل جاتے۔ اور سبق کی کتابیں طاق میں ہی رکھی رہ جاتیں تھیں۔ اس کثرت سے آپ پر پے در پے جذبات وارد

ہوتے کہ حضرت خواجہ ارشاد فرماتے تھے۔ کہ محمد صادق کو بازار کا کھانا کھلاؤ تاکہ اسکی ظلمت کی وجہ سے غلبۂ حال و جذبات میں کچھ کمی ہو جائے۔ اور جب آپ کو اس حال میں ملاحظہ کرتے تو فرماتے کہ ہمارے مجذوب کو دیکھو کس حال میں ہے۔ آپکی رفعتِ حال اس درجہ تھی کہ ایک روز ایک شائخ وقت حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خدمت میں آئے۔ اور انہوں نے اپنے حالات اور واردات بیان کرکے عرض کیا کہ اگر صحبت شریف میں ایسے ہی احوال حاصل ہو سکتے ہیں۔ تو آپ کو تکلیف اپنی تعلیم کے ساتھ نہیں دے سکتا ہوں۔ ہاں اگر اس سے زیادہ رفیع حالات حاصل ہو سکتے ہیں۔ تو میں آپکی خدمت میں ہوں اور استفادہ کروں حضرت خواجہ نے فرمایا کہ محمد صادق رح کو بلاؤ۔ فوراً آپ حاضر خدمت ہوئے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تم ہم سے اپنے حالات اور واردات بیان کرو۔ یہ بزرگ ہمارے مہمان ہیں تمہاری زبان سے تمہارے حالات سُننا چاہتے ہیں۔ آپ نے اپنے واردات وسوانح عرض کئے۔ تو اُن کے حالات اُن کے شائخ صاحب کے احوال سے کہ انہوں نے پچاس سال کے عرصہ میں حاصل کئے تھے بہت زیادہ تھے۔ شیخ ایک طفل ہشت سالہ کی زبان سے جس کو داخل طریق ہوکر دو تین ماہ ہوئے تھے یہ احوال سنکر دریائے حیرت میں غرق ہو گئے اور رفعتِ حال کا تکبر اُن کے دماغ سے نکل گیا۔

حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی مرحمت و شفقت آپؒ کے حال پر اس درجہ تھی کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ تپ محرقہ میں علیل ہو گئے اور آپؒ بھی اسی مرض میں مبتلا ہوگئے۔ اور طرفین کے بخار کو ایک عرصہ دراز ہو گیا کہ صحت نہ ہوئی۔ آخر ایک روز حضرت خواجہ رح نے آنحضرتؒ سے فرمایا کہ ہمارے بخار رانع کاسی ہیں۔ جب تک محمد صادق یہاں ہے نہ اُس کا بخار دفع ہوگا نہ ہمارا۔ اُس کو سرہند روانہ کرو۔ ہم دونو اچھے ہو جائینگے اس حکم کی تعمیل کیگئی اور آپ رخصت ہوکر پہلی ہی منزل میں فروکش ہوئے تھے کہ آپ کا بخار دفع ہوگیا۔ اور مخبر یہ خبر لایا کہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کا بھی بخار جاتا رہا۔

ایسے وقعات سلسلۂ علیہ نقشبندیہ میں اکثر واقع ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک بزرگ پر ایک مرتبہ جاڑے اور لرزہ کا غلبہ ہوگیا۔ بہت سے کمبل اور کپڑے ان پر ڈالے گئے۔ مگر تسکین نہ ہوئی۔ اتنے میں ایک خادم بازار سے واپس آیا۔ جو راہ میں اس موسم سرما میں پانی پر گر پڑا تھا۔ اور لرزہ و رعشہ میں مبتلا تھا۔ بزرگ نے کہا کہ اس خادم درویش کو دو شمر کپڑا

اور پوستین پہناؤ۔ کہ میری یہ سردی اُسی کے انعکاس سے پیدا ہوئی ہے جب اُس کو گرم کیا گیا۔ تو اں بزرگ کا وہ لرزہ اور رعشہ فوراً جاتا رہا۔

اکثر اوقات حضرت خواجہ قدس سرہٗ آپ سے حقائق اکوان اور احوال موتے واہل قبور اور امور آیندہ کے وقوع و عدم وقوع کی کیفیت آپ سے خلوتِ خاص میں دریافت فرمایا کرتے تھے۔ اور آپ تھوڑی توجہ کر کے مفصل جواب عرض کرتے تھے۔ اور مطابق آپ کے کشف کے واقع ہوتا تھا۔ اسی طرح سے اور درویش طریق آپ سے حقائق غیبی پوچھتے اور آپ ان کو جواب دیتے۔ چنانچہ آپ کے فرمانے کے بموجب ہی ہوتا تھا۔ آپؒ کے قصص اور کشوف کی تفصیل کے لئے دفاتر چاہئیں اس رسالہ مجمل میں اجمال پر اکتفا کیا گیا ہے۔

حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے آپؒ کی روانگی کے بعد ایک عنایت نامہ تحریر فرمایا تھا کہ :-

قرۃ العین برخوردار محمد صادقؒ !

تمہارے ظاہر و باطن کے مشاغل اور احوال جیسا کہ ظاہر ہے لائق تعریف ہیں۔ اسی حضور اور حالت پر قائم رہو۔ اور غیبت اور استغراق سے اندیشہ نہ کرو انشاء اللہ سکر سے صحو میں آجاؤ گے۔ اور حالتِ فنا بقا اور شعور سے متبدل ہو جائیگی۔

ایک مرتبہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے حضرت مجددؒ علیہ الرحمۃ کے اُس خط کے جواب میں جو کہ ان صاحبزادہ برگزیدہ آفاق کے حال کے متعلق تھا یہ تحریر فرمایا۔ کہ احوال محمد صادق کے اصل ہیں۔ اور اس زمانہ میں جب کہ حضرت خواجہ آنحضرتؒ کو خلافت عطا فرمائی۔ اور اپنے اصحاب کو آپؒ کے حوالہ کر دیا تو مخدوم زادہ کی تربیت بھی آپ ہی کے سپرد کی۔ اُس نونہال بستان کمال نے آنحضرت کی خدمت میں کمالات حاصل کئے اور مرتبہ تکمیل کو پہنچے۔

آنحضرت قدس سرہٗ نے ایک عریضہ میں اُس گلدستہ اکمال صاحبزادہ کے زمانہ طفولیت کے احوال کو حضرت خواجہ کی خدمت میں اس طرح تحریر فرمایا تھا کہ :-

محمد صادقؒ نے مقام حیرت میں غوطہ کھایا ہے اور مقام مذکورہ میں فقیر کے حال سے مناسبت رکھتا ہے۔ تم کلامہ

آپؒ اکیس سال کی عمر میں آنحضرت کی خلعت خلافت سے بروز جمعہ ماہ جمادی الثانی میں مشرف ہوئے۔ اور آپ نے اپنا عبا خاص مرحمت فرمایا۔ اُس روز ایک جماعت کثیر نے آپ سے مصافحہ کیا۔ اور بیعت کی۔ اُس وقت ایک نور پیشانیٔ اقدس اُس ارباب تمکین سے درخشاں اور تاباں ہوا کہ آفتاب عالمتاب بھی اُس کے مقابلہ میں شرمندہ اور خیرہ تھا ✢

اُس صاحب زادہ صاحب عرفان پر حیا اور انکسار اور تواضع اور شکستگی اس قدر تھی کہ گفت و شنید میں نہیں آسکتے۔ اور تسلیم و رضا بقضا کی حالت کمال درجہ غالب تھی ✢

ایک روز آپ کے ایک مخلص نے بعض لوگوں کی ایذا دہی کا آپ کی خدمت میں تذکرہ کیا۔ اور التماس کیا کہ آپ ان کو تنبیہ اور تہدید فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ہم خلق کے ساتھ خصومت و منازعت میں شریک ہو جائیں۔ تو پھر ہم فقرا اور اغنیا میں کیا فرق رہیگا ✢

راوی کا بیان ہے کہ آپ نے یہ ارشاد اس انداز سے ادا فرمایا کہ میں نادم اور شرمندہ ہو گیا۔ اور ظالموں کا کینہ میرے دل سے نکل گیا ✢

جو شخص آپؒ کی صحبت کثیر البرکت میں پہنچتا۔ اُس کا دل حُبِّ دنیا سے سرد ہو جاتا تھا۔ آپ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ اور اکثر علوم آپؒ نے آنحضرت کی خدمت میں حاصل فرمائے۔ کچھ مولانا طاہر لاہوری سے اور کچھ مولانا معصوم کی خدمت میں حاصل کئے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہو گئے۔ تمام درسی علوم کمال شرح و بسط سے آپ پڑھاتے تھے ✢

حقیر مؤلف کتاب ہذا نے مطول مع حاشیہ میر اور شرح عقائد مع حاشیہ خیالی اور تحریر اقلیدس اور شرح مطالع مع حاشیہ میر وغیرہ کتب آپکی خدمت میں پڑھیں۔ اور آپؒ کی وفات کے بعد شرح مواقف اور تفسیر بیضاوی اور حاشیہ عضدی آنحضرتؒ کی خدمت میں پڑھی ہیں۔ حضرت مخدوم زادہ ادائے مطالب میں بہت دور پہنچتے تھے اور مختلف طریقوں سے مطلب ادا فرماتے تھے۔ کبھی کبھی اپنے خیالات کسی کتاب پر بطور حاشیہ کے تحریر فرماتے تھے۔ اور نایاب جدید فنون اپنے سلیم طبیعت کے طبع زاد ظاہر فرماتے تھے۔ اور کبھی ان کتب پر بطور حاشیہ کے ان باتوں کو تحریر فرماتے تھے ✢

ایک روز شیراز کا ایک عالم جو ہندوستان آیا تھا۔ اور وہ معقول میں بے نظیر تھا آپ کی خدمت میں آیا اُس سے آپ نے چند مشکل دقائق علوم عقلیہ کے باریکیوں کا تذکرہ کیا جس کو اُن فاضل صاحب نے تسلیم کر لیا۔ اور صاحب زادہ موصوف کی توصیف میں اپنی زبان کھولکر اُس نے کہا کہ ہم یہ جانتے تھے کہ ہندوستان کے علما اور اک علوم عقلیہ کی قوت نہیں رکھتے ہیں۔ پھر اُن سے نکات غیر مندفع کے ایجاد کی کیونکر توقع ممکن تھی۔ مگر جب سے اِس جوان کی ملاقات ہوئی۔ مجھ کو یقین ہوگیا کہ ایسے فضلا ہند میں بھی پیدا ہوتے ہیں +

آنحضرت قدس سرہٗ نے چند کلمات آپکی رفعتِ حالی کے متعلق تحریر فرمائے ہیں۔ اُن سے آپ کی جلالت قدر کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس مخدوم زادہ صاحب کے خط کے جواب میں جو مکتوب آپنے تحریر فرمایا ہے یہ ہے:-

کہ تمہاری شرح احوال سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم کو ولایت خاصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ سے مناسبت پیدا ہوئی ہے۔ پس تم شکر ایزدی اُسکی نسبت بجالاؤ کہ مدتوں سے اس دولت کے تم کو حاصل ہونے کی آرزو تھی۔ پس اس وقت ارادہ ہوا کہ تم کو اس مقام میں کھینچکر لاؤں۔ تو اس جستجو میں تم کو ہم نے مقام ولایت موسوی میں پایا وہاں سے نکال کر داخل دائرہ ولایت خاصہ کر دیا۔ الحمد للہ والمنۃ علی ذالک خدا کا ہزار ہزار شکر و احسان ہے اس بات پر +

نیز آپنے تحریر فرمایا ہے کہ میرا فرزند عزیز اس فقیر کے معارف کا مجموعہ ہے اور مقامات جذب و سلوک کا نسخہ +

یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ میرا فرزند محرم اسرار ہے اور خطا اور غلطیوں سے محفوظ ہے +

نیز فرمایا ہے کہ یہ مقام میرے فرزند ارشد کو عنایت فرمایا گیا ہے اور اُس کی ولایت میں داخل کیا گیا ہے فقیر مسافروں کی طرح اُن کی ولایت میں مقیم ہے +

نیز فرمایا ہے کہ فقیر کا ولایت موسوی سے استفادہ اجمالی ہے اور میرے فرزند اکبر کا استفادہ اُس ولایت میں تفصیلی ہے۔ فقیر کی ولایت جس سے ولایت موسوی مستفاد ہے مشابہ ولایت بڑے مومن کے ہے کہ اہلِ فرعون سے ایمان لے آئے تھے۔

اور میرے فرزند کی ولایت موسوی ساحران فرعونی کی ولایت کے مشابہ ہے کہ ایمان لائے تھے ۔

نیز آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ فرزند مرحوم ایک آیت حق جل وعلا اور ایک رحمت رب العالمین تھا۔ اُس نے چوبیس سالہ عمر میں وہ چیزیں پائیں جو کسی نے نہ پائی ہوں اور تدریس علوم عقلیہ و نقلیہ۔ نیز مقام ولایت میں اپنا پایہ مرتبہ کمال کو پہنچا دیا تھا۔ اُس کے شاگرد بیضاوی اور شرح مواقف اور دوسری کتابوں کا درس دینے میں قدرت کاملہ رکھتے ہیں۔ اُس کے معارف عرفان اور شہود و کشوف بیان کی حاجت نہیں رکھتے ہیں۔ آٹھ سال عمر میں اس درجہ مغلوب الحال تھا کہ حضرت خواجہ قدس سرہ اُس کی تسکین حال کے لیئے بازار کا کھانا کہ مشکوک و مشتبہ ہوتا ہے تجویز کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ کہ جو محبت مجھ کو محمد صادق سے ہے وہ کسی سے نہیں ہے اُس کو بھی جو محبت مجھ سے ہے وہ کسی اور سے نہیں ہے۔ آپ کے اس ارشاد سے اُس کی عظمت معلوم ہو سکتی ہے۔ ولایت موسوی کو نقطہ آخر تک پہنچایا تھا۔ اور اُس کے عجائبات اور غرائبات بیان کرتے تھے۔ اور ہمیشہ خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں خاضع اور خاشع اور متذلل اور منکسر رہتے تھے اور کہتے تھے کہ ہر ایک ولی اللہ نے بارگاہ حق سبحانہٗ سے ایک ایک چیز مانگی ہے۔ اور میں نے التجا و تضرع کو مانگا ہے تم کلامہ الشریف۔

آپ کے عریضہ جو آپ نے آنحضرت قدس سرہ کی خدمت میں تحریر فرمائے ہیں لکھتا ہوں :-

قدسیہ۔ قبلہ گاہا۔ اب بھی آرزو ہے کہ ایک ساعت اور ایک لحظہ بھی رضائے حق کے بغیر نہ گزرے۔ اور یہ حضرت کی التفات توجہ اور دستگیری پر منحصر ہے۔ ع

بر کریماں کارہا دشوار نیست

ترجمہ ع کریموں پر نہیں مشکل کوئی کام

برکت توجہ عالی جس طرح سے کہ ارشاد ہوا تھا مستقیم ہوں۔ اُس میں کوئی کمی نہیں۔ بلکہ روز بروز ترقی و زیادتی کا امیدوار ہوں ۔

تہجد و ظہر و عصر کے بعد حلقہ میں بیٹھتا ہوں۔ اور حافظ صاحب سے قرآن مجید سنتا ہوں۔ بعض اوقات قبض اور بعض اوقات بسط رہتا ہے قبض و بسط اور ذوق

و آرام وغیرہ بدن سے متعلق رہتے ہیں۔ اُس سے متجاوز نہیں ہوتا ہے۔ لطائف ستہ نہ متوجہ ہیں نہ غافل۔ اگر متوجہ ہیں تو اُن کی توجہ مثل علم حضوری کے ہے بلکہ عین حضوری ہے۔ توجہ اور ذوق وغیرہ اُن کا داخل عکس اور ظلال ہے۔ اور ظل سے متجاوز نہیں ہوتا اور اَوّلاً یہ لطائف بدن سے مخلوط رہتے تھے۔ اور نظرِ بصیرت میں سوائے بدن کے اور کچھ مفہوم نہ ہوتا تھا۔ جیسا کہ سابق میں حضرتؒ سے بالمشافہ عرض کی جا چکی ہے۔ اب بدن سے ممتاز نظر آتے ہیں۔ مَیں اس مقام کو مقامِ بقا جانتا ہوں۔ اس بقا کے بعد پھر ایک نوع کی فنا لطائف نمودار ہوئی۔ اور معلوم ہوا کہ بے اِس فنا کے جو بعد اُس بقا کے نمودار ہوئی۔ انجام کار میسّر نہیں ہو سکتا تھا۔ اَب قبض ظاہر ہوتا ہے مگر ہنوز توجہ بعالم منعطف نہیں ہوئی ہے۔ چونکہ عرض احوال امر ضروری ہے۔ اِس لئے اِن چند کلموں کے لکھنے کی جرأت کی گئی +

قدسیہ۔ بذریعہ عرض داشت ہذا کمترین بندگان محمد صادق عرض پرداز ہے کہ حقیر ایک مدّت تک مقبوض و مہموم رہا۔ آخرکار بتوجہ اقدس عنایت خداوندی شامل حال ہوئی۔ اور ایسا بسط معلوم ہوا کہ سابق میں جو یاد و توجہ مثلاً جو اپنی طرف سے محسوس ہوتی تھی۔ اب وہ حق تعالے و تقدس کی طرف سے معلوم ہوتی ہے اور اپنے میں کسی نوع کی قابلیت نظر نہیں آتی ہے۔ مثل آئینہ کے کہ اُس پر آفتاب طلوع کرے۔ پس اُس سے تمام کدورتیں اور میل کچیل بدن و لطائف کا جل گیا۔ اور پورا پورا نور اور برکت حسبِ دلخواہ اُس میں حاصل ہوئی۔ پس سینہ منشرح اور قلب وسیع ہو گیا۔ اور کل بدن نور درخشاں بن گیا۔ کہ سابقہ روح اور قلب سے بھی زیادہ لطیف ہے اور منجملہ اور لطائف کے تجلی اکمل قلب میں زیادہ پائی گئی۔ مَیں نے قلب کو دیکھا تو اُس میں ایک دوسرا قلب اور نئی تجلی ظاہر ہوئی۔ اور یہ سلسلہ اِسی طرح قائم ہو گیا کہ ہر قلب بسیط میں ایک دوسرا قلب ظاہر ہوتا گیا۔ لیکن اب ختم ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ مگر یقین نہیں ہے اب معلوم ہؤا کہ حالات سابقہ بہ نسبت اِس حالت کے تکلفات محض تھے۔ اِس مقام کا نام میرے دل میں محظور ہؤا تھا۔ مگر بخوف سوءِ ادب اُس کو عرض نہیں کرتا ہوں +

قدسیہ۔ حضرت سلامت! ایک رات تراویح میں حافظ صاحب قرآن تلاوت

کر رہے تھے۔ کہ ایک مقام وسیع نورانی مشابہ مقام حقیقت قرآنی ظاہر ہوا ہر چند اس کی جرأت نہ ہو سکی۔ مگر ایسا معلوم ہوا کہ حقیقت محمدی علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اس مقام کی مرکز و اجمال ہے۔ گویا دریائے عظیم کو کوزہ میں بھر دیا گیا ہے۔ اور یہ مقام تفصیل حقیقت محمدی ہے۔ انبیاء کرام و اولیائے کاملین اپنی استعداد کی بموجب اُن مقامات میں سے بعض کو حاصل کرتے ہیں۔ مگر اس مقام کا کامل طور سے حصول بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور کے لئے مفہوم نہیں ہو سکا۔ اس کمترین نے بھی اس مقام سے بہ عنایت حق سبحانہ تعالےٰ بتوجہ عالی مرشد برحق حصہ حاصل کیا۔ اس ماہ مکرم میں عجیب برکات ظاہر ہو رہے ہیں۔ تم کلامہٗ ؎

آنحضرت قدس سرہٗ نے جو کچھ خطوط اپنے فرزند گرامی تذکرہ صدر کے نام تحریر فرمائے ہیں اُن سب کا اس کتاب میں نقل کرنا مشکل ہے۔ آپ کے مکتوبات شریف میں دیکھنا چاہئے۔ اور مخدوم زادہ کے کشف و کرامات اس قدر ہیں کہ تحریر و تقریر میں آنے کی گنجائش نہیں رکھتے۔ اُن میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے ؎

کشف۔ آپ کا وجد و حال زمانہ طفولیت ہی میں شہرت پا گیا تھا اس لئے شیخ بایزید کھروال مرید شیخ وجیہ الدین گجراتی کہ اُس نواح کے مشہور مشائخ میں سے تھے آپ کی معرفت اور وجد و حال کو سُنکر بڑے ذوق کے ساتھ آپ کی ملاقات کیلئے آئے۔ حالانکہ ایک زمانہ سے آمد و رفت کا طریقہ اُنھوں نے موقوف کر دیا تھا اس وقت آپ آنحضرت کی خدمت میں تھے۔ شیخ موصوف نے اثنائے ملاقات میں یہ التماس کی کہ آپ اپنے سر کی یہ ٹوپی مجھے عطا کریں تاکہ تبرکاً میرے پاس رہے۔ آپ نے مراقبہ کر کے فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہٗ منع فرما رہے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ تم ہم کو دے دو۔ آپ نے عرض کیا کہ خواجہ نقشبند قدس سرہٗ بتاکید تمام منع فرما رہے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ ہم دینے کیلئے کہتے ہیں۔ پس بہ تعمیل ارشاد والد بزرگوار آپ نے ٹوپی سر سے اتار کر شیخ موصوف کو دے دی۔ اور شیخ رخصت ہو کر واپس چلے گئے ؎

کرامت۔ آپ کے ایام طفولیت میں آپ کے چچا شیخ مسعود نے سفر قندھار کا عزم کیا۔ آنحضرت اُن کی مشایعت کے لئے شہر کے باہر تک آئے اور آپ بھی ہمراہ

تھے آنحضرت سے عرض کیا کہ دادا جان آگئے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ شیخ مسعود کو اس سفر سے منع کرو۔ لیکن وہ سامان سفر کی تیاری کر کے نکلے تھے۔ اس لئے آپ اُن کو منع نہ کر سکے۔ آپ کے فرمانے کا اثر ظاہر ہوا کہ اُسی سفر ہی میں شیخ مسعود نے رحلت فرمائی جیسا کہ آنحضرت کی کرامات میں منقول ہوا ہے ✥

کرامت۔ ایک روز آنحضرت قدس سرہ نے زمانۂ وبا بتاریخ غرہ ربیع الاول بعد نماز چاشت فرمایا کہ ایسا کچھ دل میں آ رہا ہے۔ کہ ۱۲ ربیع الاول کے بعد طاعون جاتا رہیگا۔ حاضرین حیران ہوئے کہ اتنی شدت کا طاعون اس مدت قلیل میں کیونکر جاتا رہیگا۔ دوسرے دن فقیر مؤلف نے سبق حاشیہ خیالی کے موقع پر آپ سے مخدوم زادہ صاحب بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت کا مطلب یہ ہے کہ وبا طاعون اس بارہ دن میں اُن کے گھر سے چلی جائیگی۔ ایسا ہی واقع ہوا۔ اُس ماہ کی نویں تاریخ آپ نے انتقال فرمایا۔ اور اس سے ایک دن پہلے آپ کے دو بھائی محمد فرخ اور محمد عیسٰی اور ہمشیرہ صاحبہ اُم کلثوم نے رحلت کی۔ یہ تمام حوادث اسی بارہ روز میں واقع ہوئے۔ اِس کے بعد وبا آپ کے گھر سے جاتی رہی ✥

کرامت۔ بعض نے اُن لوگوں میں سے جو طاعون میں مبتلا ہو گئے تھے خواب میں دیکھا کہ حضرت مخدوم زادہ موصوف تشریف لائے ہیں۔ اور اِن مریضوں کو اُن لوگوں کے ہاتھ سے جو اس بلا کے پھیلانے کے بانی ہیں چھوڑا رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ اس بلا کو ہم نے اپنے اوپر لے لیا ہے۔ تو پھر تمہیں ان سے کیا علاقہ اور ایذا دہی کیسی چنانچہ اس واقعہ کے بعد اُن کو صحت ہو گئی ✥

کرامت۔ ایک صالح شخص نے خواب میں دیکھا کہ جو شخص صاحبزادہ موصوف کا نام گرامی لکھ کر اپنے پاس رکھے۔ وہ بلا طاعون سے رہائی پائیگا۔ لوگوں نے آپ کے مزار پرانوار پر مور و ملخ کی طرح رجوع کیا اور ایک جماعت کثیر نے آپ کے نام گرامی کی کتابت شروع کی۔ اور اب تک آنے والوں کی ایسی کثرت ہے کہ فاتحہ خوانی کی نوبت نہیں پہنچتی ہے۔ جس نے آپ کا نام اپنے ساتھ رکھا اُس نے اُس بلا سے رہائی پائی اور اگر وہ بیمار ہو جاتا تو صحت پا لیتا تھا ✥

آنحضرت نے ایک بزرگ کو لکھا کہ اس شہر میں تقریباً دو ماہ سے بلائے وبا

پھیلی ہوئی ہے۔ یہاں کے باشندوں کی شومئی اعمال سے ایک جماعت ہلاک ہوگئی اور ایک جماعت فرار ہوگئی۔ اور ایک جماعت نیم مردہ پڑی ہوئی ہے لوگ خوف و اضطراب سے پریشان ہیں۔ آیت کریمہ وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیھم ویعفو عن کثیر بیان حال ہے۔

بتاریخ نہم ماہ ربیع الاول روز دوشنبہ فرزند مرحوم خواجہ محمد صادق جوار رحمت حق سے مل گئے۔ اور اپنے کو عامۂ خلق اللہ پر فدا کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کا انتقال ہوتے ہی وبا میں کمی ہوگئی اور سکون پیدا ہوا اور لوگوں نے خوابوں میں دیکھا کہ میاں محمد صادق رح فرماتے ہیں کہ میں نے اس بلا کو اپنے اوپر لے لیا ہے۔ دو روز سے شہر میں تسکین ہے لوگ اُن کی قبر پر اس درجہ جمع رہتے ہیں کہ بہت وقت سے فاتحہ پڑھنے کا موقع ملتا ہے۔ جو بیمار شفا پاتے ہیں وہ نیازات کرتے ہیں۔

اُن کے دو چھوٹے بھائی محمد فرخ اور محمد عیسےٰ نے اُن سے ایک روز پہلے انتقال کیا۔

محمد فرخ مرحوم کا حال کیا بیان کیا جائے۔ گیارہ برس کی عمر میں علم کی تحصیل میں مشغول تھے۔ کافیہ پڑھتے تھے اور سمجھ کر پڑھتے تھے۔ اور عذاب اخروی سے ساں ولرزاں۔ اور دعا کرتے تھے کہ سن طفولیت ہی میں وہ دنیائے دنی سے رخصت ہو جائیں۔

جن لوگوں نے بیماری میں اُن کی تیمار داری کی عجائب و غرائب امور کا اُن سے مشاہدہ کیا۔ جو کچھ کرامات و خوارق عادات محمد عیسےٰ سے آٹھ سال کی عمر میں معائنہ کئے گئے وہ بیان سے باہر ہیں۔ الحاصل سب صاحبزادے جواہر نفیسہ تھے کہ امانتاً دئے گئے تھے۔ خدا کا شکر و احسان ہے کہ ان امانتوں کو بلا جبر و اکراہ خدا تعالےٰ کے حوالہ کر دیا۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَھُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَھُمْ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمَات۔ خدایا اُن کے ثواب سے ہم کو محروم نہ رکھنا اور اُن کے بعد ہم کو بے صبری سے بچانا بحق حضرت سید المرسلین علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات۔ تم کلامہ الشریف۔

الحاصل حضرت مخدوم زادہ موصوف محمد علیہ مرحوم کے جنازہ کے ہمراہ پیادہ پا مقبرۂ جد بزرگوار تک گئے تھے۔ واپسی میں طاعون کی گلٹی آپ کی ران میں ظاہر ہوئی بیرون مکان حجرۂ خانقاہ میں آپ کو آرام کرایا گیا۔ آپ کی والدہ عفیفہ نے آپ کے دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ بدقت تمام دو شخصوں کی گردن میں ہاتھ ڈالکر گئے اور والدہ ماجدہ اور تمام ارباب حقوق سے پوری طرح سے رخصت ہو کر حجرۂ مذکور میں واپس آئے۔ اور آرام کرتے وقت اپنی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ ایسے سو جاؤ جیسے دولہا سوتا ہے۔ دوسرے روز بحالت بے ہوشی و حضور و استغراق کامل رحلت فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

آنحضرت نے آپ کی تکفین کیلئے جامۂ فاخرہ لفافہ و قمیص و ازار حسب عادت مہیا فرمایا اور دفن میں متفکر ہوئے کہ آیا قبر والد بزرگوار کے پاس کہ بیرون شہر ہی دفن کیا جائے۔ یا دوسری جگہ۔ استخارہ فرمایا حکم ہوا کہ حویلی کے صحن میں کہ بعض اوقات خود مخدوم زادہ مرحوم وہاں ٹھیرا کرتے تھے۔ دفن کیا جائے صحن میں ایک جگہ معین کیگئی۔ اس مقام کی شرف بزرگی آنحضرت کے مکتوبات سے عنقریب نقل کی جائے گی۔ ایک مدت تک آپکی قبر خام رہی! ایک احاطہ اس کے اطراف تھا پھر آنحضرت نے خیال فرمایا کہ فرزند کی قبر عمارات کے درمیان واقع ہوئی ہے۔ بہتر ہے کہ اس جگہ ایک گنبد بنایا جائے۔ اور انبیاء کرام کی پیروی کی جائے پس آپ کی قبر پر ایک گنبد تعمیر فرمایا۔ چنانچہ قبر مخدوم زادہ محمد صادق اس کے وسط میں بالکل بقبلہ واقع ہوئی تھی۔ جب کہ آنحضرت نے وفات پائی تو آپ کی قبر شریف مخدوم زادہ کی قبر سے جانب قبلہ کھودی گئی اور اس میں آنحضرت کو خزانہ کی طرح سپرد کیا گیا۔ اور قبر بنائی گئی۔ ہم نے دیکھا کہ یکایک مخدوم زادہ کی قبر شریف بتعظیم والد بزرگوار و پیر دستگیر کسی قدر پیچھے ہٹ گئی ہے۔ اور جانب مشرق آگئی ہے کہ طاق وسط گنبد بین القبرین ہو گیا۔ اب تک اسی حالت میں ہے یہ واقعہ جس نے دیکھا وہ حیران ہو گیا۔ یہ کرامت حضرت مخدوم زادہ کی اعظم خوارق سے ہے۔ متقدمین اولیا سے بھی یہ کرامت صادر ہوئی ہے ۔

چنانچہ منقول ہے کہ جب حضرت قاضی حمید الدین ناگوری پر وقت نزع ہوا

تو چونکہ وہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشیؒ سے محبت رکھتے تھے وصیت فرمائی تھی کہ مجھ کو زیر پائے خواجہ قطب الدین دفن کرنا۔ وصیت کے بموجب حضرت قاضی صاحب کی قبر حضرت خواجہ صاحب کی قبر کے پائین میں بنادی گئی۔ تو قبر حضرت خواجہ بہ تعظیم حضرت قاضی صاحب کہ آپ کے استاد تھے دوسری طرف پھر گئی۔ چنانچہ آج تک زیارت کرنے والے برابر معائنہ کرتے ہیں۔ اور اس حقیر مؤلف نے بھی اس کا مشاہدہ کیا ہے۔

منقول ہے کہ حضرت شیخ احمد جام کے ایک فرزند کی وفات ہوئی حضرت شیخ نے ایک درویش سے خواب میں فرمایا کہ ہمارے اس جگر گوشہ کو ہمارے سرہانے رکھو۔ کہ وہ ہمارا تاج ہے پس حسب الحکم شیخ ان کو سرہانے رکھا گیا۔ جس وقت کہ ان کو قبر میں اُتارا گیا تو اپنے جد امجد کی تعظیم کے لئے انہوں نے اپنے پاؤں کھینچ لئے۔ اور زانو سینہ سے چپٹا لئے۔ چنانچہ تمام حاضرین نے اس کا مشاہدہ کیا۔

ہمارے حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے ایک مکتوب میں زمین مدفن حضرت مخدوم زادہ کی شرافت اس طرح تحریر فرمائی ہے کہ بعنایت خداوندی و بہ تصدیق حبیب خدا علیہ و علے آلہ الصلوات والسلام والتحیۃ والبرکۃ بلدہ سرہند گویا میری زندگی کی سرزمین ہے۔ کہ اندھیرے اور گہرے کوئیں کو بلند چبوترہ بنادیا گیا۔ اور اکثر بلاد و مقامات پر اس کو رفعت دی گئی۔ اور ایک نور اس زمین میں ودیعت کیا گیا کہ خدا کے بیرنگی و بے کیفی کے نور سے مقتبس ہے۔ جو کہ زمین مقدسہ بیت اللہ میں درخشاں ہے۔ میرے فرزند اعظم مرحوم کی وفات سے چند ماہ پہلے یہ نور مجھ پر ظاہر کیا گیا۔ اور زاویہ زمین سے فقیر کو اس کی اطلاع دی گئی وہ گویا ایک نور ذات تابان ہے کہ صفات اور شان سے بلند اور کیفیات سے مبرا و منزہ ہے۔ مجھ کو تمنا ہوئی کہ یہ زمین میرا مدفن بنے اور وہ نور میری قبر کے اوپر لامع رہے۔ یہ مطلب میں نے فرزند اکبر سے کہ وہ صاحب اسرار تھے ظاہر کیا۔ اور اس نور و آرزو سے مطلع کیا۔ فرزند مرحوم نے اس دولت پر سبقت کی۔ اور پردہ خاک میں جاکر اس نور کے دریا میں مستغرق ہو گیا۔ ؎

ھَنِیْئًا لِاَرْبَابِ النَّعِیْمِ نَعِیْمُھُمْ
وَلِلْعَاشِقِ الْمِسْکِیْنِ مَا یَتَجَرَّعُ

ترجمہ ؎ اہل نعمت کو اُن کی نعمت مبارک ہو۔ اور عاشق مسکین کو وہ رنج وغم جس کو وہ ایک ایک گھونٹ کرکے پیئے +

بلدہ سرہند کا یہ خاص شرف ہے کہ میرے فرزند اعظم کہ اکابر اولیاء اللہ سے تھے۔ یہاں آرام فرما ہیں۔ ایک مدت کے بعد ظاہر ہوا کہ نور مذکور فقیر کے انوار قلبیہ کا ایک لمعہ ہے کہ قلب فقیر سے اقتباس کرکے اس زمین میں روشن کیا گیا ہے۔ جس طرح کہ چراغ کو شمع سے روشن کیا جاتا ہے۔ یہ سب اللہ کی جانب سے ہے اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ تم کلامہ الشریف +

حضرت مخدوم زادہ کا روز و ماہ و سال وفات لفظ روز دوشنبہ نہم ماہ ربیع الاوّل سے ظاہر اور ہویدا ہے +

آنحضرت قدس سرہ نے جمعہ کی صبح میں مزار فرزند بزرگوار پر درویشوں کے ساتھ حلقہ کیا۔ مگر مزار کو روح سے خالی پایا۔ صبح روز شنبہ حلقہ کے لئے قرار دیا اور توجہات عالیات اس قرۃ العین کے ترقی درجات کے لئے فرمائیں۔ تاکہ اُس جگر گوشہ کو مرتبہ نہایت النہایت پر لیجائیں۔ اور معاملات عجیبہ اور معائنات غریبہ اُس فرزند گرامی کے حالات میں کہ برزخ صغریٰ میں حاصل ہوتے تھے۔ بیان فرمائے۔ کہ ہر لحظ فرزند مذکور انوار و آثار عجیبہ کے ساتھ ظاہر ہوتے۔ اور اسرار غریبہ متعلقہ رحمت الٰہی بکمال فرخندگی بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اُن کو اپنی رحمت میں چھپائے اور ہم کو بھی ان برکات سے رزق عطا فرمائے +

حضرت خواجہ محمد سعید سلمہ المجید کے حالات

آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند ہیں آپ کی ولادت باسعادت ماہ شوال ۱۰۰۵ھ ہجری میں ہوئی طفولیت سے آثار ہدایت و کرامت آپ کی ناصیہ استعداد سے اور اطوار نجابت و ولایت آپؒ کے چہرہ ارشاد سے پیدا وہویدا تھے۔ چنانچہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ محمد سعید چار یا پانچ سال کے تھے کہ بیمار ہوئے۔ غلبہ مرض میں اُن سے پوچھا گیا کہ کیا چاہتے ہو۔ بے اختیار اُن کی زبان سے نکلا کہ حضرت خواجہ کو چاہتا ہوں۔ مَیں نے یہ واقعہ حضرت خواجہ

قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا فرمایا کہ تمہارے محمد سعید نے رندی و حریفی کی اور غائبانہ بیماری نسبت حاصل کرلی۔ آپ حدیث شریف السعید من سعد فی بطن امہ کے مصداق تھے حضرت خواجہ جو کچھ مکتوبات آنحضرت کے نام تحریر فرماتے تھے۔ اُن میں مخدوم زادۂ عالی درجات کو دعائے شفقت و مرحمت لکھا کرتے تھے۔

نیز حضرت خواجہ نے ایک مخلص کو لکھا کہ ان کے فرزند ایسے صغیرالسن ہیں۔ مگر اسرار الٰہی ہیں۔ اور عجیب استعدادیں رکھتے ہیں۔ الحاصل یہ ایک شجرہ طیبہ ہے اللہ تعالیٰ اچھی طرح اُسے تر و تازہ رکھے۔ یہ مکتوب آنحضرت قدس سرہ کے بیان درجات میں گذر چکا ہے۔ جب آپ سن شعور کو پہنچے تو تحصیل علوم ظاہری میں مشغول ہوئے۔ اکثر علوم آنحضرت کی خدمت میں پڑھے اور کسی قدر مولانا طاہر لاہوری سے اور کچھ برادر کلاں حضرت خواجہ محمد صادق قدس سرہ سے حاصل فرمائے۔ سترہ سال کی عمر میں تمام علوم متداولہ عقلیہ و نقلیہ اتمام کو پہنچائے۔ کتب مغلقہ مثل شرح حکمۃ العین اور عضدی و بیضاوی درس دیا کرتے تھے۔ اور تصانیف لطیفہ تحریر فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے مشکوٰۃ شریف پر حاشیہ لکھا اور تائید مذہب حنفی کی کی۔ یہ رسالہ نہایت لطیف و متین ہے۔ اور ایک حاشیہ متین حاشیہ خیالی پر لکھا۔ اور اس میں اپنے دقائق نادرہ تحریر فرمائے ہیں۔ علماء اس کے مطالعہ سے آپ کی علمیت کے معتقد ہوئے۔ ایک رسالہ تشہد میں رفع سبابہ کی ممانعت کے بارہ میں تحریر فرمایا۔ مناظرہ میں اس طرح نادر تھے کہ اکثر اوقات اکابر علماء ہند سے مباحثہ ہوا اور اس میں آپ اُن پر غالب ہوئے اور مخالف کو ساکت کر دیا۔ اس لئے تمام علماء نے آپ کی تحسین کی۔ اور اپنے قابل ہونے کو آپ کی تعریف میں پوشیدہ اور مخفی کر دیا۔ علامہ اصفہانی نے کہ علوم عقلیہ میں قدرت کاملہ رکھتے تھے۔ علم حکمت میں بعض اعتراضات تو جیکو لاینحل سمجھتے تھے۔ ان کو آپ سے دریافت کیا۔ آپ نے بعنایت خداوندی فوراً بلا تکلف جواب باصواب تشفی خاطر کے لئے لکھا۔ وہ اسی وقت خدمت بندگان ظل الٰہی صاحبقرانی میں آئے۔ اور آپ کی توصیف و ثنا میں لب کشائی کی۔ اور کہا کہ شیخ محمد سعید علم و فضل میں اپنے والد کے برابر ہیں۔ آپ جب کبھی کسی تقریب سے محفل بہشت آئین سلطانی میں جاتے تو بادشاہ کسی اور سے استفسار مسائل نہ کرتا۔ حالانکہ ہمیشہ علماء

وفضلا مجلس سلطان میں حاضر رہا کرتے تھے۔ حضرت مخدوم زادہ بر جادہ مثل اپنے والد ماجد کے شرع و تقویٰ سے بدرجہ کمال آراستہ ہیں۔ اور متابعت سنت سنیہ اور عمل بعزیمت سے پیراستہ حسن خلق و تواضع کلام کی نرمی اور مخلوق کی دلجوئی۔ نیز اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھنا اور مال موجودہ کو راہ خدا میں صرف کر دینا آپ کا شیوہ پسندیدہ ہے۔ قرآن مجید کی سند عالی کے ساتھ تجوید فرمائی۔ علم حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں سند جید رکھتے ہیں۔ اور فقاہت میں دستگاہ کامل رکھتے ہیں۔ آنحضرت کو اگر تحقیق مسئلہ کی ضرورت آتی تو چونکہ آپ کا وقت تفتیش کتب کی گنجائش نہ رکھتا تھا۔ اس لیے آپ مخدوم زادہ سے دریافت فرما لیتے تھے۔ کمالات باطنی مثل علوم ظاہری کے کامل طور سے اپنے والد بزرگوار کی صحبت میں حاصل کئے۔ آنحضرت کے حضور میں آپ تعلیم طریقہ اور خدمت ارشاد انجام دیتے تھے۔ بلکہ آنحضرت نے آخر عمر میں تعلیم طریقہ کمتر فرما دی تھی۔ اور طلبہ کو آپ کے اور آپ کے برادر خورد حضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم کے سپرد فرما دیا تھا۔ اور دونوں صاحبزادوں کے حق میں فرمایا کہ ہر ایک قطب کے دو امام ہوتے ہیں۔ تم دونوں بمنزلہ امام کے ہو۔ خواجہ محمد سعید نے انکسارًا اس بشارت کو خواجہ محمد معصوم پر منطبق فرمایا۔ اور خود صاحب یمین بنے اور فرماتے تھے کہ ہر مقام عروج و نزول میں محمد سعید میرے ہمراہ رہے ہیں +

یہ بھی فرمایا کہ جب میرا عروج حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مقام میں واقع ہوا۔ تو میں نے دیکھا کہ محمد سعید میرے ہمراہ ہے +

یہ بھی فرمایا کہ میں تم دونوں کو ولایت احمدی میں پاتا ہوں۔ اور بس مخدوم زادہ کلاں حضرت خواجہ محمد صادق فرماتے تھے۔ کہ آنحضرت سے اکثر بشارتیں آپکے بارہ میں سنی ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ ایک روز آنحضرت کمالات علماء راسخین بیان فرما رہے تھے۔ اثناء بیان میں فرمایا کہ ہمارے محمد سعید علماء راسخین سے ہیں۔ اور ایک روز فرمایا کہ محمد سعید سابقین میں سے ہیں چنانچہ آپنے اپنے مکتوبات میں اس نسبت کے حصول کا تذکرہ فرمایا ہے +

ایک روز آنحضرت قدس سرہٗ نے فرمایا کہ مجھ پر میدان قیامت اور میرے مریدوں کا پل صراط سے گذرنا مکشوف ہوا۔ محمد سعید ہم سب میں آگے آگے چل

رہے تھے۔ اور کتاب اعمال سید۔ کے ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔ پس ہم سب بہشت میں داخل ہو گئے +

ایک روز فرمایا کہ قیامت میں افاضۂ رحمت رحمانی میرے حوالہ ہو گا۔ اور اس کی تقسیم محمد سعید۔ کے ذریعہ ہوگی۔ یہ بشارت عالیہ آنحضرت کی آپ کے حق میں سب سے برترین عنایات سے ہے۔ اور اس سے آپ کے اس ارشاد کا ظہور ہوتا ہے۔ کہ جو آپ کے بعض محرمان خاص نے نقل کیا ہے۔ کہ روز قیامت بغیر میری اجازت کے کسی کو جنت میں جانے نہ دیا جائیگا۔ اِلّا ما شاء اللہ تعالیٰ +

ایک روز فرمایا کہ اے محمد سعید تم نے دائرۂ نفی حضرت ابراہیم کو قطع کر لیا۔ اور اب اس بات میں میرے شریک ہو +

اور فرمایا ہے کہ ہر مقام عروج اور نزول میں تم میرے ہمراہ رہے ہو +

حضرت مخدوم زادہ عالی منقبت بیان کرتے تھے۔ کہ ایک روز آنحضرت نے وفات سے تقریباً دو ماہ قبل فرمایا کہ اکثر اوقات اسرار غامضہ ظاہر ہوتے ہیں کوئی شخص اس وقت ایسا نہیں۔ ہتا کہ اُسے مخاطب کیا جائے۔ تم بعض اوقات حاضر نہیں رہتے ہو۔ اس روز سے میں نے ترک درس کر کے حضرت کی صحبت کا التزام کر لیا۔ اور حضور عالی میں ہمیشہ امیدوار انواع عنایات، اور منتظر اقسام مواہب رہتا تھا۔ اور اس زمانہ میں اسقدر فیضان نعمت و موہبت ہوتا تھا کہ اس کے مقابلہ میں مراحم سابقہ کچھ بھی نسبت نہیں رکھتے۔ اور حرم محترم میں اپنے اسرار خاص کی محرمیت کی بشارت دی۔ کہ اس کی تفصیل گنجائش بیان کی نہیں رکھتی +

ایک روز فرمایا کہ محمد سعید تم میرے ضمن میں ہو۔ اور تم ضمن ہونے سے گراں خاطر مت ہو۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ آں سرور صلے اللہ علیہ وسلم کے ضمن میں تھے +

نیز قدوۂ ارباب کمال فرماتے تھے کہ آنحضرت نے مرض اخیر میں امامت نماز کی میرے حوالہ فرمائی۔ اس زمانہ میں نماز میں کمالات عظیم اور مقامات جسیم آنحضرت پر فائض ہوتے تھے۔ کہ اسرار کی طرح واجب الاخفا تھے۔ فرمایا کہ محمد سعید چونکہ یہ

سب نتائج نمازوں کے ہیں۔ اور تم اس کے قیام کو ہماری پیروی سے ادا کر رہے ہو۔ اس لئے ان مواہب عالیہ اور اسرار غامضہ میں تم کو نصیبہ کامل اور حصۂ تام حاصل ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ حَمْدًا كَثِیْرًا ۔

اور اس خلاصہ خاندان نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ایام وبا میں حوادث کثیرہ آنحضرت رضی اللہ تعالٰے عنہ کو پہنچے۔ کہ تین دن میں برادر کلاں خواجہ محمد صادق اور برادران خورد محمد فرخ و محمد عیسیٰ مع اقرباؤں اور رشتہ داروں کے رحلت کر گئے اور میں بھی سخت بیمار ہوا کہ امید زندگی کی باقی نہ رہی اور اس وجہ سے فکر عظیم آنحضرت کی خاطر مبارک میں پیدا ہو گئی۔ اس اثنا میں ایک ساعت تجلی خاص الخاص و ظہور مخصوص بارگاہ الطفیٰ آنحضرت پر وارد ہوا۔ اور معلوم ہوا کہ یہ نزول اجلال محض آپ کی تسلی اور بشارت دہی کے لئے ہے۔ آں حضرت نے فرمایا کہ اثناء عنایات فاخرہ اور الطاف باہرہ میں حکم اقدس واعلےٰ صادر ہوا۔ کہ محمد سعید و محمد معصوم کو لایا جائے پھر ان دونوں کو میرے زانو پر بٹھایا گیا۔ دونوں معمر اور سفید ریش تھے۔ اور یہ حکم ہوا کہ یہ دونوں فرزندوں کو ہم نے تم کو عطا کیا۔ دونوں کی عمریں دراز ہوں گی۔ آنحضرت ان عنایات علیہ سے فرخندہ دل اٹھے۔ اور سب کو اس بشارت کی خبر دی اس وقت دونوں مخدوم زادوں کی عمریں بیس سال کی بھی نہ تھیں ۔

نیز آنحضرت نے ہر دو مخدوم زادوں کے بارہ میں فرمایا۔ کہ تمہاری دنیا کو آخرت سے بدل دیا گیا ۔

الحاصل آں حضرت کو مخدوم زادہ بر جادہ سے نہایت نظر عنایت و مرحمت رہی۔ اور خلوات و جلوات میں مونس و مصاحب و مساز اور حقائق باطنیہ و اسرار خاصہ میں محرم راز تھے۔ اور امور ظاہرہ میں امانت دار اور صاحب مشورہ اور وکیل مطلق تھے۔ اور اعانت طاعات میں خادم و ملازم تھے۔ خدمات شائستہ اور کارہائے خجستہ کہ معاش و معاد سے بروے روایت و درایت متعلق ہیں۔ آپ ہی سے وقوع میں آتے۔ آنحضرت نے زبان الہام ترجمان آپ کے حق میں دعاؤں اور آپ کی ثنا و صفت میں کھولی۔ اور مختلف اقسام کی بشارتوں اور عنایتوں کے ساتھ مبشر فرمایا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ مخدوم زادہ صاحب مرتبت مسند ارشاد

پر باستقامت ظاہری اور باطنی استقامت کے ساتھ جلوہ افروز ہیں۔ آپکے اوقات
اداءِ طاعت میں منقسم ہیں۔ بعد نماز فجر آپ اپنے روزانہ کے وظائف ماثورہ کی تلاوت
کر کے حلقۂ ذکر میں شریک ہوتے ہیں۔ پھر نماز اشراق ادا کر کے بیداری شب کی کلفت
دور کرنے کے لئے دو تین گھڑی آرام فرما کر بیدار ہو جاتے ہیں۔ اور وضو کر کے نماز
چاشت ادا کر کے درس و تدریس میں زوال آفتاب تک مشغول رہتے ہیں۔ پھر اول
وقت نماز ظہر ادا کر کے حلقہ میں مشغول ہو جاتے۔ اور حافظ صاحب سے قرآن شریف
سُنتے اور بعد فراغ کے خود بھی قرآن شریف پڑھتے ہیں۔ بعض اوقات نماز ظہر سے
پہلے بھی قرآن شریف کی تلاوت ہوتی ہے۔ پھر آپ عصر تک درس و تدریس میں
مشغول رہتے ہیں۔ پھر نیا وضو کر کے نمازِ عصر پڑھ کر وعظ فرماتے ہیں۔ بعض وقت
نماز عصر کے بعد سے شام تک خلوت میں رہتے ہیں۔ پھر اول وقت نماز مغرب یعنی
فرض ادا کر کے فوراً دو رکعت سنت پڑھتے اور وظیفہ شام اور نماز اوابین میں مشغول
ہو جاتے ہیں۔ اور ان میں طویل قرأت پڑھتے ہیں جس میں امام اعظم رضی اللہ عنہ
کے مذہب کے بموجب عشا کا وقت آجاتا ہے۔ اس کے بعد گرمی کے موسم میں
آپ نماز عشا کے بعد محل میں تشریف لے جاتے ہیں۔ اور سردی کے موسم میں تہائی رات گزرنے
کے قریب نماز عشا پڑھتے ہیں۔ اکثر اوقات اندرونِ محل عورتوں کی جماعت میں وعظ
فرماتے ہیں۔ اور آخر شب میں تہجد کے لئے اُٹھتے ہیں اور اُس میں لمبی سورت بآوازِ بلند
پڑھتے ہیں۔ اکثر اوقات تہجد کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے ہیں۔ ہر وقت وظائف اور
اوراد ماثورہ کا التزام رکھتے ہیں۔ اور ادعیہ غیر موقتہ کے بھی پابند ہیں۔ اور پانچ ہزار بار
کلمہ طیبہ روزانہ پڑھتے ہیں۔ کہ عبادات اور اوقات کی اتنی پابندی احاطہ بشر میں
نہیں آسکتی ہے۔ ان سب مشاغل کے باوجود آپ ارشادِ طلاب اور افاضۂ احباب
میں بھی مشغول رہتے ہیں۔ اور طالبانِ راہِ خدا پر رشد و ارشاد کے آثار اور فیوض و برکات
کا پہنچنا آپ کی توجہ کی برکت سے ظاہر اور ہویدا ہے۔ طالبانِ راہ خدا دور و دراز سے
آپ کی خدمت میں آنے کی توفیق پاتے ہیں۔ اور کمالات و مقامات عالیہ پر پہنچتے ہیں
آپ کی تصنیفات جیسے آپکے مکتوبات ہیں کہ دریائے گوہر حقائق و جواہر معارف ہیں۔ کچھ
اُن میں سے یہاں ذکر کئے جاتے ہیں۔ کہ قطرہ دریائے ذخار کی خبر دیتا ہے:۔

قدس سرہ ۔ اللہ تعالٰی نے کثرتِ موہومہ کو حقیقتِ وحدت کے ظہور کا دریچہ بنایا ہے ۔ اور ہر خس و خاشاک کو شاہ راہ مطالعۂ جمال مطلق قرار دیا تاکہ اُس کے لمعات جلال کے پرتو سے باصرۂ بصیرت میں غیریت کا کوئی نام و نشان اور اثر باقی نہ رہے اور اِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ کی صدا دیتا ہوا جویائے مطلب ہوا ۔ کہ اُس کا دامن عزت کبریائی دائرہ خیال واوہام سے بلند ہے ۔ ہماری عقلیں اُس کے سرادقات کمالات میں متحیر ہیں کہ سر اسرار بغیر پردۂ ظلال کے سب اصلوں کی اصل آپ اپنے پر ظہور کرے اور ہم کو اس کا کچھ حصہ عطا کرے ۔ اور یہ بات اللہ کے نزدیک کچھ بڑی نہیں ہے +

قدس سرہ ۔ اَلَمْ تَرَ يَا مُحَمَّدُ مَا مَظْهَرُ الْاُلُوْهِيَّةِ وَالْاِسْمِ الْجَامِعِ لِلْوُجُوْبِ وَالْاِمْكَانِ اِلٰى رَبِّكَ وَهُوَ الْهَادِيْ لِلشُّيُوْنِ الذَّاتِيَّةِ وَالْاِضَافِيَّةِ كَيْفَ مَدَّ ظِلَالَ شُيُوْنِهٖ عَلَى الْحَقَائِقِ الْكَوْنِيَّةِ الَّتِيْ هِيَ الْعَدَمَاتُ الْمُتَقَابِلَةُ لَهَا وَصَوَّرَهَا فِيْ صُوْرَةِ الْوُجُوْدِ فَتَعَجَّبْ مِنْ كَمَالِ اِقْتِدَارِهٖ فِيْ اِرَادَتِهٖ مَا هُوَ عَدَمٌ بَحْتٌ وُجُوْدًا مَحْضًا وَاِعْطَائِهٖ لَهٗ اَحْكَامًا وَّاٰثَارًا صَادِقَةً سُبْحَانَ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الثَّلْجِ وَالْمَاءِ وَالنَّارِ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهٗ اَيِ الظِّلَّ سَاكِنًا غَيْرَ مَمْدُوْدٍ فَيَنْفِيْ قَوْلُ مَنْ قَالَ بِاقْتِضَاءِ الشُّيُوْنِ الظُّهُوْرَ كَذٰلِكَ ثُمَّ بَعْدَ مَدِّ الظِّلِّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَى الذَّاتِ الْمُتَعَالِيَةِ عَلَيْهِ اَيْ عَلَى الرَّبِّ اَوِ الظِّلِّ دَلِيْلًا لِكَوْنِهِ الظَّاهِرُ دُوْنَهٗ وَمَا سِوَاهُ مُنْكَشِفٌ بِدُجَى الْعَدَمِ ۞

آفتاب آمد دلیل آفتاب گر دلیلت باید از وے رو متاب

سُبْحَانَ مَنِ اخْتَفٰى بِكَثْرَةِ الظُّهُوْرِ وَاسْتَتَرَ فِيْ سُرَادِقَاتِ النُّوْرِ وَلَعَلَّ اخْتِيَارَ لَفْظِ الشَّمْسِ لِتَصْوِيْرِ كِبْرِيَائِهٖ وَاحْتِجَابِهٖ بِحُجُبِ الْعِزَّةِ كَوْنَهٗ دَلِيْلًا عَلَيْهِ بِاحْتِجَابِ الشَّمْسِ لِضَوْئِهَا وَشَعْشَعَانِهَا وَكَوْنِهَا دَلِيْلًا وَّسَبِيْلًا اِلَيْهَا وَاِلٰى كَشْفِ الْاَشْيَاءِ ثُمَّ بَعْدَ الْمَدِّ وَجَعْلِ الشَّمْسِ عَلَيْهِ دَلِيْلًا وَاِيْضَاحِ السَّبِيْلِ قَبَضْنَاهُ اَيِ الظِّلَّ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا لِتَعْرِيْجِهٖ وَتَسْلِيْكِهٖ فِيْ مَعَارِجِ الْاُصُوْلِ

اَصْلاً فَاصِلاً ترجمہ تم نے دیکھائے محمدؐ۔ خدائی مظہر اور وجوب اور امکان کو جامع خدا کا نام "اللہ" ہے۔ جو اُس کی ذاتی اور اضافی شانوں کی طرف ہنمائی فرماتا ہے۔ اُس نے کس طرح سے سایہ کو پھیلا دیا جس طرح سے کہ اُس نے اپنی شانوں کو عالم امکان کی حقیقتوں پر پھیلایا۔ اور ان کو خلعتِ وجود سے موجود کر دکھایا۔ حالانکہ وہ اُس کے حضور میں اعدام تھے۔ پس عدم محض اُس کے ارادہ اور قدرت کے ان کمالات کو دیکھ کر بہت متعجب ہوا کہ اُس کو کس طرح سے وجود محض بنا دیا گیا اور اُس پر وجود کے احکام اور آثار مترتب کر کے دکھا دئے۔ کیا پاک ذات ہے جس نے برف میں آگ اور پانی کو جمع کر کے دکھا دیا۔ اور اگر وہ چاہتا ہے تو اُس صورت میں اُن لوگوں کا مقولہ غلط ہو جاتا جو شیونات الٰہی کے ظہور کے قائل ہیں۔ پھر سائے کے پھیلانے کے بعد ہم نے آفتاب کو اُس کے رب کی ذات عالی کی بابت راہنما بنا دیا کہ اُس نے اور دن کو ظاہر کر دیا اور عدم کی ظلمت کو دور کر دیا ہے

ترجمہ:- آفتاب نے خود اپنی طرف ہبری کی اگر تم رہبری کے جویاں ہو تو اُس سے مُنہ مت موڑو +

پاک ہے وہ ذات جو اپنے ظہور کی زیادتی کی وجہ سے مخفی اور نور کی وجہ سے پوشیدہ ہے اور اس مقام پر لفظ شمس غالبًا اس مناسبت سے اختیار فرمایا ہے کہ اُس کی کبریائی اور اس کی عزت وجلال کے پردوں کا تصور شمس کی روشنی کی کثرت اور اُس کی چمکاہٹ سے تیز اس لحاظ سے کہ شمس اپنی ذات اور اشیا کے ظہور کی طرف ہنما ہے بعد سائے پھیلانے اور شمس کو اس پر رہنما بنانے اور راہ کے ظاہر کر دینے کے ہم نے اُس سائے کو نہایت آسانی سے اپنی طرف سمٹا لیا۔ کہ اپنی اصل کی طرف درجہ بدرجہ عروج کرے اور ترقی پائے +

قدس سرہ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس کلمہ طیب سے کلام مجید کی ابتدا ہوئی ہے۔ بے شمار اسرار پر مشتمل ہے یہ کلمہ طالبانِ مستعد کے لئے تعلیم سلوک اور عارفانِ منتہی کے لئے ذریعہ خبرداری دیکھو حرف با کردار سلوک یعنی وجود سالک کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جب تک کہ سالک بالکل اپنی خودی سے نہ نکلے اور مطلوب میں فانی نہ ہو جائے اور مثل حرف کے نہ ہو جائے۔ کہ

اُس کے ذاتی معنی تو کچھ بھی نہیں ہوتے ہیں۔ لیکن سوائے معنی کے ظاہر کرنے کے اُس کا
کوئی اور کام نہیں ہے۔ اور وجود اور اُس کے توابع عرض وغیرہ سے نہ نکل جائے۔
کوئی کام نہیں بن سکتا ہے۔ چونکہ سالک اسماء الٰہی جلّ وعلا میں سے کسی نام کا مظہر ہے
اِس لئے وجودِ سالک کا اُس اسم میں فانی ہونا ضرور ہے۔ اور چونکہ اسم بمقابل مسمّے
کے کوئی وجود نہیں رکھتا ہے۔ اور اُس کی حیثیت بمقابلہ مسمّی کے مثل ایک دلیل کی ہوتی
ہے۔ اِس لئے اس کا آل کار مسمّی تک پہنچتا ہے۔ اور سالک کا معاملہ جو اس اسم سے ہے وہ
اُس کے مسمّی سے نسبت پیدا کر لیتا ہے۔ اس وقت سالک کا مقام جمع الجمع میں جس سے
الوہیت مراد ہے مستغرق ہوتا ہے۔ اور تجلّی ذات سے مشرّف ہوتا ہے اور بموجب
اس حدیث کے کہ من تواضع للّٰہ رفعہ اللّٰہ جو اللہ کے لئے تواضع کرتا ہے اللہ
تعالےٰ اُس کو بلندی عطا فرماتا ہے۔ اِس مقام میں اس کو لقا حاصل ہوتی ہے۔ چونکہ
یہ مرتبہ بھی شیون الٰہیہ میں سے ایک شانِ جامع ہے۔ اور حضرت اطلاق کا ایک تعیّن
اتم ہے۔ اِس لئے اس مقام میں شان کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے۔ ہر چند کہ
اُس کو ذات تصوّر کر لیتا ہے۔ اور عین حقیقۃ الحقائق میں ارتفاع کی وجہ سے کہ آیہ کریمہ
اِلَی اللّٰہِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ اس کی طرف اشارہ کرتی ہے حرف اطلاق تصوّر کرے۔
کہ تین اسما مبارکہ کا مکرر لانا یہ بتا رہا ہے کہ ذات دائرہ اعتبار سے باہر نہیں نکلی ہے
علے الخصوص لفظ الرَّحِیْم کے لانے میں اس کی صراحت ہے۔ کیونکہ پہلے دو نام
اسماء ذات میں مشہور ہیں۔ اور نسبت اور اسماء کے قربِ خاص حضرت ذات سے رکھتے
ہیں۔ آیہ کریمہ قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَاءُ
الْحُسْنٰی سے اس کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔ معلوم ہو کہ عارف اِن اسماء میں وصول
کے وقت وہم کرتا ہے۔ کہ مطلوب بے پردہ آغوش میں آگیا۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ بلکہ
مطلوب دائرۂ اسماء سے جو کہ حضرتِ ذات کی طرف ہیں ہیں۔ ایک قدم باہر نہیں آیا ہے
وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَسُبْحَانَہٗ +

قدس سرہ۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ کیونکہ مطلوب حقیقی سے
غفلت کرنے اور اس کے ماوراء میں متوجہ ہونے میں اگرچہ مرتبۂ ظاہر کو سکون ملتا ہے
مگر باطن اضطراب میں رہتا ہے۔ کیونکہ قلب بالذات حسن وجمال علے الاطلاق کا شیفتہ اور

حضوری میں مشغولی کا خواہاں ہے۔ پس غیبت غیبا سے اُس کو کیا اضطراب ہو سکتا ہے اور جب وہ ذکر حق میں مشغول ہو جاتا ہے تو اطمینان حاصل کر لیتا ہے۔ نفس رجیم اس امر کا کوشاں ہے کہ سالک کو حسن و زینت میں لگا کر اپنے وسوسوں میں مشغول کر کے محرومی اور نامرادی کو اُس کا نقد وقت بنائے خصوصاً اوراد و صلوٰۃ میں کہ بڑا مقامِ قرب ہے اپنی پوری طاقت اُس پر صرف کر دیتا ہے۔ مگر وہ جماعت کہ عنایتِ حق جن کے شاملِ حال ہے۔ وہ بہت جلد اس وادیِ پُرخطر سے نکل جاتی ہے اور بینا ہو جاتی ہے۔ آیۂ شریف
اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓىِٕفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَاهُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝ وَاِخْوَانُهُمْ یَمُدُّوْنَهُمْ فِی الْغَیِّ ثُمَّ لَا یُقْصِرُوْنَ ۝
ترجمہ: متقی آدمیوں کو جب شیطانی اثر پہنچتا ہے تو وہ خدا کا ذکر کرنے لگتے ہیں۔ پس وہ اثر شیطانی کو معلوم کر لیتے ہیں اور بینا ہو جاتے ہیں۔ اور اُن کے بھائی یعنی کافر وں کو شیطان کھینچتا ہے گمراہی میں تو وہ اُس کی تعمیل میں کمی پھر کوتاہی نہیں کرتے ہیں۔" اس کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ۝

قدسیہ

افضل! دیدی ہر آنچہ دیدی ہیچ است	واں جملہ کہ گفتی و شنیدی ہیچ است
سرتا سر ہمہ آفاق دویدی ہیچ است	واں نیز کہ در کنج خزیدی ہیچ است

یعنی اے افضل جب جذبات محبت الٰہی تیرے دل کو دیدِ اغیار سے روک لے اور بسبب غلبۂ محبت محبوب حقیقی کے عالم کا ہر ایک ذرہ نظرِ بصیرت میں ذاتِ حق نظر آنے لگے اس کے بعد مطالعۂ جمال بے کیف ہوگا۔ پھر ان سب سے قطع توجہ کر کے اس کی جناب اقدس کو ان تمام سے مبرا اور عالم بے کیف سے متعلق پائیگا۔ بہ رمز تو نے سُنی نیز یہ حقیقی کے لمعات تیرے باطن پر چمکیں گے۔ تو ظاہر ہوگا کہ جو کچھ معلوم و مشہود ہوا تھا۔ وہ سب ہیچ اور تصور و خیال تھا اور ثابت ہوگا کہ جو کچھ آفاق یعنی۔ بیرون وجود اور کنج نفس میں مرئی اور متجلی ہوا ہے۔ جناب اقدس کبریا اس سے بلند تر ہے اور اس کو عبارتوں اور اشاروں سے تعبیر نہیں کر سکتے ہیں ۝

قدسیہ

زلفش بکشی شبے دراز آید از و	چوں بگذاری چنگل باز آید از و

در یک گرہ از پیچ خمش بکشائی   عالم عالم مشک طراز آید ازو

منقول ہے کہ شیخ ابو سعید ابوالخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اس رباعی میں قضا و قدر کا راز بیان فرمایا ہے۔ اور اسی وجہ سے اُس میں آثار مغلق اور مشکل ہونے کے ظاہر ہیں۔ اِس کے حل کی طرف جو کچھ مؤلف کی طبع حقیر پہنچی ہے یہ معلوم ہوا کہ زلف سے مراد وحدتِ صرف مطلق سے عالم تقییدات کی روپوشی ہے۔ یعنی جب پردہ تعینِ قیود کو جو کہ ذات کے احکام و آثار و اعیان کے ساتھ متجلّٰی ہونے سے پیدا ہوا ہے ظاہر ہستی مطلق پر آپ ڈالدیں۔ اور اُس میں مطلق کو چھپا دیں نورات اُس سے دراز ہو جائے۔ کیونکہ آفتاب احدیت کے آثار واحدیت کے پردوں میں روپوش ہو جانے کے بعد کواکب اعیان کا برآمد ہونا ضروری امر ہے اور اگر اس سے گزر جائیں تو مطلق کو مطلق رکھیں۔ اور قیود کو صرف اطلاق میں شامل کر دیں تو ذات حق جل وعلا کہ جمیل مطلق ہے متجلّی ہو جائیگی۔ اُس وقت باز کا چنگل عاشقانِ حضرت محبوب علی الاطلاق کے دلوں کو فریفتہ کرنے کے لئے یہ نغمہ سرائی کرتا ہوا ظاہر ہوگا ؎

ذاتِ من نیست جز تجلّیِ ذات
ذات بر من زدہ است راہِ صفات

اور تمام اعیان انفس اور آثار و افعال کے لئے بجز ایک ذات با احدیت کے دوسرا مرجع نہ پائیگا۔ اور شرب اِلَی اللّٰہِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ سے شاداب ہوگا۔ اور سرِ قضا و قدر ہویدا ہوگا کہ جس قدر افعال سرزد ہوتے ہیں۔ وہ بجز ایک ذات حضرتِ وجود حقیقی دوسرے کے نہیں ہیں۔ اس لئے کہ وہ باعتبار اطلاق کے بسیط حقیقی ہے اور باعتبار تجلّی ثانی کے مفتقر اور باعتبار تجلّی ثالث کے مقتضی کہ روپوش ہو کے خلق کو بے خود کیا۔ ورنہ فاعل کون ہے اور فعل کس کا کہ غیریت پیدا کرے۔ اور ماسوا ہونیکا راگ گائے ؎

اے روئے در کشیدہ بازار آمدہ   خلقے بدیں طلسم گرفتار آمدہ

اور اگر ایک گرہ اُس کے پیچ و خم کی کھولو یعنی اگر ایک گرہ تعین کی اُن گرہوں میں سے جو اُس کے مطلق ہونے میں پڑی ہیں کھولیں تو سارا جہان مشکبار ہو جائے یعنی جب الوانِ مختلفہ کہ بمقتضائے ظہور اعیان ہیں مضمحل ہو جائیں تو مشک طرازی (کہ کنایہ سیاہی

ہے اور مراد اُس سے نورِ ذات کی بے رنگی ہے۔ ظہور میں آئیگی۔ ع
بہ تاریکی درون آبِ حیات است
جمالِ بے کیفی کی اِس شمیم سے مشتاقانِ جمال مدہوش ہو گئے۔ وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَیَھْدِی السَّبِیْلَ ۔

قدسیہ۔ اللہ تعالےٰ اپنے جذبات کی کمند سے ہم کو من و ما کی قید سے رہائی بخشے۔ اپنی حقیقی محبت کی طرف رہنمائی فرمائے۔ تاکہ اُس جنابِ اقدس محبوبِ مطلق کے لئے اختلافِ تعلقات اور تبدیلی اطوار حجاب نہ بن جائیں۔ اور دشواری و سہولت اور تموّل و فقر اور شدت و نرمی اور عنایت و مشقت اُس کے جمال و جلال کے آئینہ دار ہیں۔ شاید کہ ایک لمعہ اُن مطلع انوار سے بشریت کے ظلال پر چمکے اور ہویت کا آفتاب پہاڑوں اور ٹیلوں کے پیچھے سے طلوع ہو کر اِس جمادِ بے حس و حرکت کے نام و نشان کو برباد کر کے ایسے وجود سے کہ اس کے بعد عدم نہ ہو۔ اور ایسی زندگی سے کہ موت اُس کے پیچھے نہ ہو۔ اور ایسے نور سے کہ ظلمت اُس کے مقابل نہ ہو۔ مکرم فرمائے۔ وَھُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَیَنْشُرُ رَحْمَتَہٗ وَھُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ (ترجمہ) وہی ایک ذات ہے لوگوں کے ناامید ہو جانے کے بعد مینہ برساتی ہے اور اپنی رحمت کو پھیلاتی ہے اور وہی مالک حمد کے لائق ہے ۔

قدسیہ کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ بعض محققین صوفیہ زوالِ عین کے قائل ہیں۔ نہ اثر کے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب سارا عالم اسماءِ الٰہی جل و علا کا مظہر ہے اسی لئے کہا گیا کہ عالم چند عرضوں کا مجموعہ ہے۔ جو عین واحد میں جمع ہو گئے ہیں۔ پس سالک مستعد جب راہِ حق سبحانہٗ میں قدم ڈالتا ہے اور رشد کا دریچہ اُس پر کھلتا ہے تو یہ دقیقہ حل ہو جاتا ہے۔ کہ حقیقت اُس کی عدم ہے اور جو کہ اُس کو عین تصور کیا جاتا تھا۔ وہ اس کی سمجھ اور پندار تھی۔ کمالاتِ الٰہی اُس میں جلوہ گر ہوئے ہیں۔ جن کو وہ اپنے سے پاتا تھا۔ سالک اب جو اپنی اصل کو دیکھیگا۔ تو اُس وقت اپنی ذات کا نام و نشان نہ پائیگا کہ کمالاتِ الٰہی کی نفی تو غلط ہے۔ جو نسبت کہ خود ہی موہوم کی طرف کی جاتی تھی۔ وہ برطرف ہو گئی۔ اور فضائے وجود میں سوائے کمالات و شیونات واجب جل و علا کے

اور کوئی چیز نہ دیکھیگا۔ چونکہ شیون ذی شان کا عین ہیں۔ اور تمیز و تعدد سوائے وہم کے اور کوئی شے نہیں ہیں اِس لئے ذات واحد صرفہ کو ہر اعتبار اور لگاؤ سے معرا پائیگا اور لَیْسَ فِی الدَّارِ غَیْرُہٗ دَیَّار کہتا ہوا دریائے توحید میں مستہلک و مستغرق ہو جائیگا اور کثرت میں وحدت کا شہود اس طرح سے (کہ عالم کے رنگا رنگ کے تعینات وحدت حقیقیہ اور مراتبہ کے اطلاق کے بساطت میں مضمحل اور فنا ہو جائیں) ہر ایک ذرہ ذرات عالم سے جمال بے کیف کے لئے مقصد ہو جائیگا۔ مگر حضرت مجدد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے طریق میں عین اور اثر دونوں زائل ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ آپ کے پاس اگرچہ عالم اسماء الٰہی کے مظاہر کا مجموعہ ہے لیکن مظہر اپنے اصل یعنے ظاہر کا عین نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ بمنزلہ ایک تصویر کے کہ درجہ حس میں اُس کو محسوس کر دیا ہے۔ اور حقیقت میں نہ اُسکا کوئی نام ہے اور نہ کچھ نشان پس عارف پر اس حقیقت کے منکشف ہونے اور وجود مطلق کے غلبہ کے وارد ہونے کے بعد جس کے شیونِ حقیقت اس ضعیف اور اُس کے آثار ضعیفہ کے نام و نشان اور عین و اثر کو باقی نہ چھوڑینگے۔ نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَۃِ خدا کی روشن آگ جو دلوں میں مشتعل کیگئی ہے سب کو جلا دیگی۔ کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْءٌ وَالْاٰنَ کَمَا کَانَ خدا ہی تھا اور اُس کے ساتھ اور کوئی چیز نہ تھی اور اب بھی وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ پہلے تھا ؛

اس وقت حق جل شانہٗ سے عالم کے متحد اور اُس کے عینِ حق ہو جانے کے کوئی معنی نہ ہونگے۔ اور فنا و بندگی کے حقیقی معنی کہ اپنے تمام اعیان و آثار سے نکل جانا اور وجود مطلق میں اُن کو محو کر دینا متحقق ہونگے۔ بخلاف تعریف سابقہ کے کہ مجرد فنا انتساب بخودی ہے نہ فنائے خودی۔ اور دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ ع

بہ بیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

قدسیہ۔ آنحضرت قدس سرہ نے جلد دوم کے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے کہ مراتب عروج جب تک کہ ایک دوسرے کے ساتھ متمیز ہیں ایک مقام کی اصل سے دوسرے مقام کی اصل تک جاتے ہیں یہ تمام کمالات داخل دائرہ ولایت ہیں اور جب یہ تمیز جاتی رہے۔ اور تفصیل مذکور گم ہو جائے اور معاملہ اجمال و بساطت صرفہ کے ساتھ متعلق ہو جائے۔ تو مقامات نبوت کا آغاز ہوتا ہے۔ انتہیٰ ؛

مرتبہ ولایت صغریٰ میں کہ ظلال صفات سے متعلق ہے۔ ایک ظل دوسرے ظل سے متمیز رہتا ہے اس لئے تفصیل ضروری ہوئی۔ اور ولایت کبریٰ کہ اصول صفات سے متعلق ہے اور اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ علم اس مقام میں عین قدرت ہے اور قدرت عین ارادہ ہے۔ اس لئے تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں اگر کثرت ہے۔ تو تعبیری ہے۔ اسی طرح ولایت علیا میں کہ شیون ذاتیہ سے جو عین ذات ہیں متعلق ہے تفصیل کو سوں دور ہے اور اگر بے چونی وسعت کو قبول کرتی ہے تو حضرت ذات میں بھی بفحوائے اِنَّ اللّٰہَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ثابت ہے۔ پھر وجہ فرق کیا ہے +

قدسیہ۔ مرتبہ عدم امتیاز صفات بموجب طریق شیخ ابن عربیؒ کہ وہ صفات واجبی کے وجود واجبی پر زائد ہونے کو ثابت نہیں کرتے ہیں امر موجہ ہے بخلاف طریقہ آنحضرت قدس سرہٗ کے کہ معاملہ شیون ذاتیہ کو باوجودیکہ وہ عین ذات ہیں مگر چونکہ وہ اصل صفات ہیں۔ اس لئے اُن میں تفصیل وتمیز بہ نسبت اطلاق صرف کے ممکن ہے بخلاف مرتبہ حضرت ذات جل وعلا کے کہ وہ تعقل وتمیز وتعدد سے مبرا ہے۔ فافہم +

قدسیہ۔ آپ نے ایک عزیز کو تحریر فرمایا کہ :۔

نَحْمَدُہٗ عَلٰی نَعْمَائِہٖ وَنَشْکُرُہٗ عَلٰی اٰلَائِہٖ وَنُصَلِّیْ عَلٰی سَیِّدِ اَنْبِیَائِہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ الْاَطْھَارِ وَصَحْبِہٖ الْاَبْرَارِ اِلٰی یَوْمِ الْقَرَارِ۔

ہم اللہ تعالٰے کے انعام اور اکرام پر اُس کا شکر اور حمد ادا کرتے ہیں۔ اور سید انبیا اور اُن کی آل اطہار اور اصحاب ابرار پر تاقیامت درود بھیجتے ہیں +

اللہ تعالٰے آپ کی ذات بابرکات کو اپنے عنایات والطاف سے اپنی حضوری میں مسرور رکھے۔ کہ اُس کے بعد غیبت نہ ہو۔ اور احدیت کا ایسا شہود عطا فرمائے کہ کثرت موہومہ اُس کے مزاحم نہ ہو۔ ایسا حضور جو ایسی کیفیت کے ساتھ پیدا ہوئے کہ غیر کا وجود اس کے مزاحم نہ ہو۔ طریقہ خواجگان قدس اللہ تعالٰے اسرارہم میں ابتدا جذبہ میں پیدا ہوتا ہے۔ اور اس میں ایک قسم کا استہلاک واضمحلال سالک کو حاصل ہو جاتا ہے۔ اور کبھی اُس کے حصول کا سبب سالک کی بے تعلقی ہوتی ہے اجزاء عالم امر اور اجزاء عالم خلق سے اور قبل اُس کے کہ اُس کا رسوخ پیدا ہو اور اسمیں

پوری قوت حاصل ہو۔ اس طریقہ علیہ میں اُس کو وجود عدم کے نام سے تعبیر کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ وجود عدم وجود بشریت کی طرف عود نہیں کرتا ہے۔ اور دیگر مشائخ نے تجلی صوری اس مقام کا نام فرمایا ہے۔ اور یہی مقام توحید صوری کا ہے۔ کہ سالک بخیال وحدت کثرت کا مشاہدہ کرتا ہے۔ سالک کا وجود کونی و مکانی ہنوز اپنی جگہ پر قائم ہے۔ اگرچہ اس مقام میں وہ آنَا الحق و سُبحانی کہتا ہے اور لَیْسَ فِی الدَّارِ غَیْرُہٗ دَیَّار اُس کا نقد وقت ہوتا ہے۔ مگر چونکہ سالک فنائے حقیقی سے مشرف نہیں ہوا ہے۔ اور حقیقت وحدت سے اُس کو آگاہی نہیں ہوتی ہے۔ اور نہ وہ دائرۂ نفس سے باہر نکلا ہے اور نہ شراب معرفت اُس کے حلق میں ٹپکی ہے۔ اس لئے اگر عنایت بے غایت مدد کرے ایسے مرشد کامل تک پہنچائے جس کی نظر دوا اور اس کی توجہ شفا ہو۔ خسارت و نقصان اُس کا نقدِ وقت ہوگا کہ گرداب صورت میں گرفتار رہکر ساحل معنی پر نہ پہنچ سکیگا۔ ایک جم غفیر مبتدیوں کی اسی توحید میں آسودہ ہے اور اکابر اولیا کو بھی اپنی طرح سے اسی مقام میں سمجھ کر اس کو کمال الکمال سمجھے ہیں۔ اور تجلی صوری جس میں کہ خدائے لایزال کے جمال کا مشاہدہ صورتوں اور شکلوں میں ہوتا ہے اس سے عام ہے کہ لباس صورِ حسی میں یعنی میں خواہ پردۂ الوان میں ظاہر ہوں یا انوار میں۔ پس تجلی نوری بھی اسی تجلی صوری میں داخل ہوگی اور منجملہ مراتب یقین یعنی علم الیقین وعین الیقین وحق الیقین کے صاحب مقام توحید صوری کو مرتبہ علم الیقین حاصل ہوتا ہے۔ اور اُس کی سیر داخل سیر آفاقی ہے جس کو بُعد در بُعد اور سیر مستطیل کے نام سے اولیاء اللہ نے موسوم فرمایا ہے۔ اور یہ جو بیان کیا گیا ہے۔ کہ مناسب مقام وجود عدم کے متجلی صوری ہے نہ عینی وہ اس وجہ سے کہ طریقہ حضرت خواجگان قدس اللہ اسرارہم میں سلوک اخیر کی سیر شروع میں ہو جاتی ہے۔ کہ آغاز میں اُن کی نظر احدیت ذات پر ہے ان بزرگوں کا پہلا قدم یعنی وجود عدم اوروں کی نہایت النہایت کو متضمن ہے اور تجلی معنوی کی چاشنی یعنی تجلی صفات اور ذات کہ آخرین تجلیات ہیں طالبان حق کو آغاز کار میں عطا کرتے ہیں۔ ع

قیاس کن زگلستانِ من بہار مرا

اور فرماتے ہیں کہ یہ حضور جب مضبوط ہو کر جاگزین ہو جاتا ہے تو اُس کو مشاہدہ کہتے ہیں

اور وہ الفاظ جو دوسرے صاحب اس موقع پر استعمال کرتے ہیں۔ موہم حلول و اتحاد و مشعر تنزل و تقید اور حسب ظاہر مخالف شریعت بیضا ہیں اُن سے پرہیز کرنا لازم ہے اور مشاہدہ نسبت مذکورہ کے رسوخ کو کہتے ہیں۔ اسی طرح سے بیان مقامات میں حضرت محبوب رب العزت علیہ وعلٰے آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی صورتاً و معناً متابعت کی رعایت کرتے ہیں ۔

فرماتے ہیں کہ جب حضور صفت شاہدی و مشہودی سے مبرا ہو جائے تو اُس کو فنا حقیقی کہتے ہیں اُس وقت سالک کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ سے مشرف ہوتا ہے اور حیرت و جہل و اضمحلال و استہلاک سالک کو حاصل ہوتے ہیں۔ اب کفر حقیقی و مقام جمع اُس کو حاصل ہوگیا ۔ اور وہ مرتبہ علم الیقین سے عین الیقین میں داخل ہوگیا۔ اور اب وہ اس مقام میں حسن اسلام و قبح کفر کے بیان سے باز رہیگا۔ اور کہے گا ؎

کفر باسلام بیکساں نگر | کہ ہر یکے دیوان او دو قریست

اب وہ سیر آفاقی سے انفسی میں آگیا اور سلوک سے جذبہ میں پہنچ گیا۔ اور دائرۂ کونی و امکانی قطع کر کے اس اسم الٰہی جل و علا میں کہ اُس کا مبداء تعین ہے واصل ہوگیا۔ اور مزاحمت تفرقہ اور خلل کثرت سے نجات حاصل کی اُس کے کار و بار کا علاقہ حضرت وجوب سے ہوگیا۔ اور وجود بشریت کی طرف عود کرنے سے وہ مامون ہوگیا طریقہ علیہ خواجگان قدس اسرارہم میں اس نسبت کا حصول حکم الف و بے کا رکھتی ہے۔ اور پیر مقتدا سے اذکار سیکھنا سلوک میں قدم کا رکھنا ہے۔ اِس سے ظاہر ہوگا کہ پیشگاہ ان اکابر کی کس قدر بلند اور انکی ابتدا متضمن انتہا ہے +

کوئی شخص ہمارے اس بیان سے یہ گمان نہ کرے کہ حسن اسلام و قبح کفر میں تمیز کرنے سے دائرہ شرع سے قدم باہر رکھنا لازم آتا ہے۔ اور مشائخ نے فرمایا ہے کہ جس حقیقت کو شریعت نے رد کر دیا ہے۔ وہ زندقہ ہے۔ کیونکہ کفر کے دو اعتبار ہیں ایک اعتبار تو کفر کا پیدا کرنا کہ وہ خالق سے متعلق ہے۔ اور دوسرا اعتبار کسب کفر جس کا بندہ سے تعلق ہے۔ اِس میں شک نہیں کہ خلق تو قبیح نہیں ہے۔ صاحب فنا چونکہ مزاحمت کثرت سے رہائی پا کر جمع حقیقی میں پہنچگیا ہے اُس کا مشہود حالت مذکورہ میں باعتبار اول ہے۔ اِس لئے وہ کفر کے قبیح ہونے کا حکم نہیں دے سکتا۔ اور اعتبار

محض جو ملفوظ نہیں ہے۔ کیونکہ اُس کے قبیح کا حکم دیگر اُس کو ممتاز کیا جا سکتا ہے۔
اِس کے بعد اگر سالک پھر ہوش میں آگیا۔ اور اُس حضور کو جس کو اُس نے اپنے وجود سے زائل کر دیا تھا۔ حق سبحانہٗ تعالےٰ کی طرف منسوب کیا۔ اور یقین کیا کہ اللہ تعالےٰ خو بخود حاضر ہے۔ تو وہ فنا حقیقی سے مشرف ہوا۔ اور حیرت و جہل سے علم میں آیا اور مرتبہ تفریق بعد الجمع سے مکرم ہوا۔ اور اُس کی فنا نے ثمرہ بقا بخشا۔ اور اب تنگی علم و سکر سے اُس کو کشادگی حق الیقین ظاہر ہو گی۔ وہ حقیقت اسلام سے آراستہ ہوا

ع دلم بکفر و اسلام مائل فتادہ ست

اِس کے بعد کسی کو شہود احدیت سے کثرت میں پہنچا کر توحید وجودی سے محفوظ رکھتے ہیں۔ یہ جماعت کہتی ہے کہ جو کچھ عرصۂ وجود میں موجود ہے۔ وہ خدا کی ہستی کے ساتھ عین ذات حق جلّ و علا ہے۔ اور واجب ہے کیونکہ اگر واجب تعالےٰ کی ہستی اُس کی ذات سے علاوہ ہوتی تو وہ ذات غیر حق ہوتی اس لئے کہ ہر ایک دو چیزیں باہم متغائر ہوتی ہیں۔ پس ذات الٰہی جل شانہ محتاج غیر کی ہوتی اور احتیاج کا ہونا ممکن کی علامت ہے۔ اور وہ محال اور مستلزم ابطال واجب الوجود ہے اس لئے ہستی حق عین ذات حق ہونا لازمی ہے۔ ممکن کا وجود چونکہ ذاتی نہیں ہے اِس لئے اُس کی ہستی اُس کی حقیقت پر زائد ہوگی۔ پس وہ زائد یا تو ممکن کو عارض ہے یا معروض صحابِ ذوق نے وجدانا پایا ہے۔ کہ حقائق ممکنہ عوارض ہیں اور وہ وجود کہ ہستی ہے معروض ہے قایم بذاتہٖ ہے۔ اور ماسوا اُس کا قائم اُس کے ساتھ ہے۔ اِسی لئے کہا گیا ہے کہ عالم چند اعراض ہیں۔ جو ایک ذات میں مجتمع ہیں۔ پس وجود چونکہ مبدأ آثار ہے۔ اس لئے یقیناً موجود ہے۔ پس اگر وہ ممکن کو عارض ہو تو وہ وجود عارضہ وجود سے موجود ہوگا۔ اِسی طرح وجود الوجود کا بھی ایک وجود ہوگا۔ اور تسلسل لازم آئے گا۔ اور یہ باطل ہے۔ پس وجود کی عارضیت بھی باطل ہوگی۔ بلکہ وجود معروض ہوگا۔

دُوسری ایک بات یہ بھی ہے کہ وجود کے عارض ہونے کی صورت میں دو حال سے خالی نہیں ہے یا وجود کے بانی کا اثر نفس وجود میں ہوا ہوگا یا مرتبہ اتصاف میں اور یہ دونوں صورتیں باطل ہیں جیسا کہ کتب معقول میں اس کی صراحت مذکور ہے۔ پس جب وجود معروض ہوا تو ثابت ہوگیا کہ عرصۂ کائنات میں ذات موجودہ حضرت حق سبحانہٗ ہے

ماسوائے حق کے کوئی وجود نہیں وہ صرف امورِ اعتباری ہیں۔ جو کوئی موجود ہے منسوب بحضرتِ وجود ہے مگر وہ موجود حقیقی ہے اور اس کا وجود ذاتی ہے کیونکہ اگر ممکنات موجود حقیقی ہوں تو اُن کا وجود عینِ ذاتِ ممکنات ہوگا یا عارض ذات دونو صورتیں ممتنع ہیں پس اُن کا وجود بھی حضرت وجود کی طرف ہی منسوب ہوگا اور فی ذاتہٖ معدوم ہوگا۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ اَلْاَعْیَانُ مَا شَمَّتْ رَائِحَۃَ الْوُجُوْدِ یہ عوارضِ ممکنہ اسی ہستی مطلقہ سے ظاہر ہوئے ہیں۔ کیونکہ بے اُس کے وہ موجود نہیں ہیں۔ پس کمالات بھی اُسی میں مندرج ہونگے جو کہ مرتبہ اطلاق میں متمیز نہیں ہیں اور مرتبہ تنزل علمی میں متمیز ہو کر حقائق ممکنات بنے۔ اِن حقائقِ متمیزۂ علمیہ نے حضرت وجود یعنی ذاتِ واجب جل وعلا سے ایک نسبت مجہول الکیفیت پیدا کی۔ اور وہ آئینہ ظاہر وجود میں منعکس ہو کر نیست نما ہوگئے اور چونکہ یہ کمالات جو کہ حقائقِ ممکنات ہیں مرتبہ اطلاق میں عینِ مطلق ہیں۔ اور مطلق مرتبہ تقید میں عینِ حق ہے۔ اس لئے عینیت ثابت قرار دی گئی اور کہا گیا ہے ؎

در شکلِ بتانِ بزن عشاق حق است — لا بلکہ عیاں در ہمہ آفاق حق است
چیزے کہ بود ز روئے تقید جہاں — واللہ کہ ہمہ رو جہ اطلاق حق است

کسی اور نے کہا ہے ؎

غیرتش غیر در جہاں نگذاشت — لاجرم عینِ جملہ اشیا شد

یہ وہم نہ کیا جائے کہ کثرتِ وحدت کے ساتھ متحد ہوگئی یا وحدت نے کثرت میں حلول کیا۔ کہ یہ باتیں بالاتفاق کفر ہیں۔ کیونکہ حلول اور اتحاد اس وقت متصور ہو سکتا ہے جب کہ وجود متکثر ہوں۔ وحدتِ وجود میں ایسے وہم مرفوع ہیں۔ قدوۃ احرار شیخ فریدالدین عطارؒ قدس سرہ نے فرمایا ہے ؎

ایں جا حلول و کفر بود اتحاد وہم
ایں وحدت است لیک بہ تکرار آمدہ

جس طرح کہ زید کی صورت جب مختلف آئینوں میں ظہور کرتی ہے۔ تو آئینوں کے شکل اور رنگ کے اختلاف کی وجہ سے صورتیں کئی قسم کی ظاہر ہوتی ہیں۔ پس موجودِ خارجی صرف ایک ذات زید کی ہے۔ جس نے ارادوں اور خیالات کے مختلف ہونے کے سبب سے متعدد اور کثیر آئینوں میں ظہور کیا ہے۔ پس اس کثرت سے وہمیہ کی وجہ سے زید کی

ذات میں کچھ تکثر لازم نہیں آتا ہے۔ اور حلول و اتحاد کا شبہ پیدا نہیں ہوتا۔ وَلِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی ہماری تقریر میں موجود خارجی ذاتِ واحد حقیقی ہے کہ کثرت کو اس میں دخل نہیں ہے۔ اور تعداد کی وہاں گنجائش نہیں۔ غایت الامر یہ ہے کہ کمالات کے آئینوں میں انعکاس اور ظہورِ ذات مرآت صفات میں ہونے کے سبب سے شعبدۂ کثرت بطون سے ظہور میں آ گئے۔ عارف جامی قدس سرہٗ السامی فرماتے ہیں ؎

ممکن ز تنگنائے عدم ناکشیدہ رخت | واجب بجلوہ گاہ عیاں نا نہادہ گام
در حیرتم کہ ایں ہمہ نقش بدیع چیست | بر لوح منظر آمدہ منظور خاص و عام
بادہ نہان و جام نہاں آمدہ پدید | در جام عکس بادہ و در بادہ رنگ جام
جامی معاد و مبدأ ما وحدت است و بس | ما در میانہ کثرتِ موہوم والسلام

یعنی ذات حق جل سلطانہٗ نے آئینہ داری ذات ممکنات کی کی اور حقائق ممکنہ نے آئینہ داری آثارِ ذات واحد قہار جل سلطانہٗ کی فرمائی +

سوال۔ جب کثرت موہوم ہے تو پھر شریعت کہ بنا اس کی کثرت پر ہے کیونکر قائم رہے گی :۔

جواب۔ کثرتِ موہوم کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ محض خیال اور وہم کی من گھڑت ہے۔ کہ وہم و خیال کے مرتفع ہوتے ہی مرتفع ہو جائے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مرتبۂ اطلاق میں اس کا نام و نشان نہیں ہے۔ مراتب مقیدات اگرچہ مرتبۂ اطلاق میں ثابت نہیں ہیں مگر چونکہ مراتب تنزیہہ میں صنعت خداوندی سے مرتبۂ یقین میں پیدا ہو گئے ہیں۔ اور متعلق علم الٰہی جل و علا ہے اس لئے وہ ارتفاع خیالی سے محفوظ ہیں اور اسی لحاظ سے مقام تکلیف یہ عالم ہوا اور مدار ثواب و عقاب وہ عالم دار القرار بنا +

الحاصل اس طائفہ کے نزدیک نے ہی حق سبحانہٗ ہے کہ مراتب مختلفہ میں باحکام متضادہ ظاہر ہوا۔ مرتبۂ اطلاق کے احکام مرتبۂ تقیید سے غیر متعلق گویا کاذب ہیں۔ اور مرتبہ قید کے احکام بارگاہ اطلاق میں سے غیر متعلق غیر صادق ہیں ؎

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد | گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

مثلاً حقیقتِ انسانی کہ مرتبۂ اطلاق میں فی ذاتہٖ احکام سے مبرا ہے اور مرتبہ قید و تعین میں بوجہ قید شخصیہ کے احکامِ مختلفہ اور متضادہ رکھتی ہے اگرچہ حقیقتاً وجود بھی حقیقت

کے لئے ہے اور یہ اختلاف اشخاص عوارض کی وجہ سے ہے جو اُس کے اجزاءِ حقیقت ہیں مگر اُسی ایک حقیقت کو بحیثیت اطلاق حقیقی اور تقیدات ذہنیہ و خارجیہ کے بہت سے آثار اور احکام ایسے ہیں کہ ظاہر بینوں کو سبب وہم اختلاف ان اشخاص کا ہوا۔ بلاشک اشخاص حقیقت انسانیہ باہم تمیز عارضی رکھتے ہیں اور حقیقت میں متحد ہیں۔ اِسی طرح افراد حیوان حیوانیت میں شریک ہیں۔ اور حقیقی وجود اُسی حقیقت حیوانیہ کا ہے اور اختلاف انواع بوجہ عوارض اور اعتبارات ہے کیونکہ وجود مطلق کے لئے ہے اور قید اعتباری ہے۔ اِسی طرح افراد جسم میں وجود حقیقت جسمیہ کا ہے اور اختلاف اجسام صرف امر اعتباری ہے اس کی مثال یہ ہے کہ جوہر وجود کہ مراتب تنزل یعنی جوہر و جسم و حیوان و انسان میں وجود اُسی حقیقت بسیط کے لئے ہے اور اختلاف اجناس و انواع و اصناف و اشخاص صرف امر وہمی ہے اور آثار و احکام کی مزاحمت باہمی باعتبار اختلاف مراتب بالکل صحیح ہے اور کوئی اعتراض لازم نہیں آتا۔ اور موجود وہی حقیقت مطلق جنس الاجناس ہے کہ تمام موجودات میں ساری اور اسماء متعددہ میں ظہور فرما ہے۔ اور تقیدات اعتبارات محض ہیں ایسا نہیں ہے کہ الانسانُ جسمٌ قضیہ صادقہ ہے مطلب اس کا یہ ہے کہ دو صورت مختلف ذہنیہ یعنی صورت انسانی اور صورت جسم کہ وجود خارجی میں باہم متحد ہیں۔ اور جب انسان کے ساتھ وجود خارجی میں جسم متحد ہوا اور محتاج امر زائد کا ہوا حالانکہ موجود فی الحقیقت وہی جسم تھا اور قید انسانیت ایک امر اعتباری ہے۔ نیز جب جسم اس قضیہ میں انسان کے ساتھ متحد ہوا۔ اور قضیہ الحجر میں جسم کو حجر کے ساتھ نسبت اتحادی تھی۔ تو انسان کو بھی حجر کے ساتھ مرتبہ جسم میں اتحاد بدیہی ہے۔ پس تمام مقیدات مطلق کے ساتھ متحد ہوگئے اسی طرح مرتبہ مطلق میں وجود حقیقی اُسی مطلق کے لئے ثابت ہوا اور مقیدات امور اعتباری ہوئے کہ مرتبہ تنزل میں تعدد و تکثر قبول کر کے میدان ظہور میں آئے ہیں۔ یہ اجمالی بیان مسئلہ وحدت وجود کا بموجب مسلک متاخرین صوفیہ کیا گیا ہے اور شاہد حقیقی اس پر کشف اور وجدان ہے اور اُس کے متعلق دلائل اور براہین بطور تنبیہات بر بدیہیات ہیں۔ ہمارے حضرت قطب المحققین کے اس مسئلہ میں مقالات مفردہ اور تحقیقات خاصہ اور تدقیقات عجیبہ ہیں کہ کتاب و سنت سے مؤید اور معتقدات اہل السنت والجماعت سے مزین ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ مقصود سیر و سلوک سے تحصیل لوازم بندگی ہے نہ حصول الوہیت اور خدائی اور مقصود نفس کی شناخت ہے بلحاظ اُس کی مذلت اور احتیاج اور شناخت اللہ تعالےٰ کی بلحاظ اُس کے کمالِ غناو قدرت کے جو خاک و ب خبثِ ذاتی سے موصوف ہے۔ اور دنائت طبعی سے موسوم وہ عین سلطانِ ذی شان کیونکر ہو سکتا ہے پس حکم عینیت کیونکر تسلیم کیا جائیگا۔ اور قضیہ وحدت و اتحاد کیسے درست ہوگا۔ بجز حالت مدہوشی کے کہ مغلوب السکر لوگ معذور ہیں۔ ورنہ ارباب ہوش و امتیاز ناپاکیوں اور فضلات کا اتحاد اُس خالق زمین و آسمان کے ساتھ کہ قدوسی اُس کا وصف ذاتی اور سبوحی اُس کا ظہور صفاتی ہے ہرگز تجویز نہیں کر سکتے ہیں۔ اور نہ بیان مراتب تنزیہہ و تشبیہہ میں فرق اعتباری پر اکتفا کر سکتے ہیں۔ اور عبودیت کو ربوبیت کے ساتھ ملا کر عقل کی دولت کو ہاتھ سے نہیں کھو سکتے ہیں۔ وحدت وجود کے ثابت کرنے والے صوفیہ نے جو کہ عینیت عبد و رب کے قائل ہیں بیان کیا ہے کہ حقیقت واجب تعالےٰ و تقدس ہستی مطلق وجود بحت ہے۔ اور ابھی پھر بنیاد مسئلہ وحدت وجود کی قائم ہے مدخول فیہ ہیں۔ کیونکہ یہ اس صورت میں درست ہوگا جب کہ ذات باری تعالیٰ وجود کے ساتھ موجود اور ہستی کے ساتھ کائن ہو تاکہ کہا جا سکے کہ ہستی حق عین ذات حق ہے+

قطب العرفا شیخ علاؤ الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ فوق عالم وجود کے اوپر عالم ملک ودود ہے۔ یعنی مقام اطلاق جس طرح کہ تمام اعتبارات کی گنجائش نہیں ہے۔ اسی طرح وجود کی بھی منجملہ کمالات ذاتیہ اعتباریہ حقہ کے ہے۔ اس بارگاہ علی میں دخل نہیں ہے۔ نہ عینیۃ اور نہ زیادۃ جب کہ ان اکابر کے مسلک میں اُس کی حیوۃ و علم و سمع و بصر و قدرت و ارادت و تکوین کو کہ صفات حقیقیہ ہیں۔ اور اُن کا وجود زائد بر وجود ذات مقدس نہیں ہے۔ باوجود اس کے نہیں کہہ سکتے کہ حقیقت واجب تعالےٰ مثلاً علم ہے یا قدرت پس وجود حق جب کہ زائد بر ذات حق نہ ہوگا تو کیونکر حقیقت واجبی ہو سکیگا۔ یہ بات ظاہر ہے کہ کنہ ذات واجب تعالیٰ مجہولِ مطلق ہے اور یہ کہنا کہ حق تعالےٰ کی حقیقت وجود ہے اور ہستی مطلق اُس کے منافی نہیں ہے حالانکہ موضوع کا تعقل حکم میں ضروری ہے اور جب ثابت ہو گیا کہ حقیقت واجب جل و علا وجود کے علاوہ ہے۔ پس وجود منجملہ مصنوعات

گے ہؤا جو صانع تعالےٰ سے صادر ہؤا ہے۔ پس اُس صورت میں جب کہ وہ حقائق ممکنات کو معروض ہؤا اور مقیدات کو نیبہ کو عارض تو باوجود ان ممکنات اور مقیدات کی غیریت کے اُن پر واجب کے ساتھ عینیت کا حکم کسی طرح سے متصور نہیں ہو سکتا اتنا ضرور ہے۔ کہ جو کچھ میدان ظہور میں آیا ہے۔ کمالات واجب تعالےٰ کے ایک تو کے مماثل ہے۔ اور اس کے شیون و اعتبارات کے ظلال کا ایک ظل ہیں اور ممکنات بجز اُس کے جمال و کمال کے مظاہر ہونے کے اور کچھ نہیں ہیں مگر ہمیشہ جمال لایزال الٰہی کی نظر فیض اثر سوائے اِن ظلال نور الانوار کے کسی اور پر نہیں ہے اور یہ مظاہر کے آئینے اُس کی شہود کے میدان سے ساقط ہیں۔ اُس کی انوار حقیقت کے ظلال ایسے متوارہیں کہ نہ ان کو انوار مشرقی کہا جا سکتا ہے۔ اور نہ غربی۔ پس شہود و شہو پردہ کثرت میں ایک واحد علے الاطلاق کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ ایک فرقہ کو صوفیہ کو آئینوں کی روپوشی اور ظل کے اصل کے ساتھ کمال اتحاد نے واجب و ممکن میں عینیت کا حکم لگانے پر دلیر کر دیا۔ اور وحدت و اتحاد کا قائل اس لیئے انہوں نے کہا ؎

مجموعۂ کون را بقانون سبق | کردیم تصفح ورقاً بعد ورق
حقا کہ ندیدیم نخواندیم درآں | جز ذات حق و شیون ذاتیۂ حق

مگر اُن حضرت نے تشبیہ مطلق کے امتزاج سے رہائی نہیں پائی۔ اور بارگاہ مطلق تک رسائی کی جسارت نہ فرمائی۔ اسی لئے کہا ؎

باگل رخ خویش گفتم اے غنچہ دہاں | ہر لحظہ مپوش چہرہ چوں عشوہ تباں
زد خندہ کہ من بعکس خوبان جہاں | در پردہ عیاں باشم و بے پردہ نہاں

اگر یہ حیات تنزیہ حقیقی کے گلستان قدس میں عبور کرتے تو عنان توجہ اُن چیزوں سے جو داغ چونی و چندی سے داغدار ہیں پھیر کر بے چونی کی طرف سبقت کرتے اور تشبیہ کو تنزیہ سے مختلف کرتے۔ اور حقیقت کلمہ لا سے ان کو منفی کرتے اور بہ بداہت معلوم کر لیتے کہ مطلق نے اَوج اطلاق سے تنزل نہیں فرمایا ہے اور مقید کا عروج قید کی پستیوں سے محال ہے۔ جو کچھ کہ متنزل ہے اور تعین میں آیا ہے وہ اطلاق سے کوسوں دُور رہے مَا لِلتُّرَابِ وَرَبِّ الْاَرْبَابِ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ۔ یعنی مٹی کجا اور رب الارباب کجا اللہ تعالےٰ عالم سے مستغنی ہے ؎

غنائے ذاتی حضرت واجب تعالیٰ کا کوئی آئینہ متحمل نہیں ہے اور کسی آئینہ کو اُس کے مقابلہ کی تاب نہیں ہے۔ اِس لئے کہ حادث جب قدیم سے ملایا جاتا ہے تو اُس کا کوئی اثر نہیں رہتا ہے۔ چونکہ وجود اخص کمالات واجب تعالےٰ ہے اور مبداء خیر ہے ممکن کہ عدم ممکن کا حکم ذاتی ہے۔ پس وجود کو ممکن کے لئے استعارات اور مجازات صرف سے الگ ہوکر ثابت کرنا امر مشکل ہے پس عالم کا وجود محض نمائشی اور خیالی ہے۔ جیسے کہ آئینہ کوئی صورت منعکس ہوتی ہے لیکن فرق دونو میں یہ ہے کہ ثبوت عالم اگرچہ مرتبۂ نظر اور حس میں ہے۔ مگر چونکہ قادر مختار کی صنعت گری نے اُس مرتبہ میں متعلق ہوکر قرار پکڑ لیا ہے اور اس وجہ سے عالم کا زوال حس وخیال کے زوال کے ساتھ نہیں ہوجاتا اور وہ موردِ احکام صادقہ ہوگیا۔ وجودِ واجبی جل وعلا مرتبۂ خارج میں تھا۔ اور تحقق عالم مرتبۂ حس ونمائش میں پس اراوتِ وجود عالم سے تجدید اتحادِ مرتبہ کی خواہاں ہے۔ یہ ایک بدیہی بات ہے۔ زید کی تصویر جو آئینہ میں نمایاں ہوئی ہے۔ زید کے اُس وجود کے مصادم نہیں ہے جو خارج میں موجود ہے اِس بیان سے وحدتِ وجود بمعنے اثبات قدم اور رفع حدث حاصل ہوگیا اور حقیقت توحید روشن ہوگئی۔ کہ نفی ماسوائے حق تعالےٰ ہے اور فنا حقیقی کہ سالک کی ذات وصفت اور افعال کا نام ونشان باقی نہ رکھے۔ نہ محض انتساب کی نفی جو کہ مشربِ اول میں حاصل ہوتی ہے اور وہ صورتِ فنا ہے +

سوال - واصلینِ مقامِ وحدتِ وجود جمع بین التشبیہ والتنزیہ کے قائل ہیں چاہیئے کہ اُن کا شہود اتم اور اُن کا ایمان اکمل ہو کیونکہ یہ لوگ مرتبۂ تنزیہ حقیقی کو مسلم رکھ کر تشبیہ پر بھی (کہ وہ تنزیہ کا ایک تعین ہے) ایمان رکھتے ہیں اور اُس کو کمالِ مطلق جانتی ہے +

جواب - ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے ہیں کہ ہماری تحقیق میں تشبیہ سے انکار اور مشاہدہ کمال لایزال سے اُس کے ظلال میں اعراض ہے۔ مابہ الاختلاف تنزیہ وتشبیہ میں عینیت واتحاد ہے۔ ہماری تحقیق میں عالم مظہر کمالات حق ہے نہ یہ کہ مظہر عین ظاہر ہے اور مشرب اربابِ وجود میں عالم اور حق میں اتحاد ثابت ہے۔ اس تشبیہ وتنزیہ کے اختلاط نے اُن کی ہمت کے دامن کو اطلاق حقیقی تک وصول سے

روک لیا۔ اور کارخانۂ سلوک کو مراقب تعینات نے معطل کر دیا۔ چونکہ تھوڑی سی اعیان ممکنات کی تحقیقات سے کلام میں طوالت ہوگئی ہے اس لئے بخوف ملالت سامعین مزید تشریح کسی اور وقت پر موقوف رکھی جاتی ہے۔ اگر منظورِ مشیت ہے تو اس کا کچھ حال لکھا جائیگا۔ والسلام ❖

کرامت - جو بات کہ ہم کو پیش آنے والی ہوتی ہے الا ما شاء اللہ تعالیٰ قبل از وقوع کے اس کے اچھے بُرے کی آپ ہم کو خبر دیدیا کرتے تھے اور آپکے ارشاد کے مطابق ہی واقع ہوا کرتا تھا۔ آپکے خوارق و کرامات کا شمار ناممکن ہے ❖

مَیں اپنی شادی کے زمانہ میں بالاخانہ پر رہا تھا۔ ایک رات کسی نے نہایت زور سے میرے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا میں متحیر ہوا اور بہت پوچھا کہ کون ہے۔ مگر کوئی جواب نہ ملا۔ آخر کار میرے دل میں آیا کہ اٹھ کر دروازہ کھولوں۔ مَیں نے زنجیر کھولی۔ مَیں دروازہ اپنی طرف کھینچتا تھا اور وہ اپنی آپ اس وقت دوسرے گھر میں تھے۔ آپنے وہیں سے ہوں ہوں کر کے فرمایا کہ محمد سعید بمجرد آپکے اس فرمانے کے دروازہ کھل گیا۔ دیکھا تو کوئی شخص وہاں نہ تھا۔ پھر مَیں نے دروازہ لگا لیا اور سوگیا۔ اور سوگیا۔ اور علی الصباح خدمت فیضہ جب میں حاضر ہوا قبل اُس کے کہ شب کا واقعہ عرض کروں خود آپنے فرمایا کہ محمد سعید ایک جن تھا کہ تمہارے ساتھ مزاحمت کر رہا تھا اس لئے مَیں نے آواز دی۔ اور تمہاری اُس کے پنجہ سے رہائی کرائی ❖

کرامت - آپ فرماتے ہیں۔ جس زمانہ میں کہ میری شادی ہوئی تھی آنحضرت نے مجھ سے فرمایا کہ اس بیوی سے تم کو اولاد ہوگی۔ مگر پہلا لڑکا چار سال کا ہونے نہ پائیگا کہ وفات پائیگا۔ ایسا ہی ہوا کہ اُس بیوی سے پانچ لڑکے تولد ہوئے اور پہلا لڑکا چار سال کا ہونے سے پہلے انتقال کر گیا ❖

کرامت - آپ فرماتے ہیں کہ جس زمانہ میں کہ سرہند میں وبا پھیلی تھی ہمارے بھائی خواجہ محمد صادق اور محمد فرخ اور محمد عیسیٰ اور ہماری بہن ام کلثوم نے اُسی وبا سے رحلت کی ❖

ایک روز آنحضرت نے مجھ سے اور برادر عزیز محمد معصوم سے فرمایا کہ آج صبح میں بارگاہ بے نیاز نے تجلی فرمائی کی اور تم دونوں کو میری گود میں بٹھایا گیا محمد سعید

کو زانوئے راست پر اور محمد معصوم کو زانوئے چپ پر۔ اور الہام کیا گیا کہ ہم نے ان کو تمہیں بخشا یہ دونو معمر ہونگے اور بوڑھے ہونگے۔" اللہ تعالٰے نے ان ہر دو چشمہ فیض و افضال کو بلائے و بائے سے عافیت بخشی اور معمر کیا کہ ایک عالم اُن کی صحبت سے سرشار فیض و برکات ہوا۔ اور ایک جہان فیض بخشیوں کا شہرہ سُن کر دور دراز کے شہروں سے ان مرشدان طریقت و حقیقت کے دولت سرائے کی طرف متوجہ ہوا+

کرامت آپ فرماتے ہیں کہ جس زمانہ میں کہ آنحضرت بطلب سلطانی اکبر آباد تشریف لے گئے۔ میری بیوی حاملہ تھیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالٰے کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ محمد سعید کی بیوی کو اس حمل میں ایک لڑکی تولد ہوگی فاطمہ سلطانہ اُس کا نام رکھنا۔ پھر فرمایا کہ دلگیر نہ ہو کہ یہ بھی عنایت الٰہی ہے چنانچہ ایسا ہی واقعہ ہوا+

کرامت۔ بعض اصحاب محرم اسرار نے فرمایا کہ اب سے دور ایک مرتبہ حضرت مخدوم زادگی خواجہ محمد سعید سلمہ اللہ و ابقاہ سخت بیمار تھے۔ اور اُن کا مرض طویل اور ضعف و ناتوانی بے انتہا ہوگئی تھی۔ کہ اطبائے علاج کرنے سے عاجز ہوگئے تھے۔ ایک روز آنحضرت قدس سرہ نے راستہ میں کاغذ پڑا ہوا دیکھا۔ اس کو اُٹھا لیا۔ اُس پر خدائے جل و علا کا نام لکھا ہوا تھا۔ آپ نے اُس کو چوما اور پاک جگہ رکھ دیا۔ درگاہ رب الارباب سے الہام ہوا کہ تو نے ہمارے نام کی تعظیم کی ہم نے تمہارے بچے کو تم کو بخش دیا۔ اور اس کی بیماری کو صحت سے بدل دیا۔ فوراً ہی حضرت مخدوم زادہ صاحب نے صحت پائی+

کرامت۔ اس حقیر نے واقعہ میں دیکھا کہ حضرت خواجہ محمد سعید سلمہ ربہ بادشاہ ہیں اور اولیا متوفی اپنی ارواح کے ساتھ اور اولیا احیا اپنے اجسام کے ساتھ مثل امرا و پادشاہی صبح و شام ان کو سلام کے لئے آتے ہیں۔ اور میں بھی دونوں وقت آپ کے سلام کے لئے جاتا ہوں۔ ایک روز میں سلام کے لئے حاضر ہوا دیکھا کہ بجائے آپ کے ایک دوسرے صاحب شوخ کپڑے پہنے ہوئے بیٹھے ہیں۔ اور کوئی شخص سلام کے لئے نہیں آیا میں خائف اور متحیر ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ اتنے میں وہ بزرگ اُٹھے اور جلدی سے نیچے اُتر آئے میں نے دیکھا کہ جس طرف کو وہ صاحب گئے۔ اُسی طرف سے حضرت خواجہ محمد سعید حشم بادشاہی کے ساتھ آرہے ہیں۔ وہ بزرگ آپ کی خدمت میں گئے اور آپ کو سلام کیا اور آپ کا استقبال کیا۔ آنحضرت قدس سرہ نے تشریف فرما ہو کر اجلاس کیا۔ اور تمام

لوگ سلام کے لئے حاضر ہوئے۔

حضرت مخدوم زادہ کے مدارج اور کرامتیں اور خوارق عادات حد شمار سے زیادہ ہیں۔ اشراق قلوب و کشف قبور بدرجہ کمال رکھتے ہیں۔ آپ کی بشارات آپکے ارشاد کے مطابق ہوتی ہیں۔ ان سب کا شمار خالی از دشواری نہیں ہے اس لیے بخیال اختصار صرف چند پر اکتفا کی جاتی ہے۔

درجہ - ایک واقعہ جو اس مؤلف نے ان ایام میں دیکھا ہے تحریر کرتا ہے کیا دیکھتا ہے کہ ایک وسیع جنگل ہے اُس میں کل اولیاء اللہ اور صالحین اور اور مخلوق جمع ہے اور یہ سب خلقت آپ کی طرف رجوع ہے۔ اُس جماعت میں سب کے امام اور پیشوا آپ ہیں۔ اِس اثنا میں فقیر آپ کی خدمت میں سلام کے لئے حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ اے شخص ہم تمہارے منتظر تھے اور ایک بڑا ڈبہ نقرئی مرصع مینا کاری کیا ہوا فقیر کو عطا فرما کے ارشاد فرمایا کہ یہ مفرح یاقوتی اعلےٰ درجہ کی ہے۔ بادشاہ وقت نے مجھے مرحمت فرمائی تھی۔ ہم تمہیں دیتے ہیں۔ کھاؤ اور لوگوں کو دو۔ خود اُٹھے اور گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ مَیں نے وہ ڈبہ کھولا اُس میں ایک اور ڈبیہ نکلی جو مفرح یاقوتی سے بھری ہوئی تھی۔ مخدوم زادگان شیخ لطف اللہ اور محمد فرخ نے ایک انگلی اس مفرح میں سے لیکر چکھی اور پھر آنحضرت سے جا کر مل گئے۔ اس کے بعد تمام لوگ اس مفرح کی تمنا میں فقیر پر آ گرے میں نے سب کو تقسیم کیا اور دیکھا تو ڈبیہ ویسی ہی بھری ہوئی تھی۔

درجہ - آپکے مرید خواجہ محمد نو اهل بیان کرتے تھے کہ اخیر عشرۂ رمضان المبارک ۱۰۶۸ھ میں بعد ادائے نماز اشراق میں سو گیا۔ مَیں نے دیکھا کہ ایک مقام پر فضا ہے جس میں بکثرت پھولوں کے درخت لگے ہوئے ہیں۔ اور اس مقام میں ایک طرف کو ایک بلند بالاخانہ ہے۔ جس پر حضرت پیر دستگیر خواجہ محمد اسمٰعیل اور حضرت محمد معصوم تشریف فرما ہیں۔ اور خلق اللہ کے اعمالنامے آپ کے سامنے رکھے ہوئے ہیں ایک جماعت اولیا آپکے احکام کی منتظر کھڑی ہے۔ مَیں نے غور کیا تو باغ مذکور وہی آپ کی مسجد تھی جس میں آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ معتکف ہوتے تھے۔ اور حوض مسجد کے کنارہ شمال کی جانب نور کے ایسے زینے زمین سے آسمان تک کھڑے کئے گئے ہیں کہ اُن کو جہاں چاہو منتقل کر لو۔ اور وہ لوگ جو وہاں کے مہتمم ہیں لوگوں کے نام کاغذ پر لکھ کر اُس پر حضرت

کے دستخط کرائے ہیں۔ اور جس کو بخشوانا چاہتے ہیں اُس کے کاغذ کو اوپر لے جا کر مُہر کرا کے لاتے ہیں۔ اور خاص لوگوں کی جماعت میں اُس کو داخل کر دیتے ہیں۔ اور جس کو آپ لائق مغفرت نہیں دیکھتے ہیں اُس پر دستخط نہیں فرماتے ہیں +

اِس اثنا میں حقیر بھی پہنچا اور عرض کیا کہ فقیر کو بھی داخلِ اہلِ مغفرت فرمائیں۔ آپنے فرمایا کہ تم کو اور محمد حنیف اور شیخ فیض کو بخش دیا گیا۔ بندہ نے عرض کیا کہ ان کے فرزندوں کے بارہ میں کیا حکم ہوتا ہے۔ فرمایا کہ اُن کے فرزندوں کو مع متعلقین کے بخشدیا گیا +

دوسرے تیسرے دن بھی یہی واقعہ پیش آیا اور آپ نمودار ہوئے لیکن جماعت اہل اہتمام نے مجھ سے یہ کہا کہ تم ان حضرات عالیات کی خدمت میں ہماری طرف سے یہ عرض کرو کہ ہم نے اس قدر آپ کی خدمت گزاری کی۔ مگر کچھ تبرک ہمکو عنایت نہیں ہوا جب میں نے عرض کی تو آپنے ارشاد فرمایا کہ اُن کے لیئے فاتحہ مفید ہے۔ پھر آپ نے فاتحہ پڑھی دوسرے دن میں آنحضرت کے حلقہ میں مراقب تھا کہ وہ جماعت حاضر ہوئی اور کہا کہ ہمارا حق مل گیا +

کرامت۔ مرحوم وزیر خاں کی زوجہ نے جو کہ حضرت کی خدمت میں خلاص رکھتی تھی ایک خط میں یہ لکھا کہ میرے بارہ میں دعا فرمائیے اللہ تعالےٰ مجھ کو لڑکا عطا فرمائے حضرت نے توجہ کی اور جواب میں لکھا کہ اطمینان رکھو اللہ تعالےٰ عنقریب تم کو لڑکا عطا فرمائیگا۔ جب اُس کی مدّتِ حمل پوری ہو گئی۔ لڑکا پیدا ہوا۔ اُسی وقت لاہور سے خبرِ ولادت اور نیاز لیکر حاضر خدمت ہوا +

کرامت۔ ایک روز آپکا خادم پان کا ایک بیڑا برگ پلاس یعنی ڈھاک کے پتے میں لپٹا ہوا لیکر حاضر ہوا۔ آپنے پان نکال کر کھا لیا۔ اور اُس پلاس کے پتے کو پان کے بیڑہ کی طرح لپیٹ کر مجھ کو عنایت فرمایا۔ مَیں نے دیکھا تو خالی تھا۔ آپکے برادر خورد خواجہ محمد یحییٰ سلمہ اللہ تعالےٰ بیٹھے تھے دیکھ کر مُسکرانے لگے۔ مَیں منفعل ہوا اور دفع ندامت کے لیئے مَیں نے اُس کو فوراً اپنی پگڑی میں چھپا کر رکھ لیا۔ کہ حاضرین اس بات سے آگاہ نہ ہوں۔ جب مَیں اپنے گھر واپس آیا تو گرمی کی وجہ سے مَیں نے سر سے پگڑی کو اُتارا تو خیال آیا کہ اُس پتے کو پھینکدوں

دیکھا تو وہ پان کا بیڑہ مصالحہ سے پُر تھا۔ آپ کے اِس تصرف سے مجھے حیرت ہوئی اور وہ آپ کی کرامت کا پان میں نے کھایا +

کرامت۔ ایک دفعہ فقیر ایسا بیمار ہوا کہ نا اُمیدی کی حالت پیدا ہو گئی حضرت ہر سہ مخدوم زادہ گان فقیر کے پاس تشریف لائے۔ چونکہ کمزوری کمال درجہ کی تھی اس لئے خیال ہوا کہ آپ سے یہ التماس کروں کہ میرا خاتمہ بخیر ہونے کیلئے آپ دعا فرمائیں۔ بمجرد اس خیال کے آپ نے فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اگر بیمار فلاں دعا کو بیماری میں پڑھے تو اُس کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ اس بارہ میں دُعا بھی فرمایئے حضرت میاں محمد معصوم سلمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم صحت کیلئے دعا کرتے ہیں پھر دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری بیماری کو صحت سے بدل دے۔ آپ سے اکثر ایسی کرامتیں بے حساب دیکھی اور سُنی گئی ہیں +

کرامت۔ آپ کے فرزند ارجمند شیخ لطف اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن آنحضرت قصۂ شہادت حضرت حمزہؓ عم نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان فرماتے تھے کہ جبیر بن مطعم کے غلام وحشی نے باشارہ ابوسفیان و ہندہ جنگ احد میں آپ کو شہید کیا اور ہندہ نے آپکا جگر کھایا۔ ابوسفیان اور ہندہ پر میری زبان سے لعنت نکلنے والی تھی کہ آنحضرتؐ نے قطع کلام کرکے مجھ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ ابوسفیان اور اُس کی بی بی پر لعن وطعن کرنا نہیں چاہئے کہ وہ آخر میں مشرف باسلام ہوئے ہیں اور اُن کا ایمان بارگاہ رسالت پناہ میں مقبول ہوا ہے۔ اور اس خطاب باسعادت سے کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ مامون ہے۔ بعد فتح مکہ کے سربلند ہوئے۔ اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب میں داخل ہوئے +

کرامت۔ فقیر مؤلف ایک کام کیلئے لشکر بادشاہی میں گیا ہوا تھا کارروائی میں سکاوٹ ہوئی اور دیوان نے دستخط کرنے سے انکار کیا اور نہایت سختی کی۔ میں آنحضرت سلمہ اللہ کی طرف متوجہ ہوا اس غم و پریشانی کی حالت میں خواب میں دیکھا کہ ایک قصر بلند اور ایوان رفیع میں ہوں اور ایک عورت حسین مجھ سے مذاق اور دل لگی کر رہی ہے۔ اور آخر کار مجھ پر غالب ہو گئی اور دشمنی سے میرے سینہ پر چڑھ بیٹھی قریب تھا کہ میرا گلا گھونٹ کر مجھ کو ہلاک کر دے کہ اس اثنا میں آنحضرت حسب عادت جلیبا کہ

مسجد کو آپ جایا کرتے ہیں عصا لئے ہوئے باد جاہت و وقار نمودار ہوئے آپ کے تشریف لاتے ہی وہ عورت فرار ہوگئی۔ اور میں نے اُس کے شر سے رہائی پائی۔ صبح کو مجھے خیال آیا کہ تعبیر اس خواب کی یہ ہے کہ حضرت نے مجھ کو دیوان کے شر سے رہائی دلائی ہے۔ میں دیوان کے پاس گیا تو وہ خلاق کے ساتھ پیش آیا اور کہا کہ بوجہ سفارش خواجہ محمد سعید سلمہ اللہ ہم تیرے کام کو انجام دیتے ہیں کہ حضرت کی توجہ تمہارے شامل حال ہے کہ ہم کو خواب میں ظاہر ہوا ہے۔ پس اُس نے بڑی خوشی سے کاغذ پر دستخط کر کے حکم میرے حوالہ کر دیا۔

حضرت خواجہ محمد معصوم سلمہ اللہ القیوم کے حالات

آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فرزند ہیں آپ کی ولادت ۱۰۰۹ھ میں ہوئی۔ آنحضرت فرمایا کرتے تھے کہ میرے فرزند محمد معصوم کی دنیا میں مبارک آمد ہمارے لئے مبارک ہوئی۔ آپ کی ولادت سے چند ماہ کے بعد حضرت خواجہ قدسنا اللہ سبحانہٗ بسرہ الاقدس کی ملازمت حاصل ہوئی اور یہ تمام علوم و معارف ظاہر ہوئے آنحضرت آپ کے لڑکپن میں ہی آپ کی استعداد عالی نژاد کی تعریف کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ لڑکا ولایت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کی استعداد رکھتا ہے اور محمدی المشرب (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔

یہ بھی فرماتے تھے کہ محمد معصوم نے تین برس کی عمر میں کلمہ توحید پڑھا کلمہ شریف تجلی ذات کی استعداد وسیع رکھتا ہے اور محمد معصوم کی در و دیوار اور گل و گلزار اور جن چیزوں پر نظر پڑتی کہتے کہ یہ میں ہوں اور وہ میں ہوں۔ اس کے بعد فرمایا کہ اس بارہ میں صغیر و کبیر جوان و پیر و آزاد و اسیر اور عورت مرد۔ خورد و کلاں ضعیف و قوی اور زندہ مردہ سب برابر اور اصول میں ایک ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

نیز آپ کی شان میں یہ بھی فرمایا کہ یہ محبوب ہیں آنحضرت کے ایک خادم نے

جو کہ سفر و حضر میں ہمیشہ آپ کے ہمراہ رکاب رہتا تھا فقیر سے بیان کیا کہ ایام سفر دارالخلافہ دہلی میں مخدوم زادے بھی آنحضرت کے ہمراہ تھے۔

ایک روز آنحضرت بعد فراغت حلقہ کے حجرہ سے نکلے تاکہ تھوڑی دیر آرام کریں۔ دیکھا کہ حضرت مخدوم زادہ آنحضرت کے پہنچنے پر آرام فرما ہیں۔ پس فوراً آپ واپس تشریف لائے خدام نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مخدوم زادہ کو ہم بیدار کر دیتے ہیں۔ فرمایا کہ میں نے غیرت خداوندی سے خوف کیا تھا کہ خداوند جل وعلا کا ایک دوست استراحت فرما ہے ایسا نہ ہو کہ میرا جانا موجب رنج و ملال ہو جائے۔ پھر آپ دھوپ میں تشریف فرما رہے۔ ہوا بہت گرم چل رہی تھی۔ اور مسجد فیروزی کا فرش جو پتھر کا ہے توے کی طرح گرم ہو گیا تھا۔ آپ اسی حالت میں اُس پر تشریف فرما رہے یہاں تک کہ صاحبزادہ والا گوہر بطور خود بیدار ہوئے اور دیکھا کہ آنحضرت دھوپ میں زمین پر تشریف فرما ہیں۔ پس مضطرب ہو کر اُٹھے اور جگہ آپ کے لئے خالی کر دی۔

آنحضرت قدس سرہٗ آپ کی بلندی استعداد و کمال فطرت و مناسبت کے معائنہ کرنے کی وجہ سے بارگاہ ایزدی جلت آلائہ میں منتظر آپ کے کمالات مخفیہ کے ظہور کے رہتے تھے۔ اور عجائب و غرائب امور کے حصول کے لئے آپ کے حق میں متوقع رہتے تھے۔ اور فرماتے کہ بابا تحصیل علوم سے جلدی فارغ ہو ہم کو تم سے بڑی خدمات لینا ہیں۔ آپ نے سولہ سال کی عمر میں تحصیل علوم متداولہ سے فراغت فرمائی۔ اور پندرہ سال عمر میں مرید ہوئے۔ اور تحصیل قال وحال کو جمع فرمایا۔ فراغت علوم کے بعد بھی اگرچہ درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے۔ مگر حال کا غلبہ ہو گیا تھا۔ اور پوری ہمت اور کامل توجہ کے ساتھ اپنے والد بزرگوار کے دریائے اسرار میں رسائی حاصل فرمائی تھی اور انہوں نے بھی اپنی پوری ہمت کو آپ کی ترقی کے لئے مصروف کر کے آپ کو ہر ایک خلوت اور جلوت میں اپنا مونس اور دمساز کیا تھا تاکہ اپنے جملہ کمالات خصوصی اور ہر ایک خصائص علیا سے آپ کو سرفرازی فرمائیں۔ اور آپ کی استعداد عالیہ کے جواہرات کو جو آپ میں ودیعت رکھے ہوئے ہیں اس کو جلوۂ ظہور میں لائیں۔ اس لئے توجہات کثیرہ فرماتے تھے اور ان کے آثار یوماً فیوماً بلکہ آناً فاناً آپ عالی نژاد ظاہر ہوتے تھے۔ پس مقامات و کمالات عالیہ جلوہ گر ہوئے اور اسرار خاصہ و معاملات مخصوصہ سے

آپ متصف ہوئے۔ چنانچہ یہ بات شاہد عدل ہے کہ ایک وز آنحضرت نے خلوت میں اپنے مخلص مریدوں سے فرمایا کہ میرے فرزند محمد معصوم کا یومًا فیومًا نسبت کو حاصل کرنا شرح وقایہ کے مماثل ہے جیسا کہ کتاب مذکور کے خطبہ میں بیان کیا ہے کہ میرے دادا کتاب وقایہ کی تصنیف سبقًا سبقًا فرماتے تھے اور میں ساتھ ہی ساتھ اس کو حفظ کرتا جاتا تھا۔ پس ختم کتاب کے ساتھ ہی میرا حفظ بھی مکمل ہوگیا۔

آپ کی انتہا، سرعت سیر وسلوک اور طے مقامات وصول کا حال کلمات آنحضرت واقوال اصحاب آنحضرت اور ان کے ملفوظات اور تحریرات سے بخوبی ہویدا ہے۔ اور انکی تفصیل کیجائے تو نزدیکان دوری ڈھونڈیں اور واصلان ادا مہجوری اختیار کریں یعنی تفصیل کرنا تطویل مالایطاق کا باعث ہوگا۔ الحاصل واقعہ نگاروں کے لئے ان بشارات کا خلاصہ کہ حضرت ایشان رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ مخدوم زادہ موصوف کی بیان فرمائی ہیں۔ اور جزءًا ان مقامات سے کہ صاحبزادہ موصوف مقبول زمانہ کو حاصل تھے تحریر کیے جاتے ہیں۔

جب آپ احوال و واردات عظمیٰ اور مقامات و کمالات قصویٰ پر پہنچے تو آنحضرت نے آپ کو خلعت خلافت سے سرفراز و ممتاز کیا اب وہ مخدوم زادہ گرامی مرتبت مقامات ظاہر و باطن کے ساتھ مسند ارشاد پر تشریف فرما ہیں۔ اور کمال شرع و تقویٰ سے آراستہ اور متابعت سنت سنیہ اور عمل بعزیمت مرضیہ سے پیراستہ ہیں۔ آپ اخلاق و اوضاع اور اقوال و اعمال میں اور رعایت آداب میں صورتًا و معنیً پوری مناسبت کے ساتھ اپنے والد بزرگوار کے کمال درجہ متبع ہیں۔ اور اس اہتمام میں کوشاں رہتے ہیں کہ آداب سلوک اور اعمال صالحہ سنن و مستحبات کی ادائی میں اپنے والد ماجد کی پیروی میں سرمو خلاف نہ ہوئے۔ آپ کے اعمال بعینہٖ آنحضرت کے اعمال ہیں۔ اور طریقہ آپ کا بعینہٖ طریقہ آنحضرت علیہ الرحمۃ کا ہے۔

وظائف طاعات اور رعایت آداب عبادات اور اوقات شریف آپ کے اعمال صالحہ شب و روز کے لیے مقسوم ہیں اور اعمال حسنہ کیلئے آپ کے ساعت لیل و نہار مقرر ہیں۔ ہر وقت کے وظائف ماثورہ اوراد عیہ غیر موقتہ کی تلاوت کے آپ پابند ہیں نماز فجر اور وظائف مقررہ کے بعد آپ حلقہ ذکر میں اصحاب کے ساتھ بیٹھتے ہیں اور مراقبہ

میں مشغول ہوتے ہیں۔ بعد نماز ظہر حافظ صاحب سے کلام مجید سننے کیلئے حلقہ فرماتے ہیں اکثر اوقات بعد حلقۂ ظہر کتب متداولہ مثلاً بیضاوی و عضدی و تلویح و مشکوٰۃ و ہدایہ کا درس فرماتے ہیں۔ بعض وقت بعد حلقۂ ظہر کے صحرا کی طرف تشریف لے جاتے ہیں۔ اور اطراف شہر کے ویرانوں میں علیحدہ بیٹھ کر خلوت فرماتے ہیں۔ اور کبھی بعد ظہر دوگانہ میں مشغول ہوتے ہیں۔ ایک ہی دوگانہ میں نماز عصر کا وقت ہوجاتا ہے اور فرماتے ہیں کہ حالت نماز میں کلام مجید کی تلاوت نہایت لذت بخش ہے +

تین ماہ میں آپ نے حفظ کلام اللہ فرمایا تھا۔ اور ہمیشہ تلاوت فرماتے ہیں۔ تراویح رمضان المبارک میں ایک ختم قرآن خود پڑھتے ہیں اور دو ختم اور حافظوں سے سنتے ہیں۔ خلق اللہ اطراف و اکناف شہروں اور دیہات سے دُور دراز کی راہ سے آپ کا کلام مجید سننے کیلئے اور آپ کی مجلس بہشت آئین میں شریک ہونے کیلئے موروملخ کی طرح جمع ہوتی ہے۔ مسجد باوجود وسعت کے حاضرین کے لئے ناکافی ہوتی ہے۔ اس لئے بعض لوگ روزہ کے افطار سے قبل آجاتے ہیں +

طالبان کے احوال کی دریافت اور اُن کی ترقی منازل سلوک اور وصول مدارج قصوے میں مصروفی آپ کا طریقہ پسندیدہ ہے۔ اور سالکوں کی تربیت اور بطریق سنت انکی تکمیل آپ کا عمدہ کام ہے۔ خدا کے سچے طالبوں کے حال پر آپ بلند توجہ بہت کچھ مصروف اور آپ کی ہمت عالی اُن کی ترقی میں بے حد مبذول رہتی ہے۔ چنانچہ اُس کے آثار سالکوں پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور واردات اور سوانح حالات اور وصول مقامات میں اُن کو فی زمانہ کامیابی ہوتی ہے۔ آپ ان کے احوال حاصلہ و آیندہ سے اطلاع دیتے ہیں۔ اور اُن کے مقامات عروج آپ بیان فرماتے ہیں۔ مریدین کو اطلاع دیتے ہیں۔ کہ فلاں شخص فلاں ولایت میں ہے۔ اور فلاں شخص نے فلاں منزل میں قدم رکھا ہے۔ اکثر اہل نسبت آپ کے ذریعہ سے احوال روشن و اسرار خفیہ سے مشرف ہوئے اور شرف خلافت ان مخدوم زادہ مرکز دائرہ قطبیت سے طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں ممتاز ہوئے ہیں۔ وہ اپنے اپنے ملکوں میں قبولیت عظیم رکھتے ہیں۔ لوگ اُن کی صحبت سے بڑے بڑے فوائد حاصل کرتے ہیں۔ بلکہ جو لوگ آپکی طرف صرف انتساب ہی رکھتے ہیں وہ بھی عجائب و غرائب امور بیان کرتے ہیں۔ اور اُن کی صحبت بھی بہت کچھ موثر ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ نے

ان نعماتِ الٰہی و احسانِ نامتناہی حق تعالےٰ کا اظہار فرمایا۔ اور اس طرح سے اُس کا ذکر فرمایا کہ بکرم خداوند جل سُلطانہٗ اور بطفیل رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور بہ برکاتِ توجہ پیر و دستگیر قدسنا اللہ بسرّہٖ الاقدس سالکوں کی تعلیم اور تکمیل کا معاملہ نہایت سہل ہوگیا ہے۔ اور راہ وصول قریب تر۔ مدتوں کا کام مہینوں اور دنوں میں ہوتا ہے ایک طالب حق نے سات روز کے عرصہ میں فنا قلبی کا اپنے حال کی بابت پتہ دیا۔ اور ایسی چیزیں بیان کیں کہ گویا وہ فنا نفس کے حال میں پہنچ گیا ہے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ اور اللہ کے نزدیک یہ کچھ بڑی بات نہیں ہے +

فقیر کے اکثر اجازت یافتہ اپنے مریدوں کے حالات وصول اور سرعتِ سیر کے ایسے ایسے دنعات بیان کرتے ہیں کہ عقل متحیر ہو جاتی ہے ؎

اگر بادشہ بر درِ پیر زن		بیاید تو اے خواجہ سبلت مکن

واضح ہو کہ مربی حقیقی اللہ تعالےٰ ہی ہے۔ ہمارا اور تمہارا صرف بہانہ ہے ؛

تنبیہ۔ باوجود ان تمام افاضۂ انوار اور افادۂ اسرار کے اس دلفگار کا کام روز بروز ابتر ہے۔ اور حاصلِ روزگار بعد و حرمان ہے۔ اور غفلت و کسبِ معاصی کی زیادتی ہے۔ دریائے حیرت میں غرق اور مکر خداوندی جل شانہٗ سے ترساں ولرزاں ہے کہ نہ معلوم کل کیا معاملہ کیا جائے۔ اور کس جرم میں گرفت ہو جائے +

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ خدایا تو ہمارے گناہوں کو اور ہمارے اسراف کو جو ہمارے کاموں میں ہم سے ہوا ہو بخشدے۔ اور ہم کو ثابت قدم رکھ۔ اور بمقابلہ قوم کفار کے ہماری امداد فرما ؛

واضح ہو کہ آپ اپنے والد بزرگوار کے اُن تمام اسرار خفیہ و معارفِ مکنونہ سے بخوبی واقف ہیں جو مکتوبات قدسی آیات میں مندرج ہیں اور جو کچھ اُس کے سوا اور اسرار خاص ہیں اور بوقت خلوت زبان الہام ترجمان آنحضرت رضی اللہ عنہ سے آپ نے سُنے ہیں۔ اور بعض بعض کو اپنی بیاض خاص میں نقل بھی فرما لیا ہے۔ بعض اسرار خفیہ ایسے ہیں جو صرف انہی مخدوم زادہ نوباوۂ گلستان ولایت سے مخصوص ہیں اور کوئی شخص ان میں شریک اور محرم راز نہ تھا چنانچہ بعض اسرار متشابہات قرآنی اور

مقطعات فرقانی خاص طور پر آپ ہی سے نقل فرمائے گئے ہیں۔ چونکہ اُن اسرار کا مخفی رکھنا ضرور تھا اس لئے آپ نے اُن کے اظہار میں لب کشائی نہ فرمائی۔ صرف بعض وہ اسرار جو اظہار کے قابل تھے۔ تلمِ عنبر بن تم کے حوالے فرمائے ہیں۔ اور اپنے بعض مکتوبات شریف میں آپ نے ان اسرار کے اخفا اور استتار کی کیفیت ظاہر فرمائی ہے ؛

قدسیہ اگر ایک شمّہ ان بزرگوں کے حالات کی حقیقت کا بیان کیا جائے تو اربابِ قرب دوری کے خواہاں ہونگے۔ اور اہلِ وصال راہِ فراق اختیار کرینگے۔ سننے والا مدہوش ہو جائیگا۔ اور متکلم کو تابِ قلم نہ رہیگی ؎

فریاد حافظ ایں ہمہ آخر بہرزہ نیست
ہم قصۂ غریب و حدیث عجیب ہست

متشابہات قرآنی اُنہیں میں کا ایک رمز ہے اور مقطعاتِ فرقانی ایک اشارہ یہ دولت بالاصالت انبیاء کرام علیہم الصلوٰت کے لئے مخصوص ہے۔ اور ان کے کامل وارثوں کو اُن کے اتباع میں گو شاذ و نادر ہی کیوں نہ ہو مگر حاصل ہوتی ہے۔ پس تو اتباع خاتم الرسل علیہ و علیہم الصلوٰت و التسلیمات میں کوشش کر اُن کے برکات تجھے پہنچیں گے اور تو بھی تیرے ہمدموں سے اُن کی شفاعت کے طفیل میں رہائی پائیگا ؛

آنحضرت نے وہ بشاراتِ عالیہ جن سے حضرت مخدوم زادہ کو سر بلند اور ممتاز فرمایا تھا۔ بعض کا اُن میں سے ذکر ہوا ہے۔ وہ بشارتیں سب آپ پر ظاہر ہوئیں۔ اور اُن بشارتوں کے ساتھ آپ متصف ہوئے۔ جیسا کہ خود آپ نے بعد حصُولِ بشارات مذکورہ و کمالات دیگر اپنے بعض مخلصین محرم اسرار کو تحریر فرمایا ؛

ایک روز آنمخدوم زادہ عالی متصف نے آنحضرت سے عرض کیا کہ میں اپنے آپ کو ایک نور پاتا ہوں۔ کہ تمام عالم اُس سے منوّر ہے اور وہ نور عالم کے ہر ایک ذرّہ میں ساری مثل نور آفتاب کے کہ تمام عالم اس سے منوّر ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اے فرزند! تم اپنے وقت کے قطب ہو گے۔ اے فرزند ہماری یہ بات یاد رکھو ؛

آنمخدوم زادہ والا نژاد نے اپنے بعض مکتوبات میں تحریر فرمایا ہے کہ مجھ کو چودہ سال کی عمر میں آنحضرت عالی منقبت نے نوید قطبیت کی بشارت دی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ وعدہ پورا ہوا۔ اور بشارت کے اثرات بخوبی ظاہر ہوئے ؛

یہ بھی تحریر فرمایا ہے۔ کہ ایک روز آنحضرت اپنے طریقِ خاص کے دقائق اسرار فنا و بقا اور زوال عین و اثر بیان فرما رہے تھے۔ اور سلسلہ کلام کعبہ مقصود کے حصول اور اس کے آثار زبانِ مبارک سے ظاہر فرما رہے تھے۔ تقریباً ایک ماہ سے زیادہ مدت تک انہی اسرار کا سلسلہ رہا۔ روزانہ عجیب و غریب دقائق کھلتے تھے۔ اور یہ عاجز آنحضرت کی توجہ شریف کی مدد سے اس مقام کے حصول کے لئے چاروں طرف ہاتھ پاؤں مارتا تھا۔ آنحضرت اس فقیر بے پروبال کی تفتیش اور اظہار حال کے جویان اور ترقی کے نگران اور کوشاں رہتے تھے۔ اور بیانِ دقائق کے وقت اس فقیر ناکارہ سے استفسار حال فرما کے اُس کے حال پر نوازشِ بے پایاں فرمائیں۔ اور حصولِ معاملات فنا و بقا کی بشارتیں دیں۔ اور یہ بیت اُس کی شان میں اپنی زبان الہام ترجمان سے بیان فرمایا

بیت

مورِ مسکیں ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد
دست بر پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید

ترجمہ۔ عاجز چیونٹی کو آرزو خانہ کعبہ کو جانے کی ہوئی اُس نے اُس کبوتر کے پاؤں کو پکڑ لیا جو وہاں کو جا رہا تھا۔ تو یہ بھی فوراً وہاں پہنچ گئی ✤

حَمدُ اللّٰہِ سُبحَانَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ وَعَلٰی جَمِیعِ نَعمَائِہٖ ہم اللہ تعالےٰ کا اُس کی نعمتوں پر شکر ادا کرتے ہیں ✤

آنحضرت قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا ہے کہ ایک روز فجر کے بعد میں مراقبہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ یہ ظاہر ہوا کہ وہ خلعت جو میرے بدن میں تھا الگ کر لیا گیا اور بجائے اُس کے دوسرا عطا ہوا۔ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ اُترا ہوا لباس کسی کو دیا جائیگا یا نہیں۔ اور یہ تمنا پیدا ہوئی کہ یہ میرے فرزند ارجمند محمد معصوم کو دیا جائے تو بہتر ہے۔ ایک لمحہ کے بعد میں نے دیکھا کہ خلعت مذکورہ فرزندم محمد معصوم کو مرحمت ہوا۔ اور وہ خلعت کامل ان کو پہنا دیا گیا۔ پس وہ اُترا ہوا خلعت مرتبۂ قیومیت تھا کہ تربیت و تکمیل سے تعلق ہے۔ اُمید ہے کہ خلعت جدیدہ کا مرتبہ جب تکمیل پا کر اس کے نکالے جانے کا وقت آئیگا تو براہ کمال بندہ نوازی وہ میرے عزیز فرزند محمد سعید کو عطا کیا جائیگا ✤

فقیر تضرع اور نیازمندی سے یہ بات ظاہر کرنا چاہتا ہے اور راقم بھی اس کی

قبولیت کا پاتا ہے کہ فرزند مخدوم محمد سعید اس دولت کا مستحق ہے۔ مصرع

بر کریماں کار ہا دشوار نیست

ترجمہ ؎ کریموں پر نہیں مشکل کوئی کام تم کلامہ الشریف

دوستوں کو واضح ہو کہ یہ خلعت جدیدہ معاملہ خلعت تھا۔ اور حضرت خواجہ محمد سعید سلمہ اللہ المجید کے لئے عطائے خلعت کا جو وعدہ کیا گیا تھا چند ہی روز کے بعد فیصلہ ظاہر ہوا۔ خدا کا شکر اور احسان ہے کہ آنحضرت کے زمانہ میں ہی اس بات کی قرار داد ہو چکی تھی ؛

حضرت مخدوم زادہ ثالث نے اپنے بعض مکتوبات میں لکھا ہے کہ جس زمانہ میں کہ ایک فقیر کو خلعت قیومیت سے سرفراز کیا گیا۔ آنحضرت قدس سرہٗ نے خلوت میں اس فقیر کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ ہمارا اعلاقہ اور تعلق اس جہاں سے اسی خلعت قیومیت تک تھا۔ کہ اس کو بعد توجہات کے تم کو دیا گیا۔ اسرار الٰہی خود بخود بہت شوق و ذوق کے ساتھ تم پروارد ہو گئے اب اس دار فانی میں ہمارے رہنے کی کوئی وجہ نہیں۔ پھر اپنے قرب وفات کی خبر پہلے سے دیدی۔ وہ درویش دلریش باوجود اس بشارت عالیہ متذکرہ کے سماعت کرنے کے جگر کباب اور دیدہ پُرآب کے ساتھ بکمال رنج واندوہ مستغرق الحال ہو گیا۔ نہ اُس کی زبان کو بولنے کی طاقت تھی اور نہ کانوں کو سننے کی تاب۔ جب آنحضرت نے بتلویں اس فقیر میں ملاحظہ فرمائی تو بندہ نوازی کے طریقہ سے فرمایا کہ کچھ غم مت کرو عادت الٰہی اسی طرح جاری ہے کہ ایک کو اپنے پاس بلاتا ہے اور دوسرے کو بجائے اُس کے بٹھاتا ہے۔ پھر نفحات کی یہ عبارت پڑھی ؛

"کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اُن کی جگہ بیٹھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُن کے جانشین ہوئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اُن کے جانشین ہوئے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ اُن کی جگہ تشریف لائے ؛

آنحضرت قدس سرہٗ نے اس فقیر کو رنج والم حد سے زیادہ دیکھا تو فرمایا کہ ابھی میرے انتقال میں کچھ مدت ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ تعلق کیا باقی ہے۔ متوجہ اور زمرا قب

ہو کر بعد ایک لمحہ کے فرمایا کہ میرے زمانہ وصال تک تمہارا قیام و قرار مجھ سے ہو گا۔ اور افراد عالم کا قرار و قیام تم سے رہیگا۔ اس ارشاد سے خاطر مسکین کو گونہ تسلی حاصل ہوئی۔ چنانچہ اس ارشاد سے کچھ روز کم ایک سال تین ماہ کے بعد آنجناب قدس سرہٗ کی وفات کا حادثہ واقع ہوا۔

نیز تحریر فرمایا ہے کہ کسی کو نسبت قیومیت کا حصول تا وقتیکہ اصالت حاصل نہ ہوئی ہو۔ میسر نہیں ہو سکتا۔ آنجناب نے فقیر کو جب بشارت حصول نسبت قیومیت کی دی تو اصالت کے شمول کی بشارت سے بھی سرفراز فرمایا تھا۔ اور نیز فرمایا کہ جس قدر اصالت تم کو حاصل ہوئی ہے۔ اُسی قدر محبوبیت بھی تمہارے اندر امانت رکھی گئی ہے۔ یعنی محبوبیت ذاتی کا پتہ ان کا کمال انفعال دے رہا ہے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک کچھ بڑی بات نہیں ہے۔

نیز فرمایا ہے کہ آنجناب جس رات کی صبح میں وفات فرمانے والے تھے اُس سے ایک رات پہلے حالت شدت مرض میں کہ حضرت مخدومی استادی میاں محمد سعید سلمہ ربہٗ بھی اُس وقت حاضر خدمت تھے۔ اور حضرت کے مرض میں بہت زیادتی تھی ارشاد فرمایا کہ مجھ کو بٹھاؤ۔ فقیر نے اُس پیشوائے بزرگان کو اپنی گود میں بٹھایا۔ اس طرح سے کہ اس ذرہ بیمقدار پر آنحضرت کا بار مبارک پڑا تھا۔ جس سے میں اُمید رکھتا ہوں کہ اچھی قسم کا خوشگوار فیضان اس خاکسار کو مرحمت ہو گا۔ اور اسرار عالیہ پردہ خفا سے اس دل افگار پر ہویدا ہونگے۔ پس آں اعلحضرت نے فرمایا کہ داعی وصال لایزال نے میرے باطن میں ندا دی کہ سلطان نے طلب فرمایا ہے میرے مرغ ہمت بلند پرواز نے آشیانہ لامکان کا رُخ کیا۔ اور پہنچا جہانتک اُس کو پہنچنا مقصود تھا۔ اُس بارگاہ عالیجاہ سے یہ ندا آئی کہ سلطان گھر میں نہیں ہے۔

اس کے بعد معلوم ہوا کہ وہ مقام حقیقت کعبہ ربانی تھا۔ پھر میں نے وہاں سے عروج کیا اور مقام صفات حقیقیہ میں پہنچا جو کہ موجود بوجود زائد ہیں۔ یہ مقام صفات اُن صفات علمیہ سے ماسوا ہے جو کہ مرتبہ تعین علمی میں ثابت ہیں۔ اور اُن صور صفات سے بھی الگ ہے جو کہ مرتبہ تعین وجودی اور تعین حبی میں ہیں۔ کیونکہ یہ عوت اور سیر ماورا تعین حبی ہے۔ اُس کی تفصیل عنقریب بیان ہو گی۔ پھر اس مقام سے بھی آگے کو

مَیں نے عروج کیا۔ اوران صفات کے حصول میں کہ شیونِ ذاتیہ ہیں اور مجرّد از اعتبارات ہیں۔ ذات عزّ شانہٗ میں وصل ہُوا۔ تم دونوں بھائی اس سیر میں میرے ہمراہ تھے۔ پھر یہاں سے بھی آگے کو عروج ہُوا اور ذات بحت میں جو کہ مجرّد ہے نسبِ اعتبارات سے پہنچایا گیا۔ پھر آپ نے حضرت مخدومی محمد سعید سلمہ کو بسبب آنحضرت کی نماز میں امامت کرنے کے اس درجۂ عالیہ پر وصول کی بشارت دی کہ بیماری کے زمانہ میں امامت آنحضرت کی آپ ہی کرتے تھے۔ فقیر کو دوسرے رستہ سے وصول کی بشارت دی اسی مجلس یا کسی اور مجلس میں ارشاد فرمایا کہ اس درجۂ کمال اور رتبۂ عالی پر واصل ہونا قرأتِ قرآن مجید پر منحصر ہے مَیں بھی اُسی کے طفیل سے اس رُتبۂ عالی سے ممتاز ہُوا ہوں۔ ہر حرف قرآن کو ایک دریا پاتا ہوں کہ کعبۂ مقصود تک واصل کرتا ہے پھر آپ نے وہ شعر پڑھا جس کے قائل کی ملاقات کے لئے حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرّہٗ نے سفر دور و دراز فرمایا تھا۔ وھو ہذا ے

اندر غزل خویش نہاں خواہی بودن　　تابر لب تو بوسہ زنم پنہانی

سخن عاشق لبِ محبوب تک کہاں پہنچ سکتا ہے اُس کی قرب و منزلت اُنہی کے کلام سے پہنچ سکتے ہیں نہ اپنے سخن سے کہ سخن عاشق کوتاہ و ناقص ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ کَلَّ لِسَانُہٗ اِس ارشاد پر گواہ ہے یعنی جس شخص نے کہ خدا کو پہنچانا گونگی ہو گی اُس کی زبان ع

پس سخن کوتاہ باید والسّلام

نیز تحریر فرمایا ہے کہ آنحضرت قدس سرّہٗ مرض موت میں ہمیشہ اسرارِ نماز و حقیقتِ نماز اور بیان نماز انبیاء و اکمل اولیا اور انبیاء کرام علیہم الصّلوٰۃ کی بمقابلہ دیگر کاملین اولیا کے خصوصیات اور کیفیت صفوف اربعۂ انبیاء علیہم السّلام کی آپ نے اُن کی اقتدا فرمائی ہے۔ اور اُن کے صف باندھنے کی کیفیت اور اُن کے باہمی درجوں کے تفاوتِ مراتب بلحاظ قرب و منزلت کے اور یہ کہ صفِ اوّل میں اُن برگزیدوں میں سے کونسے اکابر ہیں اور اُن انبیا کی بمقابلہ کل مجمع کے خصوصیتیں جن کے اسماء کلام مجید میں مذکور ہیں اور مقامِ خاص سرورِ دین و دنیا جناب محمّد الرّسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کہ تمام انبیا کے مقامات پر بزرگی اور سروری آپ ہی کو حاصل ہے۔ اور

اُس مقام کا مقام وسعت بمقابلہ سابقین اُمت کے گروہ بسبب طفیل و تبعاع کے مشرف اور بہرہ اندوز ہیں۔ اور خود اپنے نظام کا تعیّن اور اُس کی خصوصیتیں آپ بیان فرمایا کرتے تھے۔ اور حضرت مخدومی و استادی کو بھی اس دولت کے حصول کی بشارت دی اور فقیر کو بھی اُس کے آوازہ سے مفتخر فرمایا۔ اور اس مقام کے مناسب اور بہت سی ایسی باتیں ارشاد فرمائیں کہ فکر عقل اور وہم و خیال اُن کے ادراک سے حیران ہیں چونکہ تفصیل اکثر امور مذکور از جملہ اسرار ہے اس لئے واجب الخفا ہے اس لئے مجملاً ذکر کیا گیا ؛

نیز فرمایا ہے کہ ایک روز آنجناب قدس سرہٗ نے فرمایا کہ میں گروہ سابقین کو کہ اللہ تعالیٰ نے اُنکی شان میں ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ فرمایا ہے نظر کر رہا تھا۔ اپنے کو اُس گروہ میں داخل پایا۔ اور اپنے ایک ساتھی کو اُس میں پایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبْحَانَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ ؛

اور اسی کی مثل اسرار متشابہات کے متعلق فرمایا کہ متشابہات کنایہ معاملاتیہے ہے۔ اور جائز ہے کہ ایک شخص کو ایک مرتبہ حاصل ہو اور اس کو اس کا علم نہ ہو۔ فقیر نے یہ حال اپنے ایک مرید میں مشاہدہ کیا ہے۔ اور دونکا کیا حال ہو گا ؎

سعادتہا ست اندر پردۂ غیب
نگہ کن تا کرا ریزند در جیب

نیز فرمایا ہے[1] کہ آنجناب فرماتے تھے کہ حضرت سرورِ دین و دنیا علیہ وعلٰے آلہٖ الصلوٰۃ والبرکات العلیہ کے وجود باجود کے خمیر میں سے جو کچھ باقی رہ گیا تھا آپکے اولش خواروں میں سے ایک فرد کو جو آپ کی اُمت میں صاحب دولت ہے عطا فرمایا گیا اور اُس کا خمیر اُس مٹی سے فرمایا گیا۔ اور اس راہ میں اس فرد کو اصالت نسبت سے بہرہ ور کیا گیا ہے۔ اور اس فرد اُمت کے خمیر سے جو ذرا سی مٹی بچی تھی اُس سے اُس فردِ امت کے ایک منتسب کا خمیر اُس بقیہ مٹی سے کیا گیا۔ اور اسی اندازہ سے اُس نے بھی اصالت سے حصہ پایا ہے۔ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؛

حضرت مہدی موعود علیہ الرضوان کو جو اصالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے

---

[1] مکتوب ۱۹۲ جلد اول۔ محمد عبید اللہ ۱۲

بہرہ ہے وہ بواسطہ حضرت عیسے علے نبینا وعلیہ الصلوات والتسلیمات کے ہے۔ تمکائے

اور آنحضرت قدس سرہٗ نے دربارۂ سعید دارین اور معصوم بادر زاد فرمایا تھا کہ میں نے تمکو دائرۂ جلال سے نکال دیا ہے۔ اُمید وار فوق کے رہو۔ اور حضرت نے ہر دو مخدوم زادگان سے یہ بھی فرمایا کہ درگاہِ مجیب الدعوات میں میں نے درخواست کی ہے کہ تمہارے لئے سلطان کی جانب سے صحبت و رفاقت کے لئے اکراہ نہ ہو اور تم کو اس کی مصاحبت کے کام میں لگایا جائے۔ میری یہ درخواست قبول ہو گئی ہے چنانچہ اسی طرح وقوع میں آیا۔

اب چند کلماتِ قدسیہ اور وارداتِ سنیہ حضرت مخدوم زادہ کے تحریر کئے جاتے ہیں۔ آپ کے وہ معاملات ومقامات کہ زمانۂ حیات آنحضرت قدس سرہٗ میں گزرے ہیں اور آنحضرت نے جو کچھ اسرار آپ سے بیان فرمائے ہیں وہ بسبب استتار کے بیان نہیں کئے جاسکتے ہیں۔ صرف وہ بعض امور جو کہ بذریعۂ عرضداشت آپ نے بحضور آنحضرتؐ عرض فرمائے ہیں یا اپنے مکتوبات قدسی آیات میں (کہ غوامض حقائق صوفیہ اُن کے مبادیات ہیں اور نفائس و قائق علماء عرفا ان کے مقدمات سے ہویدا ہیں اور ہر فقرہ اُن کا اسرارِ فقر کی انگشتری کا نگینہ ہے اور ہر فصل جواہر اسرارِ وصل کا خزینہ ہے) تحریر کئے ہیں۔ اُن میں سے کچھ مختصر سا حال صفحۂ کاغذ پر لکھا جاتا ہے۔

قدسیہ۔ کمترین بندگان محمد معصوم ملازمانِ بارگاہ علیہ میں فرزانہ بمقدار کی طرح عرض پرداز ہے کہ نامہائے گرامی بامعارف اسرار سامی پے در پے وصول ہوئے اور معاملہ کو پستی سے بلندی میں لے گئے۔ وہ مکتوب کہ تجلیاتِ ثلثہ پر مشتمل ہے اس وقت صادر ہوا۔ فقیر اپنی استعداد کے بموجب اُس سے مستفید ہوا۔ اور لطف حاصل کیا۔ اس کے بعد اُس مکتوب سے جو کہ معارف صرف نورِ ذاتیہ پر مشتمل ہے مشرف بورود ہوا اثناء مطالعہ میں اُس نورِ محض صرف سے آگاہی حاصل ہوئی۔ بلکہ فنا وبقا بھی اُس نور میں پائی گئی اور مدتوں اُس میں مستغرق رہا۔ اُس بے نیاز کی عنایات اور احسانات کیا بیان ہوسکتے ہیں کہ کشاں کشاں لئے جا رہا ہے۔ اگرچہ نہیں جانتا کہ کہاں لیجائیں گے۔ اور کہاں پہنچائیں گے۔ مگر التذاذات و کیفیات جو اس مقام میں ظاہر ہو رہے ہیں وہ

احاطۂ بیان سے خارج ہیں۔ کیونکہ وہ ذوقی ہیں نہ بیانی ؎

من نہ باختیار خود می شوم از قفائے او
واں دو کمند عنبریں مے بردم کشاں کشاں

ترجمہ۔ میں اپنے اختیار سے منزلیں نہیں طے کر رہا ہوں بلکہ وہ عنبریں دو کمندیں کشاں کشاں لے جا رہی ہیں۔

اللہ تعالےٰ علم اور تمیز کامل بطفیل آپ کی توجہ عالیہ کے عطا فرمائے رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا۔

قدسیہ۔ بتاریخ تیسری شعبان ۱۰۲۱ھ بعد نماز عصر ایک بسیط عظیم پیدا ہوا اور ایک مرتبۂ عالیہ اور کیفیات عجیبہ نے (کہ اُس سے پہلے کبھی وہم و گمان میں بھی نہ گذری تھیں) اشرف ورود بخشا۔ اور ایسے امور ظاہر ہوئے کہ نہ آنکھوں نے اُن کو دیکھا تھا اور نہ کانوں نے سُنا تھا۔ نہ زبان میں بیان کرنے کی قوت اور نہ قلم میں لکھنے کی طاقت ؎

فریاد حافظ ایں ہمہ آخر بہرزہ نیست ہم قصۂ غریب و حدیث عجیب ہست

غالباً کاتب الحروف کو اُس مقام سے خاص خصوصیت تھی۔ نتائج کلمۂ طیبہ اور تمام الفاظ ذکر مثلاً تسبیح و تحمید و تکبیر کی بھی اُس مقام قدس میں گنجائش نہ پائی۔ قرآن مجید کا البتہ اُس سے تعلق تھا۔ اور نماز کو بھی قرآن مجید کی وجہ سے تعلق تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سوائے نماز قرآن کے اس نسبت عالیہ کے حضور میں کسی کسب و عمل کو دخل نہیں ہے صرف وہب و عنایت سے متعلق ہے۔ ریاضات اور مجاہدات قرب ولایت کے شروع تک تعلق رکھتی ہیں۔ اور جب تک کہ اصول اور اصول اصول سے سیر متعلق رہتی ہے اعمال صالحہ سودمند و نتائج بخش رہتے ہیں اور اُن کے وسیلہ سے سالک مستعد ترقی کرتا ہے۔ ورد کلمۂ طیبہ اور ذکر نفی و اثبات ظل سے اصل تک رہنمائی کرتے ہیں۔ اور اصل سے اصل الاصل تک عروج کراتے ہیں۔ یہ جو کچھ کہا گیا ہے وہ قرب نبوت سے متعلق ہے کہ وہاں اصل کو ظل کی طرح راہ میں چھوڑتے جاتے ہیں۔ ریاضات شاقہ جوابی بارگاہ معلیٰ کا راستہ نہیں بتلاتی ہیں۔ بلکہ اُس مقام کی رسائی وہب محض سے متعلق ہے یا محبت صرفہ سے۔ اس مقام میں کسی اور کی عدم شرکت جو مذکور ہوئی اُس کے

متعلق جب مزید غور کیا تو مجھ کو معلوم ہوا کہ اِس راہ سے جو لوگ اس مقام میں پہنچے ہیں اُن میں ہر ایک کی خصوصیات جداگانہ ہیں۔ بالاصالت کسی اور کو اُس میں شرکت نہیں ہے اگرچہ اس مقام کے واصلین دنیا میں بہت کم ہیں۔ مگر ہیں۔ آنجناب کو بھی اس مقام میں نہایت عظمت اور بڑی شان و شوکت کے ساتھ میں نے دیکھا۔ کہ عقل اور وہم بھی اُس کے ادراک سے حیران و سراسیمہ ہے اور زبانِ قلم اور قلم اُس کے بیان سے عاجز و قاصر ہے۔

واضح ہو کہ علم کو حضرت حق سُبحانہٗ تعالےٰ کا ظل جاننا یا اُس کا آئینہ تصور کرنا اور وہیں دیکھنا اور کمالاتِ منعکسہ ظل کو اصل کے سپرد کرنا اور ظل کو خالی بلکہ معدوم سمجھنا اور پھر اُس کو کمالاتِ اصل سے متحقق پانا یہ سب مراتب قربِ ولایت میں ہیں۔ یعنی ظلال سے اصول میں واصل ہونے میں داخل ہیں۔ جب سالک اصل کو بھی ظلال کی طرح راہ میں چھوڑ دیتا ہے۔ اور مقام حوالیِ بارگاہ قدس میں پہنچتا ہے۔ تو امور میں کسی کا تصور بھی نہیں آتا ہے وہاں ظلیت کا قصہ نہیں ہے۔ اور نہ اوصاف کو اصل کے سپرد کرکے اپنے کو خالی اور مستہلک دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اور اُس مقام پر بقاء اصل کے ساتھ مشہود نہیں ہوتی ہے۔ اُس مقام پر پہنچنے کے لئے دوسرا راستہ ہے اس راہ سے اُس مقام کو پہنچنا دشوار امر ہے۔ چونکہ اس مقام میں جمال اور رضا کا بے حد ظہور ہوتا ہے اس لئے اُس کو اگر ضحک سے تعبیر کیا جائے تو گنجائش ہے۔ وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللہِ سُبْحَانَہٗ

قدسیہ۔ خدمتِ عالی[لہ] سے دور محمد معصوم حاضرین بارگاہِ عالیشان کی گوشگذاری کے لیئے اس عرضداشت کے ذریعہ عرض پرداز ہے کہ حسن و جمال اب تک متوہم ہوتا تھا۔ چونکہ وہ عاریتی و امانتی تھا۔ اِس لئے اہلِ امانت کی طرف واپس ہو گیا اب سوائے عیب اور نقص کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔

حضرت سلامت! ایک ذریعہ ایک حالت ظاہر ہوئی کہ سوائے عدم کے اور کوئی چیز ظاہر نہ تھی۔ وہ پوشیدہ ہونا شروع ہوا۔ اور جو کمالات اصل میں رجوع کر گئے تھے۔ وہ جلوہ گر ہوئے۔ اور عدم کو بالکل دور کر دیا گیا۔ اور اُن کمالات کے سوا اور کچھ نظر نہ آیا تھا۔ اُس وقت اپنے آپ کو نہایت نورانی و لطیف پایا گیا۔ پھر دیکھا کہ جن کمالات میں بقا بخشی گئی تھی وہ اصل کی طرف رجوع کر گئے۔ اور اصل الاصل

لہ۔ مکتوب ۶ جلد اول مکتوبات معصومیہ ۱۲

میں جا کر مل گئے۔ اور اُس بارگاہ میں بطور اصالت دحقیقت کے ظہور پیدا ہو کر ایک اتصال بے کیف حاصل ہؤا۔ اور اس مقام میں جو کچھ عدم سے بتمامہ نکل کر کمالات میں الحاق ہو گیا تھا۔ وہ وہاں مطلق ہو گیا۔ اور ظاہر کی نسبت مظہر کے ساتھ پائی گئی۔ جیسی کہ عالمِ خلق کی عالمِ امر کے ساتھ کمالات انفعالی کی حقیقت اس مقام پر ظاہر ہوتی ہے۔ اور بعض اور ایسے امور ظاہر ہوتے کہ تحریر سے باہر ہیں +

قدسیہ۔ بندہ کمترین محمد معصوم اس عرضداشت کے ذریعے سے خاک نشینانِ بارگاہ عرش پائگاہ میں اس طرح سے عرض پرداز ہے کہ فقیر کو جب سے کہ عالم کی منزل میں نزول کرایا گیا ہے۔ اُس نسبت کے علامات کو جو عروج میں عطا کی گئی تھی۔ موجود پاتا ہے کہ یمین و یسار سے بیگانہ ہے۔ یمین و یسار کے سالک اس نسبت سے بے بہرہ ہیں۔ بلکہ کچھ بھی مناسبت نہیں رکھتے ہیں۔ یہ نسبت جماعتِ سابقین کے ساتھ مخصوص ہے۔ ارباب یمین مانند ارباب یسار کے اس کمال سے کیا حصّہ لے سکتے ہیں۔ اور ارباب ظلال مانند عوام مومنین کے اِس معنے سے کیا بہرہ پا سکتے ہیں۔ محبتِ ذاتیہ (جس میں کہ محبوب کا الم باعثِ ازدیادِ محبت ہے بمقابلہ انعام محبوب کے) یہاں ظاہر ہوتی ہے۔ اور اگر ذوق اور وجدان کی طرف سالک رجوع کرے تو واضح ہو جاتا ہے۔ کہ وہ حظ و حلاوت بلکہ محبت کی زیادتی جو محبوب کے ستانے کے وقت ہوتا ہے۔ وہ اس کے انعام کے وقت نہیں ہوتی۔ محبوب کے رنج رسانی کا نقد اور ایسا فرحت و سرور بخشتا ہے اُس کے انعام وہی میں وہ سُرور و مُسرّت نہیں ہوتی۔ کیونکہ محبت ذاتیہ کی مُسرّت شائبۂ نفس سے مبرّا اور منزّا ہوتی ہے اِس لئے وہ محبت پوری اور مکمل ہوتی ہے +

قدسیہ۔ ہمارا مقصود جس کے ہم کوشاں ہیں وہ جذبہ و سلوک کے علاوہ ہے اور آفاق و انفس سے باہر اور فنا و بقا کے سوا اور تجلیات و ظہورات سے علیحدہ اور دخول و خروج سے الگ اور قرب و بعد اور توحید و اتحاد سے جُدا اور شہود و مشاہدات کے علاوہ اور لفظ و معنی سے علاوہ اور علم و جہل سے باہر اور کثرت و وحدت کے سوا اور اسم و صفت سے علیحدہ اور توحید و اطلاق سے الگ اور شیون و اعتبارات سے جُدا اور موہومات و متخیلات و مکاشفات کے علاوہ اور تجلی افعال و صفات تعالیٰ و تقدس

جداگانہ ہے۔ اصل مانند ظل کے اس دولت سرائے کے رستہ میں رہ جاتا ہے اور وہ ذات پاک اس سے وراء الوراء اور ورآء الوریٰ ہے۔ یہ ورائیت جانب قرب میں ہے نہ جانب بُعد میں۔ وہ ہر ایک تصور سے نزدیک ہے اور درائیت جانب بُعد وہم کی جولان گاہ ہے۔ یہ رائیت دیدۂ عقل و ادراک اور وہم و خیال سے الگ ہے۔ کیونکہ کوئی شخص اپنے آپ سے زیادہ اور کسی چیز کو قریب تصور نہیں کر سکتا۔ پس اللہ تعالیٰ وجود میں قریب تر اور پانے میں دور تر ہے۔ یہ کمالات ولایت انبیا علیہم الصلوٰۃ و التسلیمات سے متعلق ہیں کیونکہ ولایت اولیا کے کمالات مراتب قرب میں منحصر ہیں۔ کہ قرب کی اصلی غایت اتحاد ہے اور دوئی کے پردہ کا اٹھ جانا۔ جو کہ اس ولایت کی انتہا ہے۔ اقربیت کا معاملہ اتحاد سے بھی زیادہ نازک ہے اتحاد سے آگے بڑھنا چاہئے۔ تاکہ معاملۂ اقربیت ظاہر ہو۔ مصرعہ

ذوقِ این مے نشناسی بخدا تا نہ چشی

(ترجمہ) اِس شراب کا مزہ بغیر چکھے کے نہیں معلوم ہو سکتا

فائدہ مطلوب حقیقی چونکہ وہموں سے اور سمجھوں سے اعلےٰ اور نگر و عقل سے علیحدہ ہے اِس لئے معرفت اُس بارگاہ اقدس میں نکارت ہے۔ علم و جہل جب جلوہ گر ہوتا ہے۔ تو مشتاق بیچارہ عدم میں چلا جاتا ہے ؎

گیرم کہ بخانۂ ما یار خضر آمد   کو حوصلہ و طاقت دیدار کہ دارد

ترجمہ۔ میں نے مانا کہ میرے گھر میں یار آیا۔ مگر اُس کے دیدار کی کس کو طاقت اور کس کا حوصلہ ہے +

پس طالب کے لئے سوائے اُس کے چارہ نہیں ہے کہ ہجر سے قرار پکڑے اور ناامیدی سے آرام پائے ؎

عاشقاں را نصیب از معشوق   جز خرابی و جاں گدازی نیست

ترجمہ۔ عاشقوں کا معشوق کے پاس خرابی اور جاں گدازی کے سوا اور کیا حصہ ہے +

اور اگر وجودِ موہب کے بعد اُس کو پھر علم و شعور میں لایا جائے۔ تو وہ اپنی طاقت اور حوصلہ سے زیادہ کب دوڑ سکتا ہے گو کتنا ہی مقید اپنے گمان کی بموجب قید و سے چھوٹ جائے۔ تاہم مطلق حقیقی نہیں بن سکتا ہے۔ پس نایافت ہر وقت اُس کی

دامنگیر اور ناامیدی نقد وقت رہتی ہے ؎

ہمہ صبح وصل جویاں من و شام ناامیدی

کہ سیاہ بخت ہجرم شب من سحر ندارد

ترجمہ - میں ہر روز وصل کا جویاں ہوں مگر ہر شام ناامیدی سے ہوتی ہے۔ کہ میرے ہجر کی سیاہ بختی کو سحر نہیں ہے ؛ عاشق درد مند کے لئے آرام و قرار نہیں ہے۔ تب ہجر سے سوزان اور جدائی کے کانٹے سے ہمیشہ پرخلش رہتا ہے +

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجودیکہ سرور حبیبان تھے مگر دائم الحزن اور متواصل الفکر رہتے تھے۔ تو پھر اور وں کا کیا ذکر ہے۔ پس ظلال اور اعتبارات کی رسائی پر اطمینان کر لینا ذات کا وصول نہیں ہے۔ ذات کا عاشق ظلال اور اعتبارات سے خوشی اور مطمئن نہیں ہو سکتا ہے ؎

گفتم از غم دل را بوستاں گیرم — کدام سرو ببالائے دوست مانند است

ترجمہ - میں خیال کرتا ہوں کہ دل بہلانے کے لئے باغ میں جاؤں۔ مگر باغ میں کوئی سرو صنوبر دوست کے قد و قامت کی برابر نہیں ہے +

قدسیہ - خدائے پاک کا نام مبارک اللہ اپنی ذات کے عدم دریافت کی طرف خود اشارہ کر رہا ہے۔ لام معرفت جب لام الہٰ میں واصل ہوا تو اسمیں شامل اور گم ہو گیا۔ اور صرف اللہ باقی رہا۔ رمز اس ضمن میں یہ ہے کہ جب معرفت حضرت حق سبحانہٗ کی انتہا کو پہنچتی ہے تو عارف اُس میں فانی اور مستہلک ہو جاتا ہے اور سوائے معروف کے کچھ اور باقی نہیں رہتا۔ اور جب معرفت گئی تو عارف بھی عدم سے مل گیا کیونکہ علم کو عالم کے ساتھ جو اتحاد ہے وہ اس اسم مبارک کی ایک فضیلت ہے کہ اکابر علما اُس میں متحیر رہ گئے ہیں۔ اور اس کی کنہ تک نہیں پہنچ سکے پھر اس کے مسمیٰ تک وصول کس کی مجال ہے۔ ع

چو نام این ست نام آور چہ باشد

ایک جماعت اس اسم پاک کو سریانی اور ایک جماعت عربی کہتی ہے اور بصورت عربی ہونے کے +

بعض کہتے ہیں کہ جامد ہے۔ اور بعض کا خیال ہے کہ مشتق ہے۔ اگر مشتق ہے تو

بالتحقیق یہ معلوم نہ ہوا کہ اشتقاق اس اسم پاک کا (الٰہ) بفتح لام سے ہے بمعنی عبد کے یا اِلہٰ بکسر لام سے جو بمعنی حیرت کے ہے یا مشتق ہے اَلِہَ سے کہا جاتا ہے اَلِہتُ اِلیٰ فلاں سے یعنی عاجزی کی میں نے اس کی طرف یا مشتق ہے اَلِہَ سے کہ استعمال اُس کا اُس وقت کیا جاتا ہے جبکہ فارغ ہو جاتا ہے کوئی شخص اُس کام سے جو اُس پر نازل ہوا ہو۔ یا مشتق ہے اَلِہَ الفصیل سے جس کا استعمال اُس وقت کیا جاتا ہے۔ جبکہ کسی جانور کا بچہ اپنی ماں کی طرف شوق میں بھر کر جاتا ہے۔ یا مشتق ہے اَلِہَ سے جس کا استعمال اُس وقت ہوتا ہے جبکہ کوئی شخص کسی کام میں متحیر اور مخبوط ہو جاتا ہے +

اور ایک جماعت کا یہ بھی مقولہ ہے کہ اس کی اصل لاہٗ ہے جس کا مصدر لیہاً ہے۔ بمعنی پردہ میں جانے کے یا بلند ہونیکے +

بعض یہ کہتے ہیں کہ اللہ اسم ذات ہے اور بعض اُس کو صفت کہتے ہیں اور یہ کہ وصف مذکور ذاتِ حق پر غالب آ گیا! اور اُس نے علم کی شان حاصل کر لی ہے۔ جیسا کہ اکثر مقابلہ اقل کے غالب آجاتا ہے۔ الحاصل اس اسم کی بزرگی اور عدم یافت اُس کے مسمیٰ کی بزرگی اور عدم یافت کی دلیل ہے ؎

اللہ چہ لفظ یا چہ نام ست　　کو ورد زبانِ خاص و عام ست

قدسیہ۔ بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو کہ احباب اولی الفضل کیلئے اِس خستہ دل افگار کی یہ چند نصیحتیں ہیں اُن سے اہل نظر کو عبرت حاصل کرنی کرنی چاہیئے +

واضح ہو کہ عالم کی پیدائش سے غرض حصول معرفت حق ہے معرفت کے میدان میں تفاوتِ استعداد کے لحاظ سے مراتب مختلف ہیں بعض عرفا کو بعض پر فضیلت حاصل ہے۔ ہر شخص نے اپنے عرفان کے بموجب معرفت میں گفتگو کی ہے۔ جو معرفت طائفہ نقشبندیہ تک پہنچی۔ لیکن اس طائفہ علیہ کے نزدیک یہ بات متفق علیہ اولیاء اللہ ہے کہ مدارج قرب کے حصول کے لئے عارف کا معروف میں فنا ہونا امر لازمی ہے اور معرفت بغیر فنا کے ناممکن ہے ؎

ہیچکس را تا نہ گردد او فنا　　نیست رہ در بارگاہِ کبریا

از تست حجاب تو یقین است
شرطِ ہمہ رہروان ہمین است

می بین و مگو کہ مذہب این است
می باش و مباش مشکل این است

ترجمہ۔ بغیر فنا فی اللہ ہونے کے کسی کو درگاہِ الٰہی تک پہنچنے کا راستہ نہیں ہے، جو کچھ خدا اور بندے میں حجاب ہے وہ خودی کا پردہ ہے سب سالکوں کا یہی کہنا ہے کہ دیکھو جمال مگر اُس کو افشا مت کرو۔ ایسے ہو جاؤ کہ تم نہ رہو مگر یہ بڑی مشکل بات ہے۔ ع

تجھے دھوکا ہوا ہے میں نہیں ہوں

پس اہلِ عقل کے لئے ضروری ہے کہ اپنے حاصلِ کار اور نتیجہ روزگار پر بخوبی غور کریں جس شخص کو معرفت مذکورہ حاصل ہوئی ہو۔ تو اُس کو مبارک اور میمون ہو۔ اُس کو چاہیئے کہ اس حاصل کو امورِ غیر حاصلہ میں صرف کرے اور اصل کو ظل کی طرح چھوڑتا ہوا آگے کو چلے۔ پس اگر کسی پر معرفت کا راستہ کھولا گیا۔ مگر اس کو طلب کا درد اور اس دولت کے حصول کے لئے بیچینی نہ دی گئی ہو تو اُس کے لئے افسوس بلکہ بے حد افسوس ہے۔ اُس کی پیدائش سے جو کچھ غرض تھی وہ اُس نے نہ جانی۔ وہ کام جس کا اُس کو اس عالم میں حکم دیا گیا اور جس چیز کی ویرانی چاہی گئی تھی۔ اُس نے اُس کی تعمیر کی اور عمرِ گرامی کے سرمایہ کو ہوا و ہوس میں بیکار صرف کر دیا۔ اور اپنی استعداد کی زمین کو حصول اسباب کے باوجود بیکار چھوڑ دیا۔ بڑی شرم کی بات ہے کہ اُس نے مطلوب کو اس تھوڑی مدت میں باوجود بلائے جانے کے آغوش میں نہ لیا۔ وہ اس جہان سے کیونکر جائیگا اور کل کس طرح سے بارگاہ بے نیاز میں زبانِ عذر کھولیگا۔ عذاب دوری جدائی دوزخ کے عذابوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔ جس طرح کہ لذت قرب جیسے کہ قرب و وصال کی لذت جنت کی لذتوں سے کہیں زیادہ ہے۔ فَیَا وَیْلَنَا عَلٰی مَنْ اَعْرَضَ عَنِ اللّٰہِ وَحَسْرَتَا عَلٰی مَنْ فَرَّطَ فِیْ جَنْبِ اللّٰہِ پس بڑا افسوس ہے اُس پر جس نے خدا سے کنارہ کشی کر لی اور اُس سے دور رہا۔ دوبارہ دنیا میں کوئی آنے والا نہیں ہے مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖۤ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِیْلًا۔
جو یہاں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی نابینا اور راہ گم کردہ ہے

ترسم کہ یار با ما نا آشنا بماند　　تا دورۂ قیامت ایں غم بما بماند

میرے مخدوم! باوجود اس سیہ کاری اور تباہی کے اتنا جانتا ہوں کہ فطرتاً فقیر کی طینت میں معنی اور معارف کو امانت رکھا گیا ہے اس بارہ میں اُس کی امانتداری کے سبب سے نظرِ خاص بھی شامل اور عنایت خفی شریک حال ہے۔ مَیں اس سے اور زیادہ تفصیل نہیں کر سکتا۔ کہ متکلم میں اس کے تکلّم کی طاقت اور مستمع میں سماعت کی تاب نہیں ہے اس حال کے ظہور سے پہلے جذب و کشش باطنی اور عشق و محبت کی بے کیفی اپنے اندر پاتا تھا اور طبیعت خلق سے گریزان اور تنہائی اور صحرا نشینی کی خاص طور سے رغبت رہتی تھی اور اپنے دل سے کہتا تھا ؎

بہ تنہائی چنیں میل دلم چیست　　دریں تنہا نشستن حاصلم چیست

یہ معلوم نہ تھا کہ اس محبت کا راز کیا ہے اور یہ عشق کس کا ہے اور یہ کشش کہاں لیجائے گی ؎

مے دید بچشم خود غبارے　　در دیدہ نہفتہ خار خارے
آگہ نگہ گردِ دامن کیست　　واں غنچہ ز خارِ گلشن کیست
در جیب گلش کہ ایں خسک ریخت　　در چشم دلش کہ ایں نمک ریخت
آتش کہ بسقف خانہ در زد　　ویں فتنہ کہ دامن سر زد
ایں تلوسہ چیست کہ در نہ کیش　　جا دوے کہ می دہد فریبش
شوریست زعشق در سر او　　تیغست نہاں بگو ہر او
از جنبش غمزہ ہائے خوبی　　وارد نگرانیٔ درونی
جانے بسر خیال مے داشت　　چشمے برہ شمال مے داشت
سرمست نظارہ سو بسو بود　　در رقص نشاط مو بمو بود
ہم دیدہ براہ آرزو باز　　ہم گوش متنتیش بر آواز
کز قافلہ رسد صدائے　　آواز بروں دہد درائے

مدتوں یہ حالت غالب رہی اور یہ پتا نہ تھا کہ یہ عشق جس معشوق سے متعلق ہے ظاہر ہوئے اور اس بے تابی اور بے قراری کا جس دوست سے علاقہ ہے نمودار ہو جائے بہت کچھ معشوقانِ ظاہر کی طرف توجہ کی جاتی مگر اس حالت میں کوئی افاقہ نہ ہوتا تھا

وہ ایک سودا تھا جنون آمیز اور ایک شوق تھا آتش انگیز اور کچھ معلوم نہ ہوتا تھا کہ جنون انگیز کون ہے اور یہ آتش افروزی کس لئے ہے۔ دل میں حیران تھا اور زبانِ حال سے یہ شعر پڑھتا تھا ؎

داردزکہ موبمویم آزار — وز ناخنِ کیست جنبشِ تار
شہانہ بدل خلد کزاں سُو — دارد خلشِ بہر بنِ مُو
در دیدۂ من کہ می زند برق — وز شعلۂ کیست دشنہ بر فرق
از سوز کہ ایں شرارہ برخاست — در راہ کہ ایں غبار برخاست
در ہر مژہ ام جدا نگاریست — در ہر نگہم جدا بہاریست
آں کیست کہ در درونِ سینہ — بشکست ہزار آبگینہ
ایں باد ز دامنِ کہ برخاست — ایں دود ز خرمنِ کہ برخاست
ایں مرغ کہ مے پرد بہ بامم — ویں بوسہ کہ مے دہد بہ پیغام
ایں عشق ندانم از کجا خاست — کز ہر رگ و ریشہ ام بلا خاست
آنروز کہ خاکِ من سرشتند — سودائے جنون بسر نوشتند
از طرفِ تتے فگندہ دامست — لیکن نشناسمے کدام است
پیکش بکشِ کمند تقریر — آں کیست کہ می کشد بزنجیر
تا عشق کہ شد مساعدِ من — واں در کفِ کیست ساعدِ من
از خندۂ کیست نوبہارم — وز نازکی کہ خار خارم
ایں عشق ز عاشقانِ عجب نیست — معشوق شناسی از ادب نیست
اے عشق خوش آمدی چنیں جست — در دل بنشیں کہ منزلِ تست
بنشیں بنشیں نشیمن از تست — جان و خرد و دل و تن از تست
روز از تو و شب سیہ مرا بس — بخت از تو و خاک رہ مرا بس
بپذیر بہ تحفہ جان و بنشیں — بخشا کمر از خیال و بنشیں
بنشیں تو ز عقل خویش بنشاں — در خون ہوس خروس بنشاں
از آمدنت چوں گل شگفتم — دامن دامن بہار رفتم
گل کرد بہار ختم امروز — بر گل بنہید ختم امروز

سلسلۂ کلام یہ ہے کہ ایک مدت کے بعد اس پوشیدہ معنی نے پرتو ڈالا اس سے مفہوم ہوا کہ اس محبت کا تعلق کس سے ہے۔ اور یہ کشش کہاں لے جارہی تھی۔ وہ محبوب حقیقی نہایت حسن و خوبی اور شان و شوکت میں جلوہ گر ہوا کہ اس سے زیادہ حسن و جمال متصور نہیں ہو سکتا۔ حسن و جمال کا اطلاق اس بارگاہ عالی کے لئے سود نہیں ہے۔ ہر کمال و جمال اس بارگاہ سے نیچے رستہ میں ہے۔ پس عالم میں جو کمال نمایاں ہو وہ اس کے کمال کا اثر ہے۔ جو حسن و جمال کہ نظر میں آئے وہ اس کے حسن و جمال کا ایک نمونہ ہے۔ اس وقت یقین ہوا کہ شان محبوبی اور سزاوار مطلوبی وہی حق سبحانہٗ ہے پس سب طرف سے منہ موڑا اور کمر ہمت اس کی خدمت میں چست باندھ کر نکلا۔ دیکھا تو میری سعی جو راہ کشائی نہیں کرتی ہے۔ اور یہ خدمت گزاری اس بارگاہ تقدس کے شایاں شان نہیں ہے۔ کسی کوشش و جدّ و جہد کو بغیر اس کے فضل کے رسائی نہیں ہو سکتی۔ اس کی عنایت ازلی اور بڑی کشش درکار ہے اس کے سوا اور کوئی بات کارآمد نہیں ہے۔ معاملہ کو اسی پر چھوڑ دیا جائے اور بس کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

مرا اگر تو سن دل نیست در راہ   کمندِ لطفِ او ہم نیست کوتاہ

آخرکار اس کی عنایت ازلی نے پہنچ کر اس فقیر پر نوازش فرمائی اور اپنے فضل و کرم سے اس ناکارہ کو نوازا اور اس خاکسار کو اطرافِ بارگاہ قدس میں جگہ دی وہ معنی مضمر و مستور اس بارگاہ پر نور سے ظاہر ہوئے اور بڑی آب و تاب سے امید کے باغ کے صحن میں رقص و نشاط ابدی میں مصروف ہیں ایک قدم ناز سے اٹھاتا ہے اور دوسرا قدم نیاز سے رکھتا ہے۔ اور کمال خرمی و فرخندگی سے ہم آغوش بوئے وصال ہے اور باوجود بندگی کے سرمست بادۂ لایزال ہے اور ترانہ کے ساتھ مترنم ہے ؎

هم از در باز گر دلے باد نو روز   که من بوئے گل خود دارم امروز

مده بهشت شب از مه یاد اکنوں   که من با مهوش خود شادم امروز

گراول می ربود از گریہ آبم   کنوں خوش مے برد ذریاد خوابم

اگر میں اپنا آپ عاشق ہو جاؤں تو روا ہے۔ کیونکہ محبوب کا نوازا ہوا ہوں۔ اور اگر اپنے حسن کا شیفتہ رہوں۔ تو جائز ہے کیونکہ منظور مطلوب ہوں +

اے عزیز! اس بارگاہِ معطر اور معنبر کو اس بدن غلیظ سے کیا نسبت

اور اُس معنویِ کو اس پیکرِ سفلی سے کیا مناسبت یہ ایک آدہ و بیچارہ پریشانِ پژمردہ غربت زدہ مسکین ہے۔ کہ اپنے محبوب سے جدا ہو کر گرفتارِ مجمعِ اعدا ہو گیا۔ اُس کو محبوبِ ازلی سے کیا قربت ہو سکتی ہے۔ یہ جسمِ عنصری صحراءِ حیرت و حسرت میں سراسیمہ و سرگشتہ پریشان دل اور پراگندہ بال بادِ سفارقت ہر طرف سے تھپیڑاتی اور گرد حوادث خمہ میں آلودہ و بادیہ میں غلطان۔ ذکر اور فکر سے دور اور شوق اور گرمی سے دست کش گوشۂ بے لذتی اور افسردگی میں گمنام عنانِ ہمت اُس کے ہاتھوں سے چھوٹ گئی اور کمرِ خدمت اُس کی ٹوٹ گئی ہے۔ کمال حیرانی کے باعث کچھ جمع بھی نہیں کرسکتا اور بسبب ہر طرح کی سرآسیگی کے کسی سے بھیک بھی نہیں مانگ سکتا ہے۔ قرب اُس کا اِس پیکرِ عنصری کو حاصل ہو سکتا تھا۔ مگر اس کو دوسرے نے لے لیا ہے اِس لیے منزلوں دور پڑ گیا ہے۔ اور بعد مشرقین اِس کے اور اُس کے بیچ میں حائل ہو گیا ہے

از بادِ صبا دلم چو بوئے گرفت   بگذاشت مرا و جست جوئے تو گرفت
اکنوں ز منِ خستہ نے آرد یاد   بوئے تو گرفتہ بود خوئے تو گرفت

وہ محبوب اپنے تختِ مرصع پر جلوس فرما ہے۔ اور یہ جسمِ عنصری وحشت خاکِ تیرہ میں گرفتار ہے۔ وہ ہم آغوشیِ محبوب سے شاد و فرخندہ ہے۔ اور یہ حیرت کے سبب سے سینۂ حسرت کو بریان ہے۔ یہ اِس قدر زاری اور عاجزی میں معروف اور وہ استغنا وناز میں مشغول ہے۔ یہ بہزار آرزو دراز محبوب کا جویان ہے۔ اور وہ بکمالِ بے نیازی باخود راز گویان۔ یہ پیکرِ سفلی اُس معنیِ علوی سے یہ کہتا ہے

من بے تو خاکِ رہ فرہ باز   تو خواب گزیں بہ بسترِ ناز
من بے تو بخونِ دیدہ گلنار   تو خندہ زناں بصحنِ گلزار
من بے تو بخوں کشیدہ داماں   تو رفتہ بہ نطعِ گل خراماں
من بے تو بخاکِ غصہ پامال   تو رقص کناں بہ بانگِ خلخال
من بے تو چو رشتہ تاب در تاب   تو رشتہ گسل چو دُرِ نایاب
من بے تو بسوزِ دل گدازی   تو عاشقِ خود بحسن پاک بازی
من بے گرفتہ ترکِ ہستی   تو کردہ بخویش نازِ مستی

قدسیہ۔ جب عارف مقامات وصول کو طے کر کے انتہا عروج تک پہنچ جاتا ہے

تو بعض وجوہ سے اُس کا وصول ذات تک ہو جاتا ہے۔ کہ وہ عارف کے مبداء تعین کی اصل ہے۔ بموجب جامعیت اسم کے اُس میں بھی جامعیت ہوتی ہے۔ جس قدر اسم جامع ہو اُسی قدر وجہ میں بھی جامعیت ہوتی ہے۔ لیکن جمیع وجوہ سے وصول کا حصہ لینا اور چیز ہے۔ اور کسی ایک وجہ سے جو جامع وجوہ بہرہ ور ہونا اور چیز ہے چنانچہ عقلمند سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اگرچہ عارف کا مقام اصول اور اصول اصول سے ترقی کر جائے۔ مگر وہ بموجب اُس اسم کے جو اُس کا مربی ہے تقلید کو اپنے ہمراہ لیجاتا ہے اور تمام فضیلتوں سے بالکلیہ بہرہ ور نہ ہو سکیگا۔ اگرچہ اول بار میں اُس وجہ کے وصول کو تمام وجوہ میں خانی دیکھ کر متمیز نہ پائیگا۔ مگر حقیقت میں متمیز ہے۔ جب اُس مقام میں استقرار تمام پائیگا تو وحدت پر نظر رہیگی۔ اور اُس وقت تمیز پائیگا۔ جب یہ نکتہ معلوم ہو گیا۔ تو اب ایک اور نکتۂ تحقیق تر یہ ہے کہ بعض کاملین ایسے ہیں کہ اُن کو تمام وجوہ سے حصہ ملتا ہے اُس کی توضیح یہ ہے کہ اُس وجہ اسمی کو اور وجوہ کے ساتھ ایک طرح کی شرکت ہے۔ اس لیئے عارف اُس وجہ مشترک کے سبب سے تمام وجوہ سے حصہ حاصل کر لیتا ہے کیونکہ نوع کو اپنے جنس کے ساتھ ایک بڑا تعلق خاص ہے ؛

سوال۔ ماہیت مابہ الاشتراک اور مابہ الامتیاز سے مرکب ہے۔ اور ہر ایک کی خصوصیات جداگانہ ہیں۔ کیا یہ امر ممکن ہے کہ مابہ الامتیازات سے عارفِ کامل تمام وجوہ سے حصہ لیتا ہے ؛

جواب۔ جب کہ مابہ الاشتراک کا مابہ الامتیازات کے صادق آنا بطور عرض ہے۔ کیونکہ جنس اپنے انواع کی فصول کے لیئے عرض عام ہے تو اس طرح سے مابہ الامتیازات سے پورا حصہ حاصل ہوگا۔ اور عرض عام کی راہ سے اُس کے افراد پر پہنچ سکیگا۔ اور ذاتِ تعالیٰ و تقدس سے بجمیع وجوہ تفصیلاً حصہ پا سکیگا۔ اور ان کمالات سے بھی جو نوعِ بشر کے لیئے ممکن الحصول ہیں۔ بطفیل حضرت خاتم الانبیا علیہ و علیہم افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات حصہ پا سکیگا۔ یہ معرفت بعد انبیا علیہم الصلوٰۃ و البرکات کے آنجناب قدس سرہ کے معارف خاصہ و کمالاتِ مخصوصہ میں سے ہے ؛

قدسیہ - حمد و صلوٰۃ اور دعا کے بعد واضح ہو کہ احوالِ موجودہ قابلِ
شکر گزاری ہیں۔ اَلْمَسْئُوْلُ مِنْهُ سُبْحَانَهٗ
عَافِيَتُكُمْ وَاسْتِقَامَتُكُمْ وَتَرَقِّيْ
دَرَجَاتِكُمْ فِيْ مَدَارِجِ الْقُرْبِ وَ
وُصُوْلُكُمْ اِلٰى مَرَاتِبِ الْوِلَايَاتِ الثَّلٰثِ
ثُمَّ مِنْهَا اِلَى الْعُلُوْمِ الْوِرَاثَةِ وَالنَّصِيْبِ
مِنْ كَمَالَاتِ مَرْتَبَةِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ مِنْهَا
الْاِطِّلَاعُ اِلٰى مَقَامِ خَاتِمِ الْاَنْبِيَاءِ
عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلٰى اٰلِ كُلٍّ الصَّلَوٰتُ
وَالتَّسْلِيْمَاتُ لِيَطْمَئِنَّ النَّفْسُ كَمَالَ
الْاِطْمِيْنَانِ وَيَنْشَرِحَ الصَّدْرُ حَقَّ
الْاِنْشِرَاحِ وَيَجْرِيَ الْعَنَاصِرُ الْمُخْتَلِفَةُ
مَجْرَى الْاِعْتِدَالِ فَيَأْخُذَ نَصِيْبًا مِنَ
الْخُلَّةِ وَالْمَحَبَّةِ الذَّاتِيَّةِ وَحَظًّا
مِنَ الْاَسْرَارِ الْخَفِيَّةِ الَّتِيْ اُشِيْرَ اِلَيْهِ
بِلِسَانِ الصَّحَابِيِّ[1] فَلَوْ بَثَثْتُهٗ قُطِعَ هٰذَا
الْبُلْعُوْمُ وَيَنْبَغِيْ اَنْ تَعْلَمَ اَنَّ الْحِكْمَةَ
فِيْ حُصُوْلِ كَمَالَاتِ الْوِلَايَةِ الصُّغْرٰى
اَلْمُرَاقَبَةُ وَالْاَذْكَارُ الْقَلْبِيَّةُ مِنْ
ذِكْرِ اِسْمِ الذَّاتِ وَالنَّفْيِ وَالْاِثْبَاتِ
وَفِيْ حُصُوْلِ الْوِلَايَتَيْنِ الْاُخْرَيَيْنِ الذِّكْرُ
اللِّسَانِيُّ بِالنَّفْيِ وَالْاِثْبَاتِ وَمَحَلٌّ فِيْ
حُصُوْلِ الْكَمَالَاتِ الْمَرْبُوْطَةِ بِمَرْتَبَةِ
النُّبُوَّةِ تِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ وَالصَّلٰوةُ
خُصُوْصًا الصَّلٰوةُ الْمَفْرُوْضَةُ

اللہ تعالیٰ سے آپ کی خیر و عافیت
مطلوب ہے۔ نیز استقامت اور ترقی
درجاتِ مدارجِ قرب اور آپ کا وصول
ولایاتِ ثلثہ میں پھر اُن سے آگے
علوم وراثت اور کمالات مرتبہ نبوت
میں پھر اُن سے آگے اطلاع یابیٔ
مقام حضرت خاتم الانبیا علیہ وعلیہم
وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات۔ تاکہ
نفس کمالِ اطمینان کا مرتبہ پیدا کرے
اور کماحقہٗ مقامِ شرحِ صدر حاصل ہو۔
اور عناصر مختلفہ مرتبۂ اعتدال میں آ جائیں
تو اُس وقت تم مقامِ خلت اور محبت
ذاتیہ سے حصہ پا لو گے۔ اور اُن اسرار
خفیہ سے جنکی نسبت ایک صحابی نے
کہا ہے کہ اگر اُن اسرار کو فاش کر دوں
تو میرا یہ حلقوم یعنی نرخرہ کاٹ ڈالا
جائے۔ واضح ہو کہ کمالات ولایت
صغریٰ کے حصول کیلئے بڑی چیز
مراقبہ اور اذکارِ قلبیہ یعنی ذکر اسم ذات
اور نفی و اثبات ہیں اور ولایت کبریٰ
اور ولایت علیا کے حصول کیلئے ذکر زبانی
نفی و اثبات۔ اور کمالات نبوت
کے لئے تلاوت قرآن اور نماز خصوصاً
نمازِ مفروضہ ممد ہے

[1] دیکھو صفحہ ۲۵۳ پر ۱۲

ثُمَّ يَجِيْ بَعْدَ ذٰلِكَ مَقَامٌ لَيْسَ لِلْعَمَلِ فِيْهِ نَتِيْجَةٌ وَلَا لِلْاِعْتِقَادِ اَثَرٌ وَالتَّرَقِّيْ هُنَاكَ مَرْبُوْطٌ بِمُجَرَّدِ التَّفَضُّلِ وَالْاِحْسَانِ هٰذَا الْمَقَامُ بِالْاَصَالَةِ مَخْصُوْصٌ بِالْاَنْبِيَاءِ الْمُرْسَلِيْنَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَالْبَرَكَاتُ وَبِتَبْعِيَّتِهِمْ بِغَيْرِهِمْ اَيْضًا نَصِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْمَقَامِ ثُمَّ يَاْتِيْ كَمَالٌ فَوْقَهٗ يُرْتَقٰى فِيْهِ مِنَ التَّفَضُّلِ اِلَى الْمَحَبَّةِ فَالتَّرَقِّيْ فِيْ حُصُوْلِ هٰذَا الْكَمَالِ مَنُوْطٌ بِالْمَحَبَّةِ الصِّرْفَةِ وَفِي الْمَحَبَّةِ اَيْضًا كَمَالَانِ الْمُحِبِّيَّةُ وَالْمَحْبُوْبِيَّةُ فَظُهُوْرُ كَمَالَاتِ الْمُحِبِّيَّةِ الذَّاتِيَّةِ مَخْصُوْصٌ بِالْكَلِيْمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَوَّلًا وَكَمَالَاتِ الْمَحْبُوْبِيَّةِ الذَّاتِيَّةِ اَوَّلًا مَخْصُوْصٌ بِالْحَبِيْبِ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَاَكْمَلُ التَّحِيَّاتِ وَبِطُفَيْلِهِمَا ثَانِيًا بِغَيْرِهِمَا اَيْضًا رَجَاءٌ مِنْ هٰذَيْنِ الْكَمَالَيْنِ وَالسَّلَامُ ؎

اس کے بعد ایسا مقام ہے جہاں نہ کسی عمل کو دخل ہے اور نہ کسی اعتقاد کو اس مقام کا حصول اور اس کی ترقی محض فضل و احسان سے ہے اور یہ مقام بالاصالت انبیاء المرسلین علیہم السلام والبرکات سے مخصوص ہے، اور ان کے اتباع اور طفیل میں اوروں کو بھی کچھ حصہ ملتا ہے پھر اس مقام کے اوپر اور ایک کمال ہے اس میں بھی عروج محض فضل و احسان سے مقام محبت میں ہوتا ہے۔ اور ترقی اس میں محبت صرف پر منحصر ہے پھر محبت میں بھی دو کمال ہیں ایک کمال محبتیہ یعنی عاشقی دوسرا کمال محبوبیہ یعنی معشوقی پس کمالات محبتیہ ذاتیہ مخصوص ہیں اولاً ساتھ حضرت موسےٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور کمالات محبوبیہ ذاتیہ اولاً مخصوص ہیں ساتھ حضرت حبیب خدا علیہ و علے آلہٖ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات کے اور ان دونو حضرات کے طفیل میں ثانیاً اوروں کے لئے بھی امید داری ہے۔ والسلام ؎

قدسیہ عارف بعد فناء اتم کے جو کہ حقیقت عدمیہ کے جانتے رہنے سے متعلق ہے اور مورد آتا ہے جب اسم الٰہی جل سلطانہ کے ساتھ بقا پیدا کرتا ہے۔

حاشیہ صفحہ ۲۵۲

لہ یہ حدیث بخاری شریف میں ابو ہریرہؓ سے ہے قال حفظت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعائین فاما احدھما فبثثتہ فیکم واما الاٰخر فلو بثثتہ قطع ھذا البلعوم مجری الطعام

اور حقیقت ثبوتیہ بجائے حقیقتِ عدمیہ کے قائم ہو جاتی ہے۔ تو وہ اسم الٰہی اس سالک میں مدبّر اور متصرّف ہوگا۔ اور سالک اس اسم کے اوصاف سے متصف اور آراستہ ہو جائیگا۔ اور سالک صفات حیوٰۃ اور علم اور قدرت اور ارادہ اور بصر اور کلام سے متصف ہو کر حیّ اور عالم اور قدیر اور مرید اور سمیع اور بصیر اور متکلم ہو جائیگا۔ چونکہ ہر اسم الٰہی جلّ سلطانہٗ اسماو صفات کو شامل ہے اور وہ اسم دوسرے اسم کا ظل اور جزئی ہے۔ اس لئے عارف بھی ظل سے اصل میں جا پہنچیگا۔ اور اسم سابق کی طرح اوصاف اسمِ لاحق سے متصف ہو جائیگا۔ اور پھر اس اصل سے دوسرے اصل میں ملجائیگا۔ اور اصل دوم سے اصل سوم میں اور پھر سوم سے چہارم اور پھر پنجم میں اور پھر جہاں تک اللہ تعالےٰ چاہے ملتا جائے گا۔ چونکہ ہر ایک اسم دوسرے اسم سے شرکت رکھتا ہے اِس لئے بوجہ شرکت کے اور اسما میں بھی گو وہ اُس کے اصول کے سوا ہوں بقا پائیگا۔ اور یہ تمام اسماء بے شمار اجزاءِ عارف ہو جائینگے۔ اور بارگاہ ذات تعالےٰ و تقدس میں وہ باریابی اور عادت اللہ جاری ہے۔ کہ سیکڑوں سال کے بعد ہزاروں عارفوں میں سے کسی ایک کو بقاءِ ذات سے مشرف کیا جاتا ہے۔ اور اُس ذات بیچون کا وہ مرتبۂ مقدسہ اُس کو عطا ہوتا ہے۔ جو اُس عارف کا کنہ ہو۔ اور یہ تمام اوصاف اس ذات کے ساتھ قائم ہوتے ہیں۔ بلکہ عالم کے جملہ افراد اُس کی ذات کے ساتھ قائم ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ افراد عالم مظاہر اسماو صفاتِ ذات ہیں۔ پس عارف بھی بوجہ خلافت کے قیوم عالم ہو جاتا ہے۔ اور مرتبہ وزارت کا حاصل کر لیتا ہے۔ پس آثارِ رحمتِ الٰہی کو دیکھو کہ کیونکر زندہ کرتا ہے زمین کو بعد اُس کے مرنے کے اُس وقت وہ ذات قائم مقام حقیقت ثبوتیہ کے ہو جاتی ہے۔ اور عالم میں مدبّر و متصرف ہو جاتا ہے تب اِس عارف کی جامعیت کی وہ شان ہو جاتی ہے کہ دنیا بھر کی ہدایت اور ارشاد کی اُس کے مقابلہ میں بہت خفیف حیثیت ہو جاتی ہے۔ قطرہ بھی دریا کے ساتھ ایک نسبت رکھتا ہے۔ مگر عالم کو اُس کے ساتھ یہ نسبت بھی نہیں ہوتی ہے۔ جیسے کہ اوصاف کو ذات سے ایک نسبت لاشئے اور استہلاک کی ہے۔ پس یہ عارف کامل ذکر کرنے کے وقت گویا کئی ہزار زبانوں کے ساتھ ذکر میں مشغول ہے ہر ایک

اسم اپنی زبان سے ذاکر ہے اور عارف بمنزلہ اُن کے مجموعہ کے ہے۔ تحریمہ باندھنے کے وقت گویا ہزاروں اشخاص تحریمہ باندھ رہے ہیں۔ پھر یہ تمام اشخاص قرأت پڑھتے اور رکوع و سجود میں جاتے ہیں۔ اور امکان کے اور بھی اکثر حقائق اِن اُمور میں اس عارف کے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں۔ اور جو لوگ کہ صرف زبان سے ذکر کرتے ہیں چونکہ انانیت امارہ سے پاک نہیں ہیں اس لئے اُن کا ذکر لائق بارگاہ اقدس نہیں ہو سکتا۔ اور وہ انہی کی طرف واپس کر دیا جاتا ہے۔ اور یہ عارف چونکہ ہزاروں زبان سے ذکر کر رہا ہے۔ اور کوئی جزو اس کی خودی کا درمیان میں حائل نہیں ہے عوام الناس ظاہر بین ان دو ذکروں کو یکساں ذاکر اور عابد جانتے ہیں۔ اور حقیقت فرق سے آگاہ نہیں ہیں۔ عارف مجسم حضور الٰہی ہو گیا۔ اور وہ غفلت میں بھی حاضر بحضور رہتا ہے۔ کیونکہ علم حضوری میں غفلت دوامی طور سے گم ہو جاتی ہے اور ناواقف آدمی اس کے اس مرتبہ سے غافل ہیں۔ پس عارف مذکور غفلت میں بھی باحضور ہے۔ اور وہ لوگ عین حضور میں بھی غافل اور بے خبر جیسے کہ بیان کیا گیا کہ اُن کا حضور حصول کی وجہ سے ہے اور حصول عین غفلت ہے۔ اور عوام الناس اُن کو حاضر و ذاکر جانتے ہیں۔ اور عارف کامل کو غافل۔ ھداھم اللہ سبحانہٗ سَوَآءَ الصِّرَاطِ اللہ تعالیٰ اُن کو سیدھی راہ دکھائے ہ

پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز　　بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بوالعجبی است

گوش شوق کیلئے یہ ایک دقیقہ ہے کہ چونکہ عارف خود کو اطلاق کلمۂ انا سے پاک و مبرا کر لیتا ہے اور انانیت امارہ سے رہائی پا لیتا ہے۔ اس لئے بحکم ھَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ معشوق تک پہنچتا ہے اور اس گم شدہ کو اپنی انا میں جگہ دیتا ہے پس عاشق صادق کشاکش غیر و غیریت سے رہائی پا کر خلوت خانۂ اناءِ معشوق میں آرام پاتا ہے۔ ایک جماعت صوفیہ کی ایسی ہے جو کہ یہ چاہتی ہے کہ معشوق کو اپنی انا کے ویرانہ میں جگہ دیں۔ اور اُسی خواہش پر خوش ہیں۔ اتنا نہیں جانتے کہ ظلال مطلوب کے ایک عکس سے اُنہوں نے آرام پایا ہے۔ اور اُس ذات بیچد کے ایک پرتو پر اُنہوں نے قناعت کر لی ہے ہ

تو از خوبی نے گنجی بعالم　　مرا ہرگز کجا گنجی در آغوش

اب ہم مطلب اصلی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ عارف کامل کو جو ذات عطا
کی گئی ہے۔ چونکہ وہ بے چونی سے حصہ رکھتی ہے۔ اس لئے اُس کی جامعیت بادیٔ النظر
ادراک میں نہیں آسکتی۔ مگر وہ حقیقت میں تمام اسماء و صفات سے جو اجزاء عارف کے
ہمرنگ ہو گئے ہیں جامع رہے بلکہ اس جامعیت کی بہ نسبت جامعیت سابقہ کے
کوئی قدر نہیں ہے۔ بلکہ اُس کے رُوبرو حکم لاشئے کا رکھتی ہے سبحان اللہ وبحمدہٖ؟
ایسی وسیع مملکت ایک حقیر شخص میں ودیعت رکھی گئی ہے۔ اور یہ ملک و ملکوت
کے خزانے ایک بیقدر ویرانہ میں محفوظ کئے گئے ہیں اور یہ تمام حسن و جمال بے رنگ
اور انوار و اسرار بے کیف اس پیکر تاریک میں امانت رکھے گئے ہیں۔ وَمَا
ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ اور یہ اُس کی قدرت سے کوئی بعید نہیں ہے +

اِس اخفا میں حکمت ابتلا اور آزمائش کی ہے خبیث طیب سے علیحدہ رہتا
ہے۔ خدا کی نظر نے عارف کامل کے باطن اور اُس کی حقیقت میں نفوذ کیا۔ اور
اُس کے برکات سے مملو اور سیراب ہو گیا ہے۔ جس نے صرف اس کی صورت کو
دیکھا اور اپنی صورت بے حقیقت پر اس کو قیاس کیا وہ اُس کے برکات سے
محروم رہا۔ اور ابدی نقصان کا اُس کو دھبہ لگ گیا۔ اُس نے یہ نہ جانا کہ یہ عارف
بالکل مغز ہے کہ کوئی چھلکا درمیان میں اس کے حائل نہیں ہے۔ اور اُس کا پوست
مغز سے مبدل ہو گیا ہے۔ اور تمام اور لوگ اُس کے مقابلہ میں پوست بے مغز ہیں
مگر چونکہ عارف کا کالبد جو ایک چھلکا کی وضع کا ہے باقی ہے۔ اس لئے پوست
بے مغز سے اس کو صورتاً شرکت رہتی ہے۔ اور اس شرکت صوری سے کہ قید جسمی
سے وابستہ ہے جو بعد ٹوٹنے جسم کے بھی باقی رہتی ہے۔ مجوبین کی آنکھوں میں اُس نے
خاک ڈالدی اور اپنے دوستوں کو بے خود کر دیا۔ کہ اَوْلِيَائِیْ تَحْتَ قِبَائِیْ لَا
يَعْرِفُهُمْ غَيْرِیْ۔ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ
اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ میرے اولیا
میری قبا کے نیچے ہیں کوئی میرے سوا اُن کو پہچان نہیں سکتا۔ ہدایت کرو اے محمد!
صلے اللہ علیہ وسلم اگر یہ میرا رستہ ہے میں خدا کی طرف اپنی بصیرت کی وجہ سے بلاتا ہوں

لے سورہ یوسف۔ رکوع آخر ۱۲

اور اُن لوگوں کو جنہوں نے میری پیروی کی ۔ اور اللہ تعالےٰ پاک ہے ۔ اور میں مشرکین سے نہیں ہوں ٭

قدسیہ اَلعَارِفُ الکَامِلُ المُشَرَّفُ بِالبَقَاءِ الذَّاتِی شَاهَدَ جَمَالَهٗ فِی مَرَایَا العَوَالِمِ وَیَرَی نَفسَهٗ کُلاًّ وَاِجمَالًا وَالعَالَمُ مَظَاهِرُهٗ وَتَفصِیلُهٗ وَیُعَایِنُ ذَاتَهٗ سَارِیًا فِی اَفرَادِ العَالَمِ مُحِیطًا بِهٖ اِحَاطَةَ الکُلِّ بِاَجزَائِهٖ بَل اِحَاطَةَ الذَّاتِ بِصِفَاتِهٖ فَلَهُ الذَّاتُ وَمَا سِوَاهُ مَظَاهِرُ الصِّفَاتِ وَهٰذَا النَّوعُ الاَخِیرُ مَخصُوصٌ بِاَفرَادٍ مِنَ الکُمَّلِ لَهٗ حُکمُ العُنقَاءِ فِی الغَرَابَةِ لَو وُجِدَ وَاحِدٌ بَعدَ اُلُوفٍ مِنَ السِّنِینَ لَاُغتُنِمَ ۔ عارف کامل جو بقاء ذاتی سے مشرف ہوا ۔ جمالِ حق کا عوالم کے آئینوں میں مشاہدہ کرتا ہے اور اپنے آپ کو کل اور اجمالاً عالم کا دیکھتا ہے اور عالم کو اپنے مظاہر اور اپنے اجمال کی تفصیل پاتا ہے ۔ اور تمام افرادِ عالم میں اپنی ذات کو ساری و جاری اور ایسا محیط دیکھتا ہے ۔ جیسے کل اپنے اجزاء میں بلکہ جیسے ذات اپنی صفات میں ۔ پس اُس کیلئے ذات ہے اور اُس کے ماسوا مظاہرِ صفات ہیں ۔ یہ قسم اخیر معرفت افرادِ اکمل اولیاء کے لئے مخصوص ہے ۔ جو کہ عنقا کی طرح ناپید ہے اگر ہزاروں سال کے بعد بھی ایسا ایک عارف پایا جائے تو بسا غنیمت ہے ؎

اگر بادشاہ بر درِ پیر زن بیاید تو اے خواجہ سبلت مکن

قدسیہ ۔ اِسی عاصی پر جو عنایات حق سبحانہٗ مبذول ہوئی ہیں تحریر میں نہیں آسکتی ہیں ۔ ع دادِ اور ا قابلیت شرط نیست

اُن کو وہی قبول کر سکتا ہے جو بلا دلیل کے قبول کرے ۔ اگر اُن کی تفصیل کیجائے تو قلم اُن کے تحریر کرنے کی طاقت نہ رکھیگا ۔ اور کاغذ جل جائینگے ۔ اور کہنے والا اور سُننے والے بیہوش ہو جائینگے ۔ پھر کون کہہ سکتا ہے اور کون سُن سکتا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

سراپا آتشے ام شعب قدح کو دیگرے پُر کن
کہ خود صد سوخت ساغر تا توحی در جائے خواہی کرد

اُس کی لطافت اور بلندی زبان کو پھیر دیتی ہے ۔ سینہ تنگ ہو جاتا ہے اور زبان بول

نہیں سکتی۔ ع سخن از لب تو گفتم بلبم سخن گرہ شد

پس ملنے والوں کو چاہیئے کہ متکلم کو معذور رکھیں اور جنسیت کے واسطے سے اُس کی ذات کو ڈھونڈیں۔ تاکہ ذات بیچون حقیقی سے اتصال کا لطف پیدا کر سکیں اگرچہ ذات متکلم کو ذات مستمعین سے کسی طرح کی جنسیت نہیں ہے۔ کیونکہ اُس کی ذات بیچونی سے حصہ پایا اور ذات حقیقی کے ساتھ ایک قسم کا اتصال اور ایک نسبت خاص پیدا کی ہے۔ پس وہ لوگ جو مرتبۂ ذات سے مطلق بے بہرہ ہیں ذات عارف کو کیونکر پا سکتے ہیں۔ اور ذات خالق عارف تو اور بھی اُس سے ماوراء ہے۔ بہرحال کوشش کرنی چاہیئے اور ہمیشہ یوں مترنم رہنا چاہیئے ؎

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو شیئاً للہ از جمال روئے تو

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ الْاَشْیَاءِ اِلَیَّ وَاجْعَلْ خَشْیَتَكَ اَخْوَفَ الْاَشْیَاءِ عِنْدِیْ وَاقْطَعْ عَنِّیْ حَاجَاتِ الدُّنْیَا بِالشَّوْقِ اِلٰی لِقَائِكَ وَ اِذَا اَقْرَرْتَ اَعْیُنَ اَھْلِ الدُّنْیَا بِدُنْیَاھُمْ فَاَقْرِرْ عَیْنِیْ بِعِبَادَتِكَ ضدایا تو اپنی محبت میرے لئے سب سے زیادہ محبوب بنادے اور اپنے خوف کو میرے لئے سب سے بڑا خوف بنادے اور اپنا شوق لقا دیکر میری اور حاجتوں کو قطع کردے اور جب اہل دنیا کی آنکھوں کو تو دنیا سے ٹھنڈا کرے۔ تو میری آنکھوں کو اپنی عبادت سے ٹھنڈا کر۔

قدسیہ۔ اِس حقیر مؤلف نے واقعہ میں دیکھا کہ حضرت معصوم مادرزاد تخت سلطنت پر تشریف فرما ہیں اور ایک بڑا چھتر آپ کے سر پر سایہ فگن ہے جس کو ایک غلام بہزاد نامی پکڑے ہوئے ہے۔ آسمان قائم ہوگیا۔ جو تمام عالم کو محیط اور مشتمل ہے اور جواہر اور مروارید سے مرصع اور اُس کے گرد اگرد جواہر بیش بہا آویزاں ہیں جب اُس چھتر کا حسن و جمال بیان نہیں ہو سکتا ہے تو پھر آپ کے خوارق و کرامات و تصرفات کیا بیان کئے جا سکیں جو آپ کے خانہ زاد ہیں۔ اُن نادر وقعات اور عجیب حالات کے بیان کے لئے ایک جداگانہ دفتر کی ضرورت ہے آپ کے مریدین منتسبین اور خلفا کثرت سے آپ کے غرائب امور بیان کرتے ہیں اُن اخبار کی کثرت آں علیحضرت کے کثرت کرامات کا پتہ دیتی ہے صرف چند کرامتیں اس کتاب میں بیان کی جاتی ہیں +

کرامت۔ فضائل دستگاہ حقائق آگاہ خواجہ محمد صدیق جو آپ کے

خلیفہ ہیں۔ اور پشاور میں مسندِ ارشاد و مشیخیت پر تشریف فرما ہیں بیان کرتے تھے کہ فقیر ملازمت آنحضرت کے ارادہ سے اونٹ پر سوار ہو کر پشاور سے روانہ ہوا کہ اونٹ رستہ میں بھاگنے لگا۔ اور میں اُس کی خانۂ زین سے جدا ہو گیا اور میرا پاؤں رکاب میں رہ گیا اونٹ بھاگتا تھا اور مجھ کو گھسیٹتا تھا۔ لوگ ہر چند اُس کے پیچھے دوڑے مگر کوئی اُس تک نہ پہنچ سکا +

اِس حالتِ اضطرار میں حضرت پیر بزرگوار مجھے یاد آئے تو فوراً ہی میں نے دیکھا کہ حضرت آئے اور اونٹ کی مہار پکڑ کر اُس کو کھڑا کر دیا۔ میرا پاؤں اُس کی رکاب سے الگ ہوا اور میں نے چاہا کہ آپ کے قدموں پر گروں دیکھا تو آپ نظروں سے غائب ہو گئے +

کرامت۔ آپ یہ بھی بیان کرتے تھے کہ ایک بار میں حضرت سے اجازت لیکر اپنے وطن کو روانہ ہوا۔ رستہ میں پل سلطان پور کی ندی کے پل کے نیچے کپڑے پاک کر رہا تھا۔ کہ میرا پاؤں پھسلا اور پانی سر سے اونچا ہو گیا۔ میں تیرنا نہیں جانتا تھا پانی کبھی مجھ کو اوپر لاتا تھا۔ اور کبھی نیچے لیجاتا۔ زندگی کی امید باقی نہ رہی تھی یکایک حضرت نمودار ہوئے اور ہاتھ ڈالکر مجھ کو نکال لیا اور نظر سے غائب ہو گئے +

کرامت۔ راوی مذکور یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سلطان اللہ کا مجھ پر غلبہ ہوا۔ میں نے تمام دن ایسے جنگل میں بسر کی۔ جہاں کسی کی گزرگاہ نہ تھی اُس حالت میں میں جس طرف نگاہ کرتا تھا۔ حضرت کی صورت مبارک اپنی آنکھوں سے لاکھوں جگہ نمودار دیکھتا تھا ایک مدت تک آپ میری نظروں میں قائم رہے۔ اور پھر نظروں سے پوشیدہ ہو گئے +

کرامت۔ راوی مذکور کا بیان ہے کہ ایک روز غلبہ حال میں میں جنگل کیطرف نکل گیا۔ یکایک ایسی جگہ پہنچ گیا جو کہ آبادی سے بہت دور تھا۔ پیاس نے مجھ پر غلبہ کیا۔ کہ قریب ہلاکت ہو گیا۔ اتنے میں حضرت نمودار ہوئے۔ میں بشوق تمام آپکی طرف دوڑا۔ اور جب وہاں پہنچا تو حضرت کو نہ پایا۔ مگر پانی کا حوض وہاں پایا اور میں نے اُس سے خوب پانی پیا +

کرامت۔ راوی مذکور کا بیان ہے کہ میرا ایک مخلص ... نامی جو حضرت کے دیدار فیض آثار سے مشرف ہوا ہے۔ بیان کرتا تھا کہ میں کوایاں بلانے کی بیل

پر لاد کر لا رہا تھا۔ کہ لکڑیوں کا گٹھا بیل کے اوپر سے زمین پر گر پڑا اور کوئی شخص ایسا وہاں نہ تھا جو اُس کے اوپر بار کر دینے میں میری امداد کر سکے۔ مَیں حیران و پریشان کھڑا تھا اتنے میں حضرت کو مَیں نے دیکھا کہ آئے اور بیل پر میرا پشتارہ بار کرا کے میرے حوالہ کر دیا اور پھر نظر سے چھُپ گئے ✦

کرامت۔ آپ کے ایک خادم کا بیان ہے کہ ایک کنیز آپ کے محل سے آئی اور مجھ سے کہا کہ آپ آنحضرت کے روضہ منورہ کے عقب میں تشریف فرما ہیں۔ اُن کو بلا لاؤ۔ جب مَیں روضہ منورہ کے احاطہ میں آیا تو دیکھا کہ آپ کی نعلین مبارک دروازہ پر ہیں۔ مَیں روضہ کے پیچھے کی طرف کو گیا تو دیکھا کہ حضرت وہاں نہیں ہیں۔ پھر مَیں نے اطراف و نواحی میں پھر کر دیکھا۔ تب بھی آپ کو نہ پایا۔ پھر روضہ کے عقب میں آ کر دیکھا تو حضرت مراقبہ میں تھے۔ مَیں اس بات کو دیکھ کر متحیر ہو گیا ✦

کرامت۔ آپ کے ایک مرید کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت مسجد کے حجرہ میں تشریف فرما تھے۔ اور مجھ کو کسی کام کے لئے بھیجا۔ مَیں نے پھر کر دیکھا تو حجرہ خالی تھا اور آپ مسجد کے اُس حجرہ میں نہ تھے۔ اور مَیں حجرہ سے باہر نکلا تو حضرت نے حجرہ میں سے آواز دی کہ یہاں آؤ۔ مَیں نے اس انکار سے توبہ کی اور متحیر اور بے آپے ہو گیا ✦

کرامت۔ آپ کے ایک متمول مرید کا بیان ہے کہ ایک دفعہ کچھ عرصہ تک مَیں اپنے گھر والوں سے الگ رہتا تھا۔ اور اُس زمانہ میں میرے قیام گاہ کے قریب ایک عورت گانے والی نہایت حسین و خوبصورت جوان دلربا فروکش تھی۔ ایک شب کمال مستی اور بے ہوشی کے عالم میں اُس نے آ کر مجھے پکڑا اور اُسی قدر مجھ پر اصرار کیا کہ میری سب تدابیر اور ڈانٹ ڈپٹ بے کار ہو گئی۔ جوں جوں اُس کا اصرار بڑھتا جاتا تھا۔ میرا نفس بھی غلبہ کر رہا تھا۔ مَیں بے اختیار ہو گیا اور قصد مباشرت کا کیا مَیں نے بچشم سر آنحضرت کو دیکھا کہ آ کر مجھ میں اور اُس عورت میں حائل ہو گئے اُس کو نیند آ گئی۔ اور مجھ پر ہیبت نے غلبہ کیا اور مَیں مسلوب الشہوت ہو گیا۔ مَیں نے فی الفور نکل کر توبہ اور استغفار میں مشغول ہو گیا ✦

کرامت۔ آنحضرت کے ایک مخلص صحابی والا قدر مولانا محمد حسین کابلی نامی